







راشد احمد علی حسینی

Rashid Ahmed, M.A. LL. B.

(Retd. Sessions Judge.) ADVOCATE,  
HYDERABAD-DN.

# دیوان محوی

CHECKED

کلام فارسی حضرت قید و کجہ مولوی سعید عیسیٰ محوی بی (علیگ)

سابق مشن جج سرکار عالی

Checked  
1987



راشد احمد

بی۔ بی۔ ییل بی (علیگ)

مطبوعہ سجاد پریس حیدرآباد دکن





## عکس جوانی جناب مدوی



در کتاب زندگانی هم براین وصل بدون  
نقطه "تردسح و خط" انتخاب افساده رود



# دیوان محوی



بزرگ ترین تحفه ادبی که بعد از مراجعت از ایران بدکن بدستم آمد  
نسخه دیوان محوی است که شاعر استاد فارسی آقای مولوی مسعود علی متخلص به محوی  
صاحب دیوان بهمن هدیه دادند و در بزم شاد که محفل ادبی مخصوص بود روزهای  
جمعه در منزل بهاراجه کشتن پرشاد و متخلص به شاد سالها با آقای محوی مشاعره  
داشتیم و در خزانه گوشتم همیشه از گوهرهای گران بهای ابیات ایشان ریخته می شد  
اکنون که مجموعه غزل ها و بعضی از قصائد و قطعات ایشان یک جلد باطبع شد  
از مطالعه آنها لذات مکرر میبرم : —

أَعِدْ ذِكْرِي نُحَايَ لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ هُوَ الْمَسْكُ مَا كَرْتَهُ يَتَضَوُّعُ

زبان فارسی در او اواسط قرن چهارم هجری با فتوحات سبک تکلیف غزنوی

به هندوستان آمد و بعد از آن هر قدر فتوحات اسلامی در هند وسعت می یافت  
 و مسلمانان هند را بیشتر استعمار میکردند عملیات ادبی و علمی فارسی وسیع تر میگردد  
 و تا قرن دوازدهم هجری زبان علمی و دولتی تمام هندوستان بود و زبان بین المللی  
 تمام هند هم همان بوده که اگر یک هندوی پنجاب با یک هندوی کن در جانی از هند  
 بمکالمی پرداخت واسطه تفهیم فارسی بوده از قرن سیزدهم مسلمانان تکلم اردو را  
 بجای فارسی گرفتند و تا یک قرن دیگر تالیف در شعر فارسی در جریان بود و اکنون  
 متروک است و در سه شعبه زبان فارسی که تکلم و شعر و نظم است تنها نظم باقی مانده و  
 حق این است که امروز هم شعرا بسیار فارسی در هندوستان هستند - جهت اینکه  
 اشعار فارسی هند در ایران شهرت نمی یابد این است که در عصر سلطنت قاجار در ایران  
 بک شعر صفوی تغزیر یافته با غت را کم کرده به فصاحت بیشتر توجه شده و مضامین هم  
 محدود به عشق و باوه گردیده است - میشود در العمل را پیش گوئی کرد چنانچه ما آن  
 پیش از بک صفوی اتفاق افتاده بود و بابا فغانی شیرازی در آخر قرن نهم مجد و بک  
 وسیع حقیقی شعرتند و بک ثنوی نظامی گنجوی را در غزل استعمال نمود و شعرای سه قرن  
 صفوی ایران و تیموری هند همه پیروی از آن بک کردند سلطنت قاجار تمام آثار

ظاهری و باطنی صفویہ را از میان برداز آں جلد سبک شعر بود اما در ہندوستان  
 ہماں سبک صفوی در شعر فارسی و اردو تا کنون نہ پاشہ است . آقای محوی  
 یک یادگار بلند پایہ از فیضی و طالب و کلیم و عرفی و صائب است  
 اللہم طول عمرہ و وفقہ لکثرۃ الافادۃ

## قطب

طبع کردی نامہ ای از زاد ہای طبع خوش	آفرین محوی کہ گوہر را فرداں کردہ ای
دزبان غرت اجداد بکشا دی زبان	مسلمین را کہ از کارِ مسلمان کردہ ای
گلستان فارسی پرمودہ بود از بادِ سُر	گل فروشی و دزدانِ میش از بہارِ کزہ ای
کنندہ تیغ زبان و شمنای بر فارسی	زین کتاب از بہرِ نطقِ خوش خفاں کردہ ای
مرحبا مارا بیا د آورده ای ہمہ قدیم	آفرین خورشید را در ملک کیواں کردہ ای
زاوہ دریای طبع و جملگی بخشاں در است	فیض یابی از کہ امیں از بربیاں کردہ ای
فارسی افسردہ تن بود است در ملک کن	خون صالح تو رواں در عرقِ شیریاں کردہ ای
طبع تو جلال کند ہر سو بہرِ معنی رسد	شاعری را در کفِ خود گوئی چو گالہ کردہ ای

۴۴  
در زبان سهروردی مدح سلطان العلوم      آشکارا گوشه‌ای از راز پنهان کرده‌ای

شاه عادل را ستودی میرسد مزد زبان      ای ادیب نر زبان تفسیر قرآن کرده‌ای

همچو داعی محکمتی در مدح شاه از آن

شاه کاری هر زمان از خود نمایان کرده‌ای

محمد علی (داعی الاسلام)

مؤلف فرسنگ نظام و استاد سابق نظام کالج

حبیب گنج ضلع علی گڑھ  
۹ مئی ۱۹۷۷ء

کرم فرماں نواز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
فخالتما

محمیٰ محو رضا جانِ وفا کا  
یاد آور وہ زہے شانِ نیا انِ فنا  
پارسل دیدہ افروز ہوا کھولا دیکھا۔ آنکھیں پر نور دل مسرور ہوا  
”نذر عقیدت“ قند مکر رہے پہناتے کتاب خانہ سے نکال کر دیکھا۔  
دیوانِ محمیٰ تازہ بہار ہے۔ پہلے جو کھی رہی تھی وہ پوری ہوئی کلامِ پڑھا  
دیکھا۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بلند ہے معیارِ عالی پاکیزگی  
کلامِ دورِ گزشتہ کے مضیٰ کی یاد دلاتی ہے۔ حال کے معیار سے  
بلند ہے بلکہ تعجب انگیز ہے۔ اس دور میں یہ پاکیزگی و بندگی  
ذوقِ حیرت افزا ہے۔

بڑی مسرت اس کی ہے کہ اس دورِ بد مذاقی میں آنکھیں فارسی



کلام کے نور سے منور ہوئیں۔ اے وقت تو خوش کہ وقتِ من خوش کہ وہی  
”نذر عقیدت“ کے مقدسے میں میں نے لکھا تھا، ابھی یہ چنگاریاں

باقی میں کیا عجب کہ کسی وز بھڑک اٹھیں۔ دلوں کو گراویں۔

شکر ہے یہ توقع ”دیوانِ محمّدی“ کی اشاعت سے

پوری ہوئی۔

مبارک و مقبول باد فقط

نیازمند

حبیب الرحمن شروانی (صدرِ پریس)

## فہرست مضامین دیوان

اس زمانہ کے سیاسی ہیجان، معاشرتی کشمکش اور مادی رجحان میں اُمید کرنا کہ کسی شخص کو اتنی فرصت اور اتنا موقع مل سکیگا کہ وہ کسی دیوان اور خاص کر فارسی دیوان کو اول سے اخیر تک پڑھے۔ میرے خیال میں بیجا اور بالکل بیجا ہے اس لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیوان کے مضامین کی ایک مختصر فہرست دید جائے تاکہ جس شخص کو جس مضمون کے متعلق کچھ دیکھنا ہو وہ یا سانی دیکھ سکے اور تلاش کی زحمت سے بچ جائے۔

## حَمْد

یوں تو ہر غزل کے ساز میں آپ یہ لے پائینگے مگر جن غزلوں میں یہ لے اونچے سروں میں سنائی دے گی وہ یہ ہیں۔

غزل نمبر (۱۶۰) صفحہ ۱۱۳

۱۵۱ " (۲۲۱) "

۱۶۶ " (۲۲۴) "

۱۶۷ " (۲۲۵) "

۱۷۷ " (۲۶۳) "

۱۸۲ " (۲۶۱) "

—:—

غزل نمبر (۳۷) صفحہ ۲۲

۲۳ " (۳۹) "

۳۰ " (۴۹) "

۴۰ " (۱۰۰) "

۴۱ " (۱۰۱) "

۶۲ " (۱۰۴) "

۶۵ " (۱۰۸) "

## نعت

یہ مضمون جس قدر مشکل ہے اسی قدر لوگوں نے اسے آسان سمجھ لیا ہے اور اس قدر افراط اور تفریط سے کام لیا ہے کہ بعض جگہ حضرت رسول اکرم کی نعت کی سرحد باری تعالیٰ کی حمد سے بھی بڑھ جاتی ہے اور بعض جگہ اس میں اور ایک معمولی معشوق کی تعریف اور توصیف میں کوئی حد فاصل باقی نہیں رہتی۔ (دیکھئے تقریظ بر کتاب سراپائے رسول کریم صفحہ ۹ ضمیمہ دیوان)۔

اس دیوان میں جہاں آپ کو رسول کریمؐ کی نعت ملیگی وہ ان دونوں عیوب سے پاک و صاف ہوگی ملاحظہ ہو:۔

غزل نمبر (۲۳۲) صفحہ ۱۵۸	غزل نمبر (۷۶) صفحہ ۴۷
۱۷۶ " (۲۶۲) "	۴۸ " (۷۷) "
۱۷۹ " (۲۶۶) "	۵۶ " (۹۲) "
تقریظ بر کتاب سر ایاز رسول کریم " ۹ ضمیمہ دیوان	۶۳ " (۱۰۵) "
تضمین بعض اشعار	۶۳ " (۱۰۶) "
محبوب حضرت امام " ۱۶ "	۷۰ " (۱۱۸) "
زین العابدین	۱۰۲ " (۱۵۵) "
فاتحہ " ۱۷ "	۱۰۶ " (۱۶۰) "
غزل " ۳۱ "	۱۱۵ " (۱۶۰) "
	۱۳۱ " (۱۹۳) "

# منقبت<sup>۶</sup>

نوح نمبر ۶۱ صفحہ ۳۸

غزل بہ ذکر شہادت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۱۹۹) " ۱۳۶

غزل بہ ذکر حضرت  
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ " ۳۲ ضمیمہ دیوان

غزل بہ ذکر  
درویشاں (۹۶) " ۵۴ دیوان

# قصائد

حمید علیہ السلام حضرت نواب میر عیسیٰ شہان علی خان خدیو کوں خلد اللہ

جن کی سرپرستی اور حمایت میں فارسی زبان جو ہمارے بزرگوں کا ورثہ اور ہماری

حکومت کی یادگار ہے ہنوز دکن میں ایک حد تک زندہ اور باقی ہے ۔

از صفحہ ۱ تا صفحہ ۸ ضمیمہ دیوان

صفحہ ۸

بنام جناب سر مہاراجہ کشن پرشاد یمن السلطنت بکینٹہ ہاشمی  
سابق مدارالمہام و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی جن کی محبت دل افزائی  
اور ہم فنی ان نظموں کی محرک کہی جاسکتی ہے :-

صفحات ۱۲، ۲۱، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۵۳ ضمیمہ دیوان

بنام جناب نواب سالار جنگ میر یوسف علی خاں و ام اتقا ک

صفحات ۲۲، ۴۰ ضمیمہ دیوان

## مراثی

مرثیہ وختہ سر مہاراجہ کشن پرشاد  
بکینٹہ ہاشمی  
صفحہ ۵۵ ضمیمہ دیوان



## دیباچہ

جب میں کوئی کلیات یا دیوان پڑھنے کے لئے اٹھاتا ہوں تو میری سب سے پہلے یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں اس کے مصنف کا نام اس کا زمانہ، اور اس کے حالات زندگی اگر تفصیلی طور سے نہیں تو کم از کم محل طور سے معلوم کروں، کیونکہ میرے خیال میں کوئی شخص بغیر اس کے نہ شاعر کے اشعار سے پورا لطف اٹھا سکتا ہے اور نہ وہ ارشادات اور تعلیمات سمجھ سکتا اور نہ اس کی آرزوں یا سوں خوش حالیوں اور بد حالیوں کی جہلیاں دیکھ سکتا ہے جن کا بلا ارادہ بھی اس کے اشعار میں جا بجا نظر آتا ایک فطری اور لازمی امر ہے۔ خوشحال اور آسودہ دل فیضی اور پریشان اور افسردہ خاطر علی حزیں کے اشعار اس نظر سے بغور دیکھے تو یہ نہکتہ بات سامنی سمجھ میں آجائے گا۔ یہ خیال کر کے کہ تذکرہ بالا خواہش میرے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر شخص ہی چاہتا ہو گا میں ان چند غزلوں کو شایع کرتے وقت اپنی نسبت



چند الفاظ سمجھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اور اس کی معافی چاہتا ہوں ۔

اگر میرا وہ زائچہ جو مجھے اپنے خاندان کے پرانے کاغذات میں ایک بدت کے بعد ملایا ہے تو

میرا سال اور تاریخ پیدائش ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء ہے۔ میری پیدائش کا مقام دہلی ہے۔ جہاں میرا جد امجد

بولانا محمدم بخش بخش اور میرے والد ماجد مولوی احمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے بعد دیگرے ایک

ست تک محکمہ کشمیری دہلی و انجینیئرنگ گورنمنٹ کے ممتاز سر دفتر اور سر شہسوار رہے تھے اور جہاں

یہ دونوں بزرگوار نہایت ناموری اور نیک نامی سے زندگی بسر کر کے اسی سرزمین کے پویند ہو گئے۔ جد امجد

کاننر حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی درگاہ کے جنوبی دروازے کے سامنے واقع ہے اور والد ماجد

حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کی درگاہ کے اندر حضرت امیر خسرو کے مراد مبارک کے سامنے

کے چوتھے پرانی دلی تنہا کے مطابق آدھ ہیں۔ والد مرحوم کے انتقال کے بعد بھی ہم لوگ ایک ٹک

اپنے چچا مولوی علی احمد صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ دہلی میں رہے۔ جب مولانا موصوف بسلسلہ ملازمت

ریاست دوجا نے ضلع رتھک تشریف لے گئے تو ہم لوگ اپنے وطن قصبہ فتحپور (بسواں) ضلع بارہ بنکی

ملک آدھ چلے گئے۔ وہاں چند سال رہنے کے بعد جبکہ میری عمر سولہ سال کی تھی میں علیگڑھ کے العظیم

میں داخل کرا دیا گیا۔ اس مادر درگاہ کی انوش محبت میں تقریباً گیارہ بارہ سال پرورش پاکر گریجویشن

اور وہیں سے ۱۸۹۰ء میں سرکار دہلی ہمدرد آصفیہ آباد دکن کی طلب پرجیہ آباد دکن آیا اور اس سرکار کے مکھنواروں میں داخل ہو کر تقریباً نصف صدی تک مختلف حیثیتوں سے حق نمک داد کرتا اور ملازمت کی زندگی کے نشیب و فراز دیکھتا اور اس کی رائیں اور مصیبتیں اٹھاتا رہا۔ اب کہ ۱۹۴۲ء شروع ہو رہے وظیفہ حسن خدمت (پنشن) پاتا ہوں اور شہر سے دور ایک گوشہ عافیت میں بیٹھ کر عمر کی آخر منزلیں طے کر رہا ہوں۔ خدا عاقبت بخیر کرے۔

یہ تو میری زندگی کا ایک سرسری خاکہ تھا جسے متذکرہ بالا عرض کے تحت اس مجموعہ غزلیات کے ملاحظہ فرمانے والوں کی اطلاع کے لیے پیش کرنا میں نے ضروری تصور کیا تھا، اب مجھے اردو کے اس ترقی پسند دور میں ان چند فارسی غزلوں کے پیش کرنے کی معذرت چاہنا باقی رہ جاتا ہے۔ یہ تو مسلم ہے کہ اس مختصر گروہ کے سوائے جس نے بنی اُمیہ کی حکومت کے زمانہ میں محمد بن قاسم ایک نوجوان اوزبک عرب کی قیادت میں سندھ فتح کیا اور جس کی زبان عربی تھی اور جتنے مسلمان شمالی پہاڑیوں کی دشواریاں وادیاں طے کر کے غزنی غور اور فرخانہ سے فاتحانہ حیثیت سے ہندوستان آئے اور اس کی وسیع حکومت کے بانی ہوئے وہ سب فارسی بولتے تھے جس قدر ان کی حکومت کا دائرہ وسیع اور مضبوط ہوتا گیا اسی قدر ان کی زبان بھٹی اور شایع ہوتی گئی۔ غزنوی، خوری، غلاموں، خلیجیوں، تغلقوں، لودھیوں اور

مصلحت کے عہد حکومت تک اس کو متواتر ترقی اور عروج ہوتا رہا، وہی سرکاری زبان تھی اور وہی

درباروں میں بولی جاتی تھی۔ اور وہی تالیف تصنیف و تراویروں کی ترتیب اور باہمی خط و کتابت

میں عمل ہوتی تھی، وہی حصول ملازمت کا ذریعہ اور جذبہ اور شاید سوسائٹی میں داخلہ کا پاسپورٹ

تھی شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے انتقال کے بعد مسلمانوں کی حکومت کا زوال شروع ہو گیا،

اور اہل ایران کے مستند ادیبوں اور معتبر شعرا کی وہ آمد و رفت اور ان سے وسیلہ جمل باقی نہ رہا

جو پہلے پادشاہوں کے زمانہ میں تھا، اس عدم ارتباط سے فارسی زبان کا اصلی اور حقیقی رنگ بدلنے لگا۔

اور اس مکتب کی بنیاد پڑ گئی جسے مازندرانی، ترکستانی، افغانستانی فارسی کی طرح ”ہندی فارسی“

کے نام سے سوہوم کرنا شاید غلط نہ منظور ہو۔ ”ہندی فارسی“ کیا ہے اور اس کے کیا خصوصیات ہیں؟

اس کی تشریح اور توضیح ایک طویل بحث چاہتی ہے جس کا یہہ موقع ہے اور نہ اس مختصر دیباچہ میں

اس کی گنجائش ہے۔ یہی ”ہندی فارسی“ ہندوستان میں ایک مدت دراز تک رائج رہی اور اسی

ہمارے سیکولوں نہیں بلکہ ہزاروں فارسی گو شعرا شعر کہتے رہے۔ آخر زمانہ میں میرزا غالب نے

اس کے خلاف آواز بلند کی مگر پوری طور سے اس کی اصلاح نہ کر سکے، اس لئے میں مسلمانوں کی برائے

نام پادشاہت کا بھی خاتمہ ہو گیا، اور فارسی زبان جیسی کچھ بھی تھی بالکل بے سہارا ہو گئی۔ مگر سات

آٹھ سو برس کی حکمرانی اور تسلط نے اہل ملک کے دل وماغ پر جو گہرے نقش ڈال دیئے تھے۔

ان کا ذہن محو ہونا محال تھا، حکومت کی سرپرستی نہ باقی رہنے پر وہی علمی زبان تھی اور

علمی دنیا میں وہی لوگ سر پر آورہ اور ممتاز سمجھے جاتے تھے جو اس زبان کے ماہر اور

ادیب ہوتے تھے۔ میرے قیام دہلی کے زمانہ میں اس زمرہ میں میرزا غالب، نواب

ضیاء الدین احمد خاں صاحب نیز، نواب علاء الدین خان صاحب علی رئیس لودھانہ، مولوی

ضیاء الدین صاحب سپہل قدیم دہلی کالج، مفتی محمد صدق الدین آزرودہ، مولانا فضل حق،

نواب مصطفیٰ خاں صاحب قی، حافظ ویراں، نواب غلام غوث خاں بنجر وغیرہ کے نام

لئے جاتے تھے ان میں سے بعض حضرات کو میں نے دیکھا بھی تھا اگر اس وقت میری عمر ایسی

یہ تھی کہ ان کی صحبت سے کوئی استفادہ کیا جاسکتا۔ وطن آکر اپنے خاندان کے بزرگوں کو اسی

زبان کا دلدادہ پایا۔ بول چال اردو تھی مگر تمام خط و کتابت فارسی میں ہوتی تھی، جو لوگ اس

زبان میں لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے ان کا شمار کم علم لوگوں میں ہوتا تھا۔ چھوٹوں پر تاکید

تھی کہ وہ بڑوں کو اسی زبان میں خطوط لکھیں۔ طالب علمی کے زمانہ میں انگریزی ادب، فلسفہ

و منطق کے ساتھ میری دوسری زبان فارسی رہی اور خوش قسمتی سے مولوی محمد اسحاق سہیلانی اور

علامہ شبلی نے مشہور فارسی داں استاد نے جن کی توجہ فرمائی ہے اس زبان کے ساتھ ایک  
گو نہ لگا و پیدا ہو گیا۔ حیدر آباد آکر مولوی فضل رب عرشی مولوی غلام قادر گراچی، ترک علی شاہ ترکی،  
مولوی حیدر اجمارا صفی، مولانا عبد الغنی غنی، مولوی محمد جعفر زہری، نواب حیدر یار جنگ طباطبائی  
اور شمس سرچین اور علامہ عمادی، نواب ضیاء جنگ بہادر، آقا محمد علی داعی الاسلام، مقتول،  
طلعت نیرودی، صحیحین اور ملاقاتیں رہیں جو فارسی کے ممتاز شاعر تھے۔ اس قسم کی صحبتوں کے  
فیضان اور اساتذہ قدیم کے کلام کے مطالع اور تتبع کے سوائے کسی سے نہ اصلاح لینے کا اتفاق ہوا  
اور نہ مشورہ کرنے کا۔ انسان ماحول کا بندہ ہے۔ میں نے جو زمانہ پایا اور جس ماحول میں میرا نشو و نما  
ہوا اس پر نظر کر کے میرا فارسی کی طرف رجحان اور اس نا قدری کے زمانہ بھی نظم کے لیے زیادہ تر  
اسی کو منتخب کرنا کچھ تعجب انگیز نہیں تصور ہو سکتا۔ حیدر آباد آنے سے قبل کا جو کلام تھا وہ سب  
ایک صندوق کے لکھنویں چوری جانے سے ضائع ہو گیا۔ حیدر آباد کی ملازمت کے زمانہ میں جب یہ  
منصبی اجازت دیتے اور کوئی خاص ضرورت مقتضی ہوتی تھی تو زیادہ تر فارسی ہی میں کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا  
تھا۔ اس کے محرک زیادہ تر اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی نواب میر عثمان علی خاں دم اقبال  
خدیو دکن کی توجہ فرمائی اور سر جہاں کاشن پر شاہین سلطنت انجمنی کی دل فرمائی ہوتی۔

جو قصائد اہل حضرت کی مدح میں مختلف تقاریب کے موقوفوں پر پیش کئے گئے وہ نذر عقیدت گئے نام سے علیحدہ شائع ہو چکے ہیں جو غزلیں سرمد ہاراجہ آنجنائی کی فرمایش یا ان کے مشاعروں کے واسطے لکھی گئیں ان کا یہ مجموعہ ان حضرات کی خدمت میں پیش ہے جو اس زمانہ میں بھی جیسے نہ فارسی سمجھنے والے باقی رہے ہیں اور نہ داودینے والے اس کی اشاعت پر مصرتھے۔ اصرار کرنے والوں میں سب سے آگے میرے بچے فرزند رشید احمد ایم اے۔ ایل ایل بی (علیگ) سلیڈ تھے انھوں نے میری متفرق اور پراگند نظموں کو جمع اور طبع کرانے کا اہتمام اور انتظام کیا۔ اس مجموعہ میں بعض ایسی نظمیں نہیں پاتا جن کا لکھنا اور ان کا بعض اخباروں میں شائع ہونا مجھے یاد ہے مگر ان کی تلاش اور دستیابی کے انتظاریں جو کچھ موجود ہے اس کو ملوثی نہیں رکھا جاسکتا اخیر میں اس قدر اور عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فارسی زبان کی روز بروز برتری ہوئی جنہیں دیکھ کر میں نے جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اس کی کوشش کی ہے کہ میری نظموں کی زبان صاف اور مطالب سہل الفہم رہیں۔ معلوم نہیں میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ اردو کا جو تھوڑا بہت سرمایہ ہے وہ ممکن ہے

کسی وقت جمع اور شائع ہو سکے۔ واللہ المستعان فقط

گزشتہ

مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)  
سابقہ مشن جج حیدر آباد دکن ۱۹۴۷ء



# دیوانِ مجوی

مسعود علی مجوی بی۔آ  
سلسلہ ۱۲۵



# (اللہ)

( ۱ )

اے نام بلند تو زینت دیوانہا  
در قلم وصف تو ماند خرد عالم  
راز تو دریں عالم نکشاد بنی آدم  
در عقل نمی گنجی، در فهم نمی آئی  
چون رخس ادا تازی، در عرصہ طنازی  
توفیق تو گرداند آریں ہمہ مشکلیا  
شادی صال تو بہر غم نشو حاصل  
امروز چه می پرستی از وقت خوش عاشق

آرایش عنوانها، پیرایش پایاها  
باکشتی بے لنگر در و رطوطاها  
بقراط و فلاطون ہم اطنال و ستاها  
شد رہبہ دانیال حیران ہمہ اہا  
صد ولولہ اندازی در محکمت جاها  
بے یاری تو ماند مشکل ہمہ آساها  
در کعبہ کہ شد داخل بے قطع بیا باها  
یار است باؤم ہمد کلاست بہا ماها

یاد است مرا محوی یاس مگل صنی  
آل و ست گلشنہا و آل تنگی امانہا

اے آنکہ از گزشتت گزشت باماہا      اقبال شد او بار بار، اوبار شد اقبالہا  
 شہ باز عقل خیرہ سرتاوج تو کشادہ پر      مانند حقائے نظر انگند پر باہا  
 فرما دو ہم محنون، بقراط و افلاطون ما      بر ہم زند قانون، آئین استدلالہا  
 اندر ز ما ولد او کالج لگبند او گردگا      صبر و سکون در عاشقان آب آور غزالہا  
 خواہم بیاد روی تو، از جنبش بروئے تو      خیرم ز خاک کسی تو ادا ز لالت لڑاہا  
 یک عشق و صد بچارگی یک قصہ و اداری      محوی باد عشقی گزشت شاہ و سالہا

( ۳ )

شام و سحر دعا کنم ساقی ماہ تاب را      آنکہ بگوش آورد ساغر آفتاب را  
 ساحت گلشن دلم کردہ و نیم ادہ اند      سنبلی نیم تاب را، ز کس نیم خواب را  
 عقل بہ سالہا تند رشہ پیچ فیکر      عشق بہ لحظہ بشکند آں ہمہ پیچ دہا را  
 باز رسید خیل عقل بر سر من خبر کنید      شوق بسک لگام را، عشق گراں کاب را  
 محوی ست ایدہ ز حمت پیشی عمل

باج طلب نمی کند شاہ دہ خراب را

( ۴ )

صنیہ شکرے روشے لبان تیرہ دہا را      بہ نمود رخ ز کنارہ، بر بود دل زکت را را  
 گل دلاہ چوں نغمہ ہی، نوح او در نظم ہی      بخیاں میگزرم ہی ز بہار ہا بہ بہار ہا  
 گہ شوق او بجرم کشد گہ سوتے بیت صغہ کند      غم ہجرا و چکم کش ز دیار ہا بدیار ہا  
 ہمہ میر تم کہ تو اے پری بکلام رنر فسونگری      دل جان بعریدہ می پرخی صنار ہا ز کنار ہا

بدوامِ نہتِ این چمن، سخنِ کوفتِ من  
 کہ بدو چشمِ ہم زونِ بخزاں سید بہارا  
 بنواز عاشقِ خستہ را، بکشاؤںِ دلِ بستہ را  
 بفراقِ محویِ تفتہ را گذارِ ہینِ گزارِ ما

( ۵ )

فروغِ طلعتِ جانِ جہاں گرفتِ مرا  
 چہ جلوہ بولو کہ تشِ بجاں گرفتِ مرا  
 بر دلِ نہ زرم بہ اندازِ ولہریِ فرمود  
 عیاں گزاشتِ شکر، ہاں گرفتِ مرا  
 نہ داشتِ دانہ خالِ نہ دامِ زلفِ را  
 بغیرِ دانہ و دامِ چہ سال گرفتِ مرا  
 نہ دستِ گاہِ ستیزم نہ جایِ گاہِ گریز  
 سپاہِ غصہ و غمِ درمیاں گرفتِ مرا  
 چو حالِ دلِ نہ توانستِ بیلِ زار  
 پیشِ شاہِ گلِ تر جہاں گرفتِ مرا  
 نگاہِ کردنِ ز دیدہ ام بہرِ بدید  
 میانِ چیدنِ گلِ باغبان گرفتِ مرا  
 تو مستحقِ کہ من این استالِ غمِ خود  
 منم برآں کہ خود ایں استالِ گرفتِ مرا

ز درِ دلکشِ ہر رستمِ محوی  
 و میکہ خواہ بچہنِ مالِ گرفتِ مرا

( ۶ )

بیادِ دوستِ چو غافلِ زہنِ کندِ مرا  
 رہا ز بندِ ہزاراںِ محنِ کندِ مرا  
 بساوہِ لوحیِ من بنگرد، میخوامِ ہم  
 بیک دوداغِ کہ دارمِ چہنِ کندِ مرا  
 چہ احسانِ بیارِ انِ آنجنِ ماند  
 بجائے خوش اگر آنجنِ کندِ مرا  
 بیک نسیمِ تبسمِ ز گوشہ لبِ یار  
 شکستہ تر ز گلِ ویا منِ کندِ مرا  
 چو بستہ ام تو پیمانِ بندگیِ ز ازل  
 روا دار کہ پیاں شکنِ کندِ مرا  
 نہیدِ عشقم و در شرعِ ہم روا باشد  
 بزیرِ خاک اگر بے کفنِ کندِ مرا

قنادہ ام بد در پیکشاں محوی  
برای امید کہ از خوشی تن کند مرا

( ۷ )

تو اگر نمی پسندی غم دوستدار خود را      بجای بر لب سر ما غم بشمار خود را  
ادبم نہ او خست کہ بایں سامستی      بہ نغم بیائے ساقی سر پر خمار خود را  
بفراق نیست صابر تو دم بیکاز غم      بوصول آ زایم دل بقیر خود را  
ز خمار خود پرستی چو سرت بد رو آید  
ز شراب عشق محوی لبشکن خمار خود را

( ۸ )

دل بہ بتان دادہ ایم ما ہمہ دیوانہ ہا      ملک حمہ کردہ ایم وقف صنم خانہ ہا  
قسمت اہل دل است مرد و بقدر ظرف      ساقی ما میدہد بادہ بہ پیما نہ ہا  
عارض جانان شکست و فاق بازار گل      رشک بہار چمن کو شک و کاشا نہ ہا  
ما بسیر کوہ طور در طلب شعلہ      ز آتش رخسار یار گرم ہنہا خانہ ہا  
خستہ دلاں میدہند دولت آسودگی      اہل طلب یافتند گنج بویرا نہ ہا  
نیت بروئے جہاں دیدہ گوہر شناس      پر صدف عالم است ورنہ زور دانہ ہا  
محوی جادو بیان دم نزن افسوں مخاں

یار نیاید بدام زیر ہرہ افسانہ ہا

( ۹ )

ساقی ز صہبائے غمت پیما نہ باید مرا      پیمانہ کے سیرم کستہ خنخانہ باید مرا  
در دمجت شد فزوں از چارہ عقل فزوں      بہر علاج اس خنخا دیوانہ باید مرا

تاشکند مرغِ نفس این امِ خاکی نفس  
ہم آبِ می دارم ہوس ہم داندہ باید مرا  
از دوست گویند است تا چشم بندم از جہاں  
محمی چون خواب آلود گانہ باید مرا

( ۱۰ )

در حق گدایاں کر نمیست در اینجا  
جام است بہر دست جمنیست در اینجا  
دل پر ز خیال رخ تابندہ یار است  
جا از پے شادی غمی نیست در اینجا  
صاف است رہہ میسکہ ہر محبت  
بے باک بیا پیچ و خمی نیست در اینجا  
این مگر کہ بہت مردانہ عشق است  
حاجت بہ نشان و علم نیست در اینجا  
در گنج رضاے تونہ مطلوب طالب  
ہر نگاہ لا و نعمی نیست در اینجا  
گویند عدم منزل در است دراز است  
آں مرحلہ بیش از قدیمی نیست در اینجا  
دلدادہ آرام جہانیم نغفلد  
ہر چند کہ آرام و نمیست در اینجا  
اے دوست پے ماتم تازہ چہ بوی  
نا کردہ بعاشق بستہ نیست در اینجا

محمی بہ صحنہ چو بیدل چہ زنی سر  
”جر نشوق برہمن صنی نیست در اینجا“

( ۱۱ )

گرم است بزم ماتم ہر دم بہ سکین ما  
خرو و دول چہ آید بیرون زر و زرین ما  
شام و سحر توان کرد ہر نگاہ لے شیون  
گرد دل پسند یار است ہے ہائے شیون ما  
مارا جہاز موسی است نظارہ کاہِ حنش  
بر جانبِ یسلاست دادی امین ما  
در جستجوئے یک بُت مدنگِ می پرستیم  
شاید باویر درہ رسم برہمن ما  
از کوئے دوست مارا ہر ذرہ شود مند است  
گرد است سرمدہ خاکست چندن ما

دورا عشق رہبر شوق است عقل زان  
 رنگ یاشیند کتسرد بد امن تر  
 یک قطرہ خون را خائے محو د گیتی  
 ہرگز پے محالے در تیرگی ز رفتے  
 اے برق شعلہ افشاں خم من ناچہ جُوئی  
 آغاز ہر حیاتے میگوید از ممتے  
 گر گشتہ بود عالم در تلمست فضالت  
 شدرفتہ رفتہ غالب رہبر بہرہن ما  
 واعظ نگر کہ پاکست زین لغو دہن ما  
 بشگفت لالہ و گل از خاکِ دفن ما  
 رفتے اگر سکندر بر برائے روشن ما  
 دیر است سوخت گرد و لاجوائے خمین ما  
 اتقی کہ افراق است بچا نشستن ما  
 تارہ نشد منور از شمع روشن ما

از حلقہ اسیران نتوال گر نیت محوی

زلفِ رازیا راست زنجیر گردن ما

( ۱۲ )

مرا کست تو ام خواب کو خمار کجا  
 ز چپ سنبُل مشکین تو رسیدہ کدام؟  
 ہر آنکہ صید نگاہِ تگشت در سراو  
 دیار شوق و محبت دیار محبوب است  
 کشادہ اند و رسیدہ صلاح عام است  
 ہزار جلوہ عیاں بود کس نہ کر و نظر  
 بد و رشیب جو اعتدال عہد شباب  
 دریں خرابہ گم گشتگان چہ می پرسی  
 بزیر خاک نہال گشت کس نہ نصبت خبر  
 قرار در دل بیتاب بمقرا ر کجا  
 بد و زنگس مست تو ہوشیار کجا؟  
 خیال سیر کجا و سر شکار کجا  
 کجا ہمی روی اے دل زین بار کجا  
 شراب ناب بچوشل است، میگسار کجا  
 نگاہ شوق چہ شد، چشم اعتبار کجا  
 خزاں رسید کنوں لطف نو بہار کجا  
 کہ با جدار کجا رفت و تاجدار کجا  
 کہ رفت محوی مسکین خاکسار کجا

دردِ دہائے دل نمی گوئی بابلِ دل چرا  
 از فروغِ دایغِ غمِ هر گوشه جاں روشن است  
 مسرتِ بحریت لوناں خیر و ناپید کنار  
 هستی مشهود تو جز هستی ہو نوم نیست  
 قصدِ بامِ عرش کن لے طائرِ عرشِ اشیا  
 حسنِ تو از دیدہ مجنونِ شان پوشیدہ نیست  
 اختر تابندہ بسیار است پائندہ بحیثیت  
 ایں باط کھنہ را بنیاد بر ریگِ دانست  
 گر نمی ارد به دل مقتول را قاتلِ عزیز  
 (۱۳)

انہما ہر ابتدارا، ہر کمالے راز وال

عبرت لے محوی نیگیری از سہ کال چرا

( ۱۴ )

سرخوشیم و سینہ را خم خانہ میدانیم ما  
 نیست اندر سوختن فرقی میانِ جان و تن  
 پارہ لعلِ بخشانت ہر نعتِ جگر  
 نشہ، ناشہ گم گشتگانِ راہِ نیست  
 نیست یک کس از حصارِ حاجتِ نیاز بول  
 نیست در عالمِ نشانی از حیاتِ جاودا  
 ماہِ عالم تابِ خواہد کہ گیرد و در کنار  
 دل چو از خونِ پر شود سپاہِ میدانیم ما  
 بلبلِ جاں تفتہ را پروانہ میدانیم ما  
 دانہ ہائے اشک را دُر دانہ میدانیم ما  
 باہمہ مستی رہِ میخانہ میدانیم ما  
 پادشہ را باگداہم خانہ میدانیم ما  
 داستانِ خضر را افسانہ میدانیم ما  
 محوی دلدادہ را دیوانہ میدانیم ما

مشتاق گشت دیدہ جمالِ ندیدہ را	تا دل چشیدہ ذائقہ ناچشیدہ را
کونا فریدہ چوں تو دگر آنسیدہ را	صد آفرین صفتِ آں صورتِ آفرین
دوام باز طائرِ رنگِ پریدہ را	واکن گرہ زابرونے پر خم کہ آوریم
ماند بہ مرد تازہ بدولت رسیدہ را	زلفِ سیہ بر آں رخِ زیبا پسہ کشی
خونِ جگر زویدہ حسرت چکیدہ را	اہلِ نظر چو لعلِ بخشاں شمر دہ اند
بابادہ رسیدہ مے نار رسیدہ را	رندانِ مے پرست برابر نمی نهند
بگرِ ثمر فانی تاکِ بریدہ را	دستِ شکستہ مانعِ خیرِ کثیر نیست
از پاکشند نشترِ خارِ خلیدہ را	فرصتِ کجا کہ گرم روانِ دیارِ دست

محمی ب فکر عیش کہ بیش از دور و روزیت

بر ہم وزن سکونِ دلِ آمیدہ را

از گلِ رخِ دروں طرف بہار است اینجا	باہمہ تنگیِ دلِ جانے یار است اینجا
دلِ پے خدیوہ جاں بہرِ یار است اینجا	دور و فاختہ عشاقِ زائیاں ہر پس
ہم خودی را ز سر انداز کہ بار است اینجا	در رہِ کعبہِ اخلاصِ سُبک بایہفت
چوں بہر گام قدم بر رخسار است اینجا	نفسِ آسودہ بر آرو قدم آہستہ بہ
کہ شہِ تاجِ ستاں با جگر ار است اینجا	از جہانگیری حسنِ ستِ زمر زبانی عشق
بلبلِ نغمہ سرائے تو ہزار است اینجا	نیتِ شیدائے گلِ مئے تو نہا محوی

بستند بیک رشتہ شبہ ادگر را	بز شادی ز غم بہرہ بشر را
----------------------------	--------------------------



در بھر شب غمزد کال تیرہ و تار است  
 رخسائی روئے تو سبق برده ز خورشید  
 سوزاں بدل سوختگان آتش عشق است  
 الحق بجز سوختگان عدل نمودند  
 بر روئے نخبین دل نقش نگار است  
 گیرم کہ کنم رام خود آں لعل فصول ساز  
 داود بشاق نظر و آئے چه داود  
 حیران تنکات ظنی و نادانی عظم  
 افتاد و از عشق قوی پنجه ہر نیست  
 آخر بقوت مات شہ عشق نوشتند  
 مارند زباں بستہ میخانہ عشق  
 تا کاسہ غامدہ در آں باد غفلت  
 شاید بدش غم جو انانہ رساند  
 از لعل شکر خا سخن تلخ زریب  
 خواہم کہ بایں حال پریشان نگواری  
 صد شکر کہ سرمایہ صبر است سلامت  
 ہر گاہ سراز جیب ارادت بدر آید  
 محوی بخت شاہ دماکن کہ نیابی

بردار ز رخ پرودہ و بنماے محسرا  
 زیبائی حُسن تو خجل کرد قمر را  
 زال پیش کہ در سنگ نہادند شر را  
 داودند چو با خشکی لب دیدہ ترا  
 جانیت بر آں روئے نخبین نقش و گرا  
 لیکن چه کنم آں نگہ شجرہ گرا  
 گر خصیت نظارہ نہ داودند نظر را  
 با عشق طرف گشت و نہ است خطر را  
 از عمر کہ بجز بخت باندخت سپر را  
 تویق سراقرازی و طغرائے طفرا  
 رہ نیست بہ میخانہ ماثورش و شر را  
 بر سنگ در دست زن آں کاسہ سرا  
 بستیم بہ پیرانہ سری چیت کمر را  
 آلودہ باں زہر کن تنگ شکر را  
 اے شاہ گل بلبل تفسیدہ جگر را  
 بشکت اگر طالع بد قدر نہر را  
 بندند بہ بازوئے دُعا نقش اثر را  
 چوں او کہ بے نیک دل و نیک میرا

( ۱۸ )

یعنی از یک سو فاجہ چشم و فاداریم ما

و در دل از سادہ دلی یک عاواریم ما

۵۸/۵

آنکھ یک عالم بے نیازی کشتہ آ  
 باہمہ نا آشناں یہاں از او نتواں برید  
 میشود ہر درد و غم سرمایہ عیش و نشاط  
 میشود چارہ گر ہر رنج نفس مطمئن  
 کے شود طے بحر عشق و کے بدست آید گہر  
 تا توئی اے بہت مردانہ مارا رہنمویں  
 عمر ہا چشم بھی اہل جہاں میداشتیم  
 از عیار ماچہ می پُرسی کہ نقدِ نطق را  
 زندگی و درآمد و رفتِ نفس افتادہ است  
 از فنا ہائے سلسل جو ہر ماراچہ باک  
 ساز دل داریم پر از نغمہ آہ و فغان  
 بر نژادِ صوفیانِ با صفا فخر است و نماز  
 بدم نمی خیزد ز نفسِ بدرہ و رسم سوال

۱۱ دہلیان محوی، مسعودی

برہماں ناز از نریں جاں بستل داریم ما  
 ہچو او نا آشنا دیگر کجا داریم ما  
 زانکہ در پہلو دل درد آشنا داریم ما  
 از پے ہر درد ایں طرفہ دوا داریم ما  
 خویش را اگر ایں جنیں بے دست پاداریم ما  
 دولتِ پایندہ و نخبِ ما داریم ما  
 ہرچہ میداریم اکنون از خدا داریم ما  
 ہم برائے دشمنان صرفِ عدا داریم ما  
 شمع گوئی در گز رنگاہ ہوا داریم ما  
 چوں پس ہر یک فدا و قربا داریم ما  
 از ادب ایں ساز لیکن بے صدا داریم ما  
 در بر خود گرچہ صوف بے صدا داریم ما  
 تا درونِ خانہ تن ایں گدا داریم ما

بُلبلان گلشنِ اخلاصِ محوی بصدق

در دُعائے شاد با خود ہموا داریم ما

# ب

( ۱۹ )

بیاجشن ہمایونست از فضل خدا آب  
 در گونست دل آویزی ارض و سما آب  
 زمین در حالت جد و طربستانہ می جنبد  
 پے عیش و طرب عام است از گرد و صلا آب  
 کہ افشاندہ ست دامن لطافت بر سر عالم؟  
 کہ میخیزد نشاط انگیز موج ہو آب  
 زیر پا کردہ می آیند از ہر سو ہو خواہ  
 نمی دانند این لہ و لہاں سر را ز پا آب  
 ز فیض عام و بخششہائے بے اندازہ شاہی  
 کہ صد برگ و نو اگر دیدہ مرد بے نوا آب  
 رہ عشاق را یک پردہ بالا تر زن مطہر  
 کہ میر قصد شراب عیش و پرہیز ہا آب  
 بگوئیم میرسد آواز تحسین سخن سبجاں  
 غزل خوانست شاید محوی شیوا نوا آب

سے ایک جشن سالگرہ کے موقع پر چنگا۔ اعلیٰ حضرت سے سات مصرعے طرح ہوئی تھی۔ اور ارشاد  
 یہ تھا کہ کوئی نظم سات شعر سے زیادہ نہ ہو۔ میر نے تقریباً ساتوں طرح فرمودہ مصرعوں پر نظمیں لکھی  
 نہیں۔ بعض موجود ہیں۔ بعض ضائع ہو گئیں۔ یہ بھی انہیں نظموں میں سے ایک نظم ہے۔

## ت

( ۲۰ )

چشمِ مستِ تو بہ میخانہ چہ غوغا انداخت  
میکشال ابا نگاہے تہ و بالا انداخت  
تابِ رخِ ہوشِ خرد از سرِ موسیٰ بر بود  
لعل لبِ رخنہ در اعجازِ مسیحا انداخت  
ذوقِ شیرینی لعلِ لبِ ساقی افزود  
حسب ہر چہ نیک در خمِ صہبا انداخت  
حسنِ شمعِ بر رخِ یوسف کنعاں افزود  
عشقِ شورے بدلِ جانِ زلیخا انداخت

از چہ دانست اما نم ز اجل تا فردا است  
یار چوں وعدہ امروز بفرما انداخت

( ۲۱ )

گفتم بیای جانِ جاں با تو غمخوارِ منست  
گفتہ برو تنہا نہ تو عالم گرفتارِ منست  
گفتم جہانِ بجزاں بخشہ حیاتِ جاواں  
گفتہ کہ کے باغِ جہاں خوشتر ز دیدارِ منست  
گفتم کو منہ صورتِ لبسِ سر بازِ حقِ گونہ کسریا  
گفتہ چو اوبسیا کس سہراؤں دارِ منست

سہ شاہ تہو حسین خاں مرحوم ہمنور ریاست بیٹو امٹو ضلع بارہ بٹی کے رہنے والے اور وہاں کے راجہ صاحب کے قریب کے رشتہ دار اور اس مغرور خاندان کے رکن تھے۔ جوانی ہی میں ترک تعلقات کر کے کسی بزرگ کے مرید ہو گئے تھے۔ تمام ہندوستان اور برما کے بعض حصوں کا سفر کر کے حیدر آباد آئے اور کئی سال یہاں رہے۔ قرابت و محبت کی وجہ سے میرے یہاں اکثر شریف لائے اور مدتوں قیام کرتے تھے۔ سماع کا شوق تھا۔ یہ غزل انہی فرمائش سے لکھی گئی تھی۔

گفتم کہ یاد مکنی گفتم کہ خبر سم کنی  
 گفتم مدہ در درگاں گفتم آن نمی آوزیا  
 گفتم بگو تا کے دوم ایجا روم ایجا روم  
 گفتم زمین چوں رم کنی گفتم آنکہ رفت رنست  
 گفتم نظر بر دوستاں گفتم نہ ایں کار منست  
 گفتم برو دیو و حرم ہر جا سزاوار منست

گفتم کہ محوی را چرا کردی ز بند غم رہا  
 گفتم ایں غلام بے نوا اکنون کی منست

( ۲۲ )

طاقت ضبط، با فحال برخاست  
 دل با سخت و در و پنهانی  
 فصل گل نارسیدہ بود بہنوز  
 حاتم در گزشت از من و تو  
 شیخ در بزم می بہ رخ بچکاں  
 زنگ نالید کارواں برخاست  
 نہ از آں شعلہ نے دھاں برخاست  
 کہ بہ تاراج آں خزاں برخاست  
 فرق مابین ایں آں برخاست  
 پیر منبت و نوجواں برخاست

کس نہ پر سید حایل دل محوی  
 مگر ایں رسم از جہاں برخاست

( ۲۳ )

از دو حشمت کہ رہن افاد است  
 از کہ پر کم ز جلوہ موسی نیز  
 از فروغ رخ حشرق آلود  
 در بیابان عشق خانہ خراب  
 در رہ عشق چاہ کند خرد  
 خلق در شور و شیون افاد است  
 بخود دست چوں من افاد است  
 آتش تر بگلشن افاد است  
 مرغ عقل از نشیمن افاد است  
 اندر آں خود بگردن افاد است

گے کس غمزدہ، گدہ دہ عشوہ  
 کار با چشم پر فن افتاد است  
 بے تر و درسی بنسب دل خوش  
 رہ ز بسکن بہ دفن افتاد است  
 جرم تر دامن بگردن من  
 یوسفم پاک و امن افتاد است  
 میکشم بار زندگی محوی  
 چکنم چوں بگردن افتاد است

(۲۲)

چشم او باز بر من افتاد است  
 باز آتش نخب بر من افتاد است  
 ز آفتاب رخس و مید سحر  
 مشرق سیمہ روشن افتاد است  
 خیل آوارگان دنیا را  
 کعبہ عشق ما من افتاد است  
 یار جز دلبری نمی داند  
 کار با مرد یک فن افتاد است  
 خواستم وصف کردش صد بار  
 نطق ہر بار الکن افتاد است  
 چوں بنگہ میکنم ز دست دل است  
 ہر بلائی کہ بر من افتاد است  
 شکوہ از جور دشمنان چہ کنم  
 خود مراد دست دشمن افتاد است  
 از دو چشمش کہ قاتل و جہانت  
 چار سوشور و شیون افتاد است  
 نقد آسودگی و مایہ صبر  
 در رنگ و دوز دامن افتاد است  
 سوئے ہر عرصہ کہ فی بحرم  
 شہسواری ز توسن افتاد است  
 بکطرف سرنگوں و فرش کیاں  
 یکطرف تاج بہمن افتاد است  
 اندری ہفت خوان مرد افکن  
 جا بجای صہ تہن افتاد است  
 رہ چہ پرسی کہ یک رہ است اینجا  
 کان ز بسکن بہ دفن افتاد است  
 از تب و تاب عارض محوی  
 دیدہ من ز دیدن افتاد است

کدام چمن که از روی یار پیدا نیست  
 کدام خانه که روشن نشد ز تاب خورش  
 کدام چشم که در بحر جوئے غل نخشاد  
 کدام قطره که یال نشد بجانب سیل  
 کدام وصل که بے رنج انتظار و هند  
 کدام راه که رفتند دسوئے دست برد  
 کدام سنگ که ناآشناست از سیر ما  
 کدام رتبه که جز پیر خانقاہ نیافت

کدام شعر که محوی بگفت و شهره نشد  
 کدام ناله که عاشق کشید و رسو نیست

ما مرد بمقیم فلک را ہوا رماست  
 ما عرصہ دو عالم اسکاں گرفته ایم  
 شد ذات ما محیط جہاں زانکہ یار ما  
 آں داستان می شنوی از بہار خلد  
 تا زندہ ایم معرکہ زندگیت گرم  
 بیے ما بپا کنند نہ ہنگا بجائے حشر  
 عالم تمام معرکہ کارزار ماست  
 ہر شے کہ بنگری ہمہ در گیر و اُماست  
 بگرفته در کنار جہاں در کنار ماست  
 آں نیز یک کرشمہ باغ و بہار ماست  
 بگرختن ز مہر آہ دہر عار ماست  
 ایں فتنہ نیز فرودہ و اوقا اُماست

استاد و است قافلہ رفتگاں براہ  
 محوی کن درنگ کہ در انتظار است

بلبل چه سرائید بگل خار چه میگفت  
 آنکس که به موسی ره انکار پیمود  
 ویر و ز ندیدی مگر ازانی بازار  
 در گوش غریزان من آهسته میخا  
 در معرکه کشمکش حرص و قناعت  
 دستار ز پنبه است مگر جبه ز صوف است  
 ما را بر آن نیست بگویار چه میگفت  
 در حق من طالب دیدار چه میگفت  
 دل نیم نظر خواست خریدار چه میگفت  
 تا دیر ز دور و من بیمار چه میگفت  
 ایدل تو این نفس ستمکار چه میگفت  
 صوفی صفت جبه و دستار چه میگفت

محوی نه اگر باز بشوید و غزل گفت  
 قوال با و از دلف و تار چه میگفت

به بجز ساز اگر وصل یار ممکن نیست  
 پس از نظاره رخسار گل شکیب کجاست  
 بنات آرد ستای دل حاصل طلب  
 به منصبی که توئی وعده دادن آسانست  
 بیا و باد صافی بقدر ظروفت بگیر  
 ز نام خویش نشانه دریں جهان نگزار  
 فرار کرد و خرد عشق یکم تا ز رسید  
 قرار پیش چنین شهسوار ممکن نیست  
 بعشق چاره ازین گیر و دار ممکن نیست  
 جنون زده نشوم در بهار ممکن نیست  
 نبات گر چه دریں رنگزار ممکن نیست  
 بحالتی که منم احتیاج بار ممکن نیست  
 کشاد میکده چو بار بار ممکن نیست  
 که به از این بجهان یادگار ممکن نیست  
 قرار پیش چنین شهسوار ممکن نیست

سترون از دل محوی طراز مهر و ف  
 بغیر کشتن او ای نگار ممکن نیست



آدم طفیل عشق زکر و بیان گشت  
 در راه عشق ماہمہ بودیم ہمسفر  
 میخواستیم یک نظر ازوئے بیائے دل  
 ہنگام ناتوانی و پیری مراں ز دور  
 نشکفت خنجر دل ماگر چہ بار بار  
 مستانہ میرسد بدل صافی جان پاک  
 لذت شناسی مرد نے زانہ ابرو  
 میدان زندگیست پر از خار با مے  
 دور زمین است کرو تو فراسماں گشت  
 محنوں دو گام نشین و از ہر بان گشت  
 بردوست این ہائے سبک ہم گراں گشت  
 چوں عمر من تمام بریں آستان گشت  
 فصل بہار آمد و عہد خزان گشت  
 شاید نسیم صبح ز کوئے مغان گشت  
 باتو شب فراق چہ گویم چہاں گشت  
 مردانہ زان بچہ نفس می تو ان گشت

آزادہ زلیت محوئی ما اندریں سرائے  
 چوں میہماں را آمد چوں میہماں گشت

بیچ و تاب است بہر لحظہ محن بر حن است  
 کار با عشق ندانم کہ کجا انجامد  
 از شہیدان دوست چہ پرسی ہمدم  
 می برد بہد صبا نگہبت جدش ہر شو  
 ہر حکایت ز دل آویزی خوشی و بچپ  
 کوئے یار است در اینجا باوب پائے بنہ  
 مشبہ خاکے ز در دوست ترا باید و بس  
 تا ولم بستہ آن زلف شکن در شکن است  
 من نو آموز دریں شیوہ علم کہن است  
 اندریں باغ گل لالہ چین در چین است  
 راز سر بستہ کس قصہ ہر انجمن است  
 ہر روایت ز بہانہ گیری حسن است  
 مسجد شیخ و نہ این بتکہد ہر بہمن است  
 دوائے بر تو چہ ترا حسرت گور و کفن است

سالہارفت کہ سرگشتہ بنویشیم محوی  
چہ روم بہر سفر چوں سفرم در وطن است

(۳۱)

رواقی بزم جہانت طلعت زیبائے دست	پایہ عالم لبند از قد بالائے دست
گر می باز از حسن سوخت دل عاشقان	کر و قیامت بپا قات سخائے دست
سجدہ و بر جبین داغ غلامی کشید	طوق بگردن نہاد زلف چلیپائے دست
نقشہ بیدار حیات جز نگہ مست یار	آفت پنهان کدام خبر رخ پیدائے دست
حکم خرد نادر است در حرم دوستی	زانکہ نداند خرد مسلک دشائے دست
قول مجال خلا را است کہ پر کرد دست	نہ صدف چرخ را گوهر کجائے دست
عیب کن نہ اصحاب مسلک ہر کس جلالت	توبہ ہوائے جہاں مایہ تمنائے دست
مرغ چمن میکشد زمرئہ "وائے گل"	سوختہ جانے شند نعرہ بزوائے دست

محوی بیچارہ را کے بجز ارادہ و  
گر نہ اعانت کند دست توانائے دست

(۳۲)

سجدہ بنام خدا پیش تو اے مبت رست	زانکہ فروغ رخت پر تو نور خداست
نیست اگر عارضت قبلہ اہل نظر	ابر دے خمدار تو سجدہ گہ ماچراست
ز گس فتاں تو جادوئے عالم فریب	لعل رواں بخشش تو عیسیٰ معجزناست
در نظر عاشقان خاک بودیم و زر	یک نگہ لطف توبہ زہمہ کہیاست
تو پئے آزار دل درد بھامید ہی	اسے نہ اثر بخیر و درد تو در ماناست
شوق بنچہ دلیل عشق ندارد دُخرد	کار محبت از آل پاک زچون چہراست

یار بایں یاریست نجیب از حال دل دوست بایں دوستی از ہمہ اثناست  
 دوست نیکو دہ سپہ ایں ہمہ جن غرور عابد طاعت فروش غافل ازین ماجراست  
 محوی آشفته سرب جز تو نخواہد ز تو  
 گرچہ دورا احتیاج بجد و بے انتہاست

(۲۳)

خروج صبح مجازم حقیقتم نیست نر باد حادثہ میرم، طبیعتم نیست  
 پس از مر اعلیٰ در و دراز پست و بلند رسم چو قطره بد ریاء، عزیمت نیست  
 گر اعتبار نداری بوعدا ہائے وصال تو ترک عشق کن ایدیل، نصیحتم نیست  
 سخن کہ نیست بدل بر زباں نمی آدم شمار یکدہ دادم، شرعیتم است  
 پر است ساز بہاں از نوائے گوناگون نوشتن نگشتم، مصیبتم نیست

رموز خلقت آدم بیاں کنم محوی  
 ز خود نگشتم ام آگہ، بصیرتم نیست

(۲۴)

یار ماہر دم بر شانے دیگر است ہر زماں مارا گمانے دیگر است  
 چشم میگوید حدیث اشتیاق ایں سنخگور از بانے دیگر است  
 داو جامے از خال پر میخاں آرزوئے ارمغانے دیگر است  
 نیست خال و خط نشان امتیاز شاید مارا نشانے دیگر است

نالہ محوی میزند لیکن چو نے

نالہ اُرداد ہانے دیگر است

(۳۵)

”ایں رازِ خلیل است بہ آذر نتوان گفت“

دل برد بیک عشوہ ودلبر نتوان گفت	صد شرب پیا کردہ محشر نتوان گفت
صد بار جفا کرد و جفا جو نتوان خواند	صد گونہ رستم کرد و دستگر نتوان گفت
ہنگامہ ہفتاد و دو ملت ز کجاست	گیرم کہ ترا عہدہ پرور نتوان گفت
ماست و خواب از نگہ چشم سیاهیم	با ما سخن از بادۂ احمہ نتوان گفت
ایں کج رویاں لذت دیدار چہ دانند	کیف شب مہتاب بشیر نتوان گفت
آسودہ دلاں حسرتِ محشاق نہ فہمند	درد دل مغلّس بہ توانگر نتوان گفت
با جلوہ تو جلوہ مادر چہ شمار است	آنجا کہ توئی حرف زد دیگر نتوان گفت
از ہر چہ کہ دیدیم تو بالا و سزونی	نادیدہ ازین صفت تو بہتر نتوان گفت
خاموش کہ این بزرگہ ناز و نیاز است	اینجا سخن از مسجد و منبر نتوان گفت
ایں شیوہ مبارک بحرِ یافان کس را	در مذہب ما منکر و کافر نتوان گفت
ایں آلِ غزل حضرت شاد است کہ فرمود	”رازی کہ زیار است بدیگر نتوان گفت“

در حیرتم از شرب آزادہ محوی  
سلاک نتوان خواند و قلند نہ نتوان گفت

(۳۶)

نے سیر مال و نہ حُب جاہ است      از دل بندہ خدا آگاہ است

سہ سر ہارا جکشن پر شاد آنہسانی نے اپنی اور سر اقبال مزجم کے دو غزلیں مجھے بچھو بھیج کر لکھا کہ میں بھی اپر غزل  
مکھوں ان کے ارشاد پر یہ غزل بھی لکھی گئی تھی۔

مازد دلدار نسایم کہ او  
 ہر چہ کردہ ست ہمہ نخواہ است  
 رہبر کعبہ چہ حاجت مارا  
 صاحب خانہ بنا ہمراہ است  
 منحصر نیست بکعبہ و کشت  
 تا در دوست ہزاران است  
 گر گل و لالہ فراوانست چہ سود  
 دست و ہم دامن کوتاہ است  
 فقر و اللہ دیا رعباب است  
 ہم گدایشہ آنجا شاہ است  
 خدمت گوشہ نشینان محوی  
 شیوہ دولت آصف جاہ است

(۳۷)

خاک از دم جاں بخش تو سرمایہ جاں یافت  
 ہر ذرہ باین شد پردہ از جہاں یافت  
 آنکس کہ ترا یافت نہ یارے بیان یافت  
 آنکس کہ ترا یافت نہ یارے بیان یافت  
 ہر فردِ خد و خال کہ گم گشت ز عالم  
 در دفتر دیوان جمال تو اں یافت  
 ہر پیر کہ در جنت عشق تو قدم زد  
 خود را بہ تمنائے لقائے تو جواں یافت  
 تا عاشق بیچارہ نیامد بہ پناہت  
 از غم نہ رہا گشت نہ از حصہ ماں یافت  
 گویند کہ بے نام و نشان انتواں حبت  
 چوں حبت ترا عقل نہ انعم کہ چہاں یافت  
 بار است پے نرد بمقتدار تحمل  
 ہر رتبہ کہ ایں یافت باغ ازہ آں یافت

ایں دیدہ خوننا بہ نشاں دین نفس گرم  
 محوی ہمہ از ہمت غنی جگواں یافت

(۳۸)

چشم من از دور برآں حسین افتادہ است  
 دیدہ ام حسن مہنی دور میں افتادہ است  
 باز مہر آرزو مردانہی باید کشید  
 زانکہ ایں صدمہ بار برفوق کملین افتادہ است

حاصل خزر و سیاہی نیست شهرت پسند  
در ہوائے نام چو نقش نگین افتادہ است  
آدم جنت نشین شد ساکن در خراب  
آسمانے ہیں کہ بروئے زین افتادہ است  
داستان جام و جم کر مختصر خواہی بہ نیست  
جم گم است از بزم و بے مے تا گین افتادہ است  
قصرتیں است جولا نگاہ رو باہ و شغال  
خاتم دست سیلماں بے گین افتادہ است

اللہ اللہ ایں چہ ستورست در بزم شراب  
ست و بخود محوی غلت نشین افتادہ است

(۳۹)

بچشم خیر بہ ہر سو کہ بگری خیر است  
جمال کعبہ نمایاں پر دہریہ است  
مرد مزد کہ تہی کردہ ایم دل از غیر  
بیابا کہ نہ ایں خانہ خانہ غیر است  
جہاں بگرو تو پر کار و اریگرود  
تو ساکنی و ہمہ کائنات در سیر است  
بدر و طبل اگر گل نمیرسد چہ عجب  
کہ گوش گل نہ شناسا نطق الطیر است  
پیش اہل محبت جو د غیر کجاست  
تو راز دوست بجز زم خالی از غیر است  
گزشت عمر خیالش گزر سر بچوشت  
کہ گفتہ است کہ ایں کاراں سبکت است؟

خدا غفور و رتوبہ باز، خواجہ کریم

مباش غمزدہ محوی کہت خیر است

(۴۰)

یار رب حرم کعبہ دل جلوہ گاہ کیمیت  
نزدیک تر از شہر گجاں شاہراہ کیمیت؟  
دلہائے اہل روبرو بیک تاختن ربود  
ایں نازنین سوار زخیل سپاہ کیمیت  
زادہ بکجہ میکشدش، برہن بدیر  
پیدا شد کہ او صنم خانقاہ کیمیت

ہوش و خرد رسیدہ و جان مجھ کو تباب  
دشت و جبل بلرزہ ز برق نگاہ کیت  
گیرم بد امن تو زدن مست جرم من  
دامن زمین کشیدہ گزشتن گناہ کیت

محمی شب فراق بیایاں نمی رسد  
ایں شب سواد اعظم زلف سیاہ کیت

( ۴۱ )

از شباب گل خیر باد صبا آوردہ است  
گر نہ بر خنخانہ چشم مست ساقی او فتاد  
ہست حرف آشنای مقصود و گوش و ستار  
نماز ہائے حسن اماندہ کردن مشکل است  
کشور نہ منزلِ فلاح اپیک خیال  
چہرہ تاباں چہ می پوشی صاحب دل کہ  
در فتنائے اہل مضمحلہ طول بقا است  
در طریق بے نیازی عاشق خوی تو نیز  
از کمال جبل می بندی بعلوم نا خدا  
چوں نیار و بہر تو رزق مقدر را بہم  
دیدہ را بستیم چوں دیدیم چشم شوخ ما  
از کمال سادگی محمی بازار جزا

باز پیغام و فائز ال بیوف آوردہ است  
بادہ کیف چشم مستش از کجا آوردہ است  
گرچہ حرف آشنای آشنا آوردہ است  
زانکہ ہر یک ناز اندازہ جدا آوردہ است  
در ہوائے تجوید زیر پا آوردہ است  
در بغل یسہ گیتی نہ آوردہ است  
ایں فغان کتہ ال بہر بقا آوردہ است  
جان بے پروا و دل بے دعا آوردہ است  
کشتی خود را کہ بر ساحل خدا آوردہ است  
راز قے کو رزق بہر آسیا آوردہ است  
بر گل رخسار تو آب حیا آوردہ است  
بر امید سود جنس را روا آوردہ است

(۱۴۲)

در آں زمانہ کہ عالم مجھے دیگرو داشت  
 نہ داشت سحر نگاہ و نہ جادوئے کاکل  
 نداد وعدہ تسلی بعاشرِ مخطہ  
 گرفت دستِ ارادت کہے نہ دامنِ غیر  
 زہے نصیب کہ آں مینوا نواز مرا  
 بہا پر س کہ ہنگامِ سرفروشی ما  
 شمار ناز و ادا ہائے تو نہ آساں بود  
 مدار زندگی ما ہوائے دید تو بود  
 وقائے عہد زکد بانوئے حجے کہ دشا  
 دگر بدل غم دیرینہ آمد و نشست

بنود عرض تمنّا فراخو ر تغزیر  
 مگر کہ محوئی مسکین خطائے دیگرو داشت

(۱۴۳)

صد شور قیامت دلِ یوانہ بیاد داشت  
 مشتاقِ لقا چشم خود از خوابِ الِ بہت  
 مشتاقِ جہالت ز جفا کارئی گردوں  
 افروخت رخِ حسنِ گل و لالہ بر آرد  
 بآنکہ بدلِ دستِ بخائے نہ رواد داشت  
 زالِ لحد کہ عمرے بہ تمنائے تو واد داشت  
 میرفت ز کوئی تو مگر و تبصا داشت  
 زالِ آب کہ گشتی ز جبینِ مادا داشت



از غصہ بجای آدم از رشک بردم گفتند چو با من که فلاں بنده خدا دشت

محمی نہ ہاشت کہ در بزرگہ دوست

می آمد و بر لب سخن ہر دو فادشت

(۳۴)

آن برق و شش کوئی بصف عاشقان گزشت	از تاب خیرہ کرد نظر و زمیاں گزشت
دل گرچه رفت بہریت دل یادگار ماند	بگذاشت نقشہائے قدم کار و امان گزشت
آمد بہار و لالہ و گل چار سوسو غلفت	اکنوں کہ کار باز گل و گلستان گزشت
پیدا نشان غم بر رخ زندگی گزشت	از دل اگرچہ تیر نظر بے نشان گزشت
داوند نوشن ازوئے خوابے کہ بعد ز ا	کار از فغان و اسخذر و الا مان گزشت
جسم کثیف ماند از و اگشت جان پاک	انداخت بار کشتی عمر و اوان گزشت
بگذاشتند اہل جہاں رسم باز دید	آمد نہ باز ہر کہ از این خاکن گزشت

تخاطب بر ہما را بدموع بانی مشاعرہ

اے خواجہ شاد باش کن نام بلند تو	در ملک بزرگی کراں تا کراں گزشت
گویند عیب خواجہ کمال مروت است	ہم حیب بین از ہنر و بیکران گزشت
عیش کن بخیر کہ در اعتقاد او	عمر یکہ صرف خیر نشد رایگان گزشت

محمی ز جور گردش ہفت آسمان منال

باید بسان رستم ازین ہفتخوان گزشت

(۳۵)

تا زیر پای من است فراغ از زماں کجاست	آنجا کہ نیست بر سر ما آسمان کجاست
یک عمر سجدہ کرد بدیر و حرم جبین	اگر نشد ہنوز ترا آستان کجاست

برتست پاس خاطر بچارگانِ عشق  
 ہر چار کو شیدہ جہاں خوانِ معرفت  
 یک کارواں بہ بصیرت کفالت  
 از ابتداء نطق بوصف یگانہ ایم  
 ہر کس بشیون از ستم ہفت انحراف  
 صد ہادیانِ عالم جسم اندور جہاں  
 بسحر جہاں مقام ثبات و قرار نیست  
 از نام نیک زندگی جاوداں ہند  
 چارہ ز چارہ سازی بچارگانِ کجاست  
 مثلِ خلیل نعرہ زناں یہاں کجاست  
 اے اہل شہرِ ٹوہفایں کارواں کجاست  
 مارا دماغ شکوہ بیگانگان کجاست  
 آں رستم کہ شکنند این منتخواں کجاست  
 یک ہنہائے عالم روحانیاں کجاست  
 لشکر بہ بار کشتی عمر رواں کجاست  
 جزاں حیات زندگی جاوداں کجاست

ہر کس نخلانِ درد و محبت نصیبِ برد  
 یارب نصیبِ محوئی آشفۃ جاں کجاست

(۴۶)

صبا بہ خنجرِ حدیثِ جنائے دواں گفت  
 ناندور ہر عالم ہوائے آبِ حیات  
 نگاہِ ناز ز فرطِ حیا نشد بالا  
 نہ ضبط جورِ قیاس نہ شکر نعمتِ دست  
 پیرس از دل بچارہ کفر و ایمانش  
 نکشت خاطر مایل بہبتِ بریں  
 فدائے دردِ دل عاشقے کدر شبِ وصل  
 نیاز مندئی مابلود و بے نیازی او  
 ہمہ حکایت گلچینِ گلِ فروشاں گفت  
 ز قصہ کہ سخن در ز آبِ حیاں گفت  
 بیک اشارہ ندانم چہ چشم حیراں گفت  
 کدام کس دل کافر تر اسماں گفت  
 بے گزشت کہ او ترک کفر و ایماں گفت  
 فسانہ گرچہ سحرگوب از وساں گفت  
 تمام شب ستم روز ہائے ہجراں گفت  
 از این دو حرف چہ افسانہ ہا سخند گفت

نخورد سیلی استادم بکتب دہر  
ہر آنکہ درسِ محبت دریں بستان گفت  
فضائے دشت چیل نیز در خروش آمد  
چو پیل در ددل خوشین خروشاں گفت  
وداعِ عہدِ جوانی نمودن وئے سفید  
خبر ز آمدِ پیری شکستِ مذاں گفت  
نفاں کہ داعیِ خود بین تمام خود شناخت  
بخلق گرچہ بے نکتہ ہائے عرفاں گفت

بزمِ شاد ز محویِ مشنو حدیثِ چمن

نہ از ہزار کہ این استاں پریشان گفت

(۴۷)

حسنِ ہمہ گیر تو ہم دل دہم جاں گرفت  
عشق تو نتوان گزاشت نام تو نتوان گرفت  
شعلہ شمعِ ازل تافت نیسائے دوست  
جلوہِ حسنِ قدیم صورتِ جانان گرفت  
گشت جنیں دل نشیں صحبتِ پیکار بدل  
کایں دل در دشتِ پیکر پیکار گرفت  
دیدہ ز دور یادلی ریخت گہرٹائے اشک  
دل ز فرومایگی رفت بدماں گرفت  
صحبتِ پاکان کند پاک دل پاک خو  
دل ز فرومایگی رفت بدماں گرفت  
جامہ دل ہر کہشت پاک داغِ ہوس  
کشتِ دل ٹردہ را بار و گر زندہ کرد  
پند چہ قدر آور و پیشِ نمدانِ عشق  
عشق ز چشمِ پر آب کار نمایان گرفت  
ہست ز روز ازل شیوہ گردوں ہمیں  
کو ہمہ دالِ عقلِ طفلِ دبستان گرفت  
چوں لب شیرینِ دستِ لب و ذاقِ آشنا  
شوقِ بہر آنکہ باز جوان میشود  
جائے غریبان چو دید ہند دریں نو بہار  
کرد باینال عطا آئینہ ز آناں گرفت  
ہمچو زلیخا اگر دامنِ پاکان گرفت  
جائے غریبان چو دید ہند دریں نو بہار

بیاساقی کہ آیاست بکام است  
 مے سربستہ دردِ دل و دودہ  
 مے تسکین دہ جاہانے مضطر  
 مے روشن کہ گریزی لبالب  
 دریں فصل بہاراں توبہ زیں مے  
 بخش ایں بادہ دیرین عقلت  
 سرت آشفته چو شام غریبست  
 تماشا ہا ہی مینی شب روز  
 زہر ذرہ عیاں نور تجلی است  
 زرقار شہزادان فتنہ بزخاست  
 غریزہ صبر دل داری کہ اُورا  
 مچو ماہیت حنش کہ آل را  
 مزین پر اندرین رہ طایر عقل  
 ز رفت از یاد من دیرینہ پیال  
 نیازم نیست با توبے گل و گل  
 دل پڑ مردہ را دایم وظیفہ  
 مکن انعام خود مخصوص یک قوم  
 و را آن صوفی کجایابی صفرا را  
 بدہ زان می کہ از مشکش ختام است  
 کہ آں دارائے خرقۃ الیقام است  
 کہ زان ارابلاد اورا سلام است  
 ہلال جام زان ماہ تمام است  
 بقوتائے خرد من داں حرم است  
 بایں پیرائے سالی نیز خام است  
 دولت افسردہ چو صبح صیام است  
 نمی پرسی تماشا گر کلام است  
 وے چشمست گرفتار ظلام است  
 کہ ایں یارب ایں محشر خرام است  
 ہزاراں یوسف کنعاں ظلام است  
 ز اوراک توبالائے مقام است  
 کہ حیرت چار سو گتوہ ام است  
 ہنوزم آں مے دوشین حکام است  
 شمیم زلف او تا در شام است  
 ز سبتخانہ اللہ ہی یحییٰ العظام است  
 کہ ایں نعمت برائے خاص عام است  
 کہ ہم در عاشقی جو یائے نام است

بیاساقی کہ آیاست بکام است  
 مے سربستہ دردِ دل و دودہ  
 مے تسکین دہ جاہانے مضطر  
 مے روشن کہ گریزی لبالب  
 دریں فصل بہاراں توبہ زیں مے  
 بخش ایں بادہ دیرین عقلت  
 سرت آشفته چو شام غریبست  
 تماشا ہا ہی مینی شب روز  
 زہر ذرہ عیاں نور تجلی است  
 زرقار شہزادان فتنہ بزخاست  
 غریزہ صبر دل داری کہ اُورا  
 مچو ماہیت حنش کہ آل را  
 مزین پر اندرین رہ طایر عقل  
 ز رفت از یاد من دیرینہ پیال  
 نیازم نیست با توبے گل و گل  
 دل پڑ مردہ را دایم وظیفہ  
 مکن انعام خود مخصوص یک قوم  
 و را آن صوفی کجایابی صفرا را

مثال اے طویل ناکام چن دال  
کہ محوی نیز بے نیل مرام است

( ۴۹ )

آئینہ جمالِ جہاں و نمائے کیست  
رخسار کیست آئینہ دارِ جمال و ز  
جذب کہ میکشد دل آہنِ دِلانِ نور  
بلبلِ نوائے شوقِ بیاور کہ میکشد  
دریا بند کہ کیست شبِ زردِ خروش  
برہم نمی زند شرہ را چشمِ اشتیاق  
نازم بہ بخودی کہ ہنوزم خبر نشد  
یک عمر صرف سجدہ یک نقش پاشد آ  
ہر دم کشادہ است بروئے جہانیاں  
بادِ دعا کے عشق نہ مُردن گناہِ من  
فرقم بہ پیش ہر تکبرِ بگوں نشد  
در کار خود گرہ زدہ ام تا کشاد آں  
ہر کس کہ بست بے خلل استوار است

روحِ روانِ خلقِ دم جانفزا کیست  
شبِ قصہ گوئے خوبی زلف و تائے کیست  
پروازِ مرغِ قبلہ نما در ہوائے کیست  
گلِ مستِ ناز از رمی نشو و نما کیست  
ہر موجِ تر زباں بدعا و شائے کیست  
در انتظارِ جلوہ حیرت فرازے کیست  
مفتون کیست خاطر و جانِ متلا کیست  
اگر خمِ ہنوز کہ آں نقش پائے کیست  
اے پردہ دار این ردِ دولتِ مرام کیست  
بجو فتنم بدام و کیشتن خطائے کیست  
دانستہ ام کہ سجدہ پے کبریا کیست  
بینم زدست بازوئے مشکل کشا کیست  
حصنِ حصینِ عشقِ ندانم بنا کیست

محوی بہ آشنائی گردوں دلِ مہناز  
ایں آشنائے جملہ جہاں آشنائے کیست

( ۵۰ )

زائلِ روجِ پرسی چہ بجوئے دلِ است  
دلِ است شہر و فادِ دلِ خدائے دلِ است

نگاہ ہرچہ ندیدہ است جلوہ رخ اوست  
زبان ہر انچہ نگشتہ است عائنہ دل است  
ز مہربان ہر انچہ گوشت سید قول زبانت  
ز نے ہر انچہ شنیدی ہمنوائے دل است  
عجب ہنگشت سخن دل نشین گل و رنہ  
بہ ہر ترنم بلبل نہاں صدائے دل است  
فغانِ رود در دل نیست منحصر بہ کھن  
بہ ہر طرف کہ نہی گوش ہائے دل است  
مرا بہاخن تدبیر غیر حاجت نیست  
کہ عقدہ بند دلم خود گرہ کشائے دل است  
دل است ایستہ و نمائے دشمن دوست  
بہیں معانی جام بہاں نمائے دل است  
بدا و دل بہ تو دیگر از او چہ میخواہی ؟  
بدست عاشق سکیں چہ ہوائے دل است

شفائے محوی رنجوار از خدا سے خواہ  
ز علنے کہ در آں ورد دل ووائے دل است

( ۵۱ )

گرد نہزار رنج و محن بہستاد دل است  
رضی بہ ہر رقصاں اگر با خدا دل است  
ہر سو کدورت است اگر دل مکدر است  
در شش جہت صفات اگر با صفا دل است  
بہر تمیز ناحق و حق بجختے مجو  
ور دل نگر کہ ایستہ حق نہا دل است  
افتادہ ام ب عقدہ مشکل دست دل  
دل بہت مشکل من و مشکل کشا دل است  
رختِ سرفدیر و حرم میکشی عبت  
پیدا است فیض این دو مکان کجا دل است  
بجبدہ گام نہ برہ دل شکستہ گال  
انجیا بہ ہر قدم کہ نہی زیر پا دل است  
از محوئی شکستہ چہ پرسی کہ دل کجاست  
در کا کل شکستہ تو بیوف دل است

( ۵۲ )

کفرم از کم مائی یقین ایمان کجاست  
نامہا نے مرا گوئی سلمان کجاست

سخت مشکل جو غم بسیار آسا کردہ است  
 سر بروں از مطلع چاک گریباں کردہ است  
 چشم بخت گریہ با بر بہاراں کردہ است  
 ز آشنائیہا کہ بانا آشنایاں کردہ است  
 گرچہ بخت آن خوابِ خوابِ بختِ آ  
 کو جمالِ خوشین پیدا و نہاں کردہ است  
 عشق او گر فاختہ از کفر و ایماں کردہ است  
 بار ابرو این خانہ را آباد و ویراں کردہ است  
 کہ بجائے دشمنان ہم دشمن جاں کردہ است  
 پردہ پندار و کہ او صد حسن نہاں کردہ است  
 خار زیر پا نکود گل بدلاں کردہ است  
 ایں گدائے بے نواقلید شاہاں کردہ است  
 انچہ در ایام اکبر خانخاناں کردہ است

محمی مفتوں کجا ساز غزلخوانی کجا  
 بلبل شوریدہ را یک غزلخوانی کجا

(۵۳)

گاہ سوسے شیر گاہ سوسے لطفا خوش است  
 گفت دل ہم مرن ہم بستن تنجا خوش است  
 و بر میرم از حساب حشر آتینا خوش است

سرخ مازا چارہ گر اندر در و در ما کردہ است  
 بر جہان خستہ حالی آفتابِ دلِ دل  
 سینہ پہلو میزند و رتابِ تباہ آفتاب  
 آشنایاں ابجائے رشکِ صدامیدہ است  
 سرگشتہ تہنگی تعبیر خوابِ زندگیت  
 رندی و ستوری با اختیار شاہدیت  
 کفر ایمان ست عاشق را و ایمانست کفر  
 از دل آشفتنہ عاشق چہ می پرسی کہ یار  
 انچہ اے جاں مسکینی در دوستی با دوستاں  
 حُسن میگوید مرا صد پردہ کے دار و نہاں  
 نیست گل چینی دریں گلشن کجا و باغیاں  
 خاطر تنگم نشد قانع بہ پہناے جہاں  
 میکنہ در عہد عثمان شاد با اہل مہر

گر سفر در عالم میری پے عجبی خوش است  
 گفتم ایدل میثوی تنجا ہلاک ناز و ست  
 گر بمانم زندہ جاں بخش است قرب مصطفیٰ

دردِ دلِ اینِ رُداست اولیٰ در سرِ اینِ دل خوش است  
 چشمِ او داشت بر شاوِ خضرِ خوش است  
 قبرِ پوشِ میوایانِ دامنِ صحرای خوش است  
 در مہوای چاروئے غم تہ و بالا خوش است  
 از پسِ ریا نورِ دیہالِ ریا خوش است  
 اینِ حدیثِ مردِ بلالِ ابلہ خوش است  
 عاشقِ از خودِ رفتہ و محسوسِ بے پروا خوش است  
 ہمرہِ پائے توانا دیدہ بینا خوش است  
 گرچہ توفیقِ عملِ از عالمِ بالا خوش است  
 گرچہ گفتنِ دردِ با تو در دلِ شہا خوش است  
 داغِ سوائے تو بر لوحِ دلمِ تنہا خوش است

شورشِ رُحبتِ جوشِ سحرِ دامنِ عشق  
 یا لیلیاے عربِ خوبستِ رُدلِ دشتن  
 سوزِ خانِ فیلاںِ چادرِ ریکِ وال  
 کشتیِ اہلِ محبتِ در محیطِ عاشقی  
 خشکِ لبِ غنیمتِ اہلِ طبعِ فانِ اشک  
 قصہِ یاسِ تمنائے وصالِ امیرِ س  
 وصلِ کے گردِ دلیہ چوںِ رُئینِ وفا  
 از تماشا ہائے کوشِ تانہ غافلِ بجزری  
 نیستِ بیجا خوشنِ بہتِ اربابِ ہم  
 ایکہ دانیِ رُودِ دلہائے خربِ ناگفتہ ہم  
 داغہائے مصیبتِ از جبینِ پاکِ شو

سہِ حرمِ شریفین سے مراجعت کے بعد میں سرہاراجہ کشن پر شاہِ آنجہانی سے ملنے گیا تو اپنے ساتھ بعض تبرکات بھی لے گیا تھا جو کہ سرہاراجہ نے نہایت ادب سے اٹھ کر لیے اور فرمایا یہ تو سب کچھ لائے مگر یہ فرمائی کہ جس دوست سے ملنے گئے تھے اس سے ملاقات ہوئی اور اگر ہوئی تو کیسی گزری۔ میں نے عرض کیا کہ ہم جیسے جوڑا کو یہ دولت کہاں نصیب ہو سکتی تھی میں تو اس خیال سے گیا تھا کہ صحبت یا اگر میرے نیست۔ خانہ یارِ راتماشاکن۔ دوسرے دن سرہاراجہ کے یہاں ماہواری مشاعرہ تھا یہ صرہ طرح خود اپنے قلم سے کچھ بحر عنایت فرمایا اور شرکت کی تاکید فرمائی۔ مشاعرہ میں غزل پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا تو میں نے عرض کیا کہ کل جناب نے جو شعر فرمایا تھا اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے بہت پسند فرمایا، دگر کئی مرتبہ اچھوٹا ہوا۔



بحرِ ناپید کنار و دشتِ بے آب و گیاه  
تا توئی پیشِ نظر چوں جنتِ الماویٰ خوش است  
آدم کم مایہ پیشِ آنکہ یارِ گفتہ اند  
”چوں تنک شمایہ با اہلِ کم سودا خوش است“

مجموعی لب بستہ اور ماتم ہنرِ دل  
گریہ بے اشکِ دل فریاد بے آوا خوش است

( ۵۴ )

شکستِ بزمِ طرب یادِ ماجرا باقیست  
بہینہ سوزشِ دلِ فراقتِ باقیست  
اماں کجاست دورِ و فراقِ تابہاں  
مذاقِ دردِ دلِ مردِ آتشِ باقیست  
نہاں زورِ سنگِ نہ شورِ منظرِ ہاں  
ولے حکایتِ آن جو رواں جفا باقیست  
متابِ اے دلِ افسرہ روزِ طاقِ مہا  
دعا ہنوز پے یارِ بیوفِ باقیست  
بزیرِ سایہ شادانِ لقا پوشِ بیا  
اگر ترا ہوسِ سایہ ہبا باقیست  
سخنِ ز شوقِ کجا تابِ مدعا آرد  
نخنِ تمام شد و عرضِ مدعا باقیست  
گماں مہر کہ کنوں و حسنِ عشقِ گزشت  
ہزار قصہ ناز و نیاز با باقیست  
تہی مہا چین از وجودِ آں گل تر  
کز و ترخمِ مرغانِ خوش نوا باقیست

بہیں بس است پے مافدائیاں مجموعی  
کہ در جبریدہ عشق تو نام با باقیست

( ۵۵ )

دیشدن گلِ زخارِ یارِ نزدیک است  
بیہوش باش کہ فصلِ بہارِ نزدیک است

اسے اس خبر کے شہور ہونے پر کہ مرہاراجہ صدر اعظم باب حکومت ہوتے ہیں یہ چند شعر لکھ کر ان کے پاس  
ذریعہ ڈاک بھیج دیے گئے تھے اس زمانہ میں مرہاراجہ برصوف حیدر آباد میں تشریف فرما تھے ۔

دے بیاںش و زپستی روزگار منال      زمانہ شرف روزگار نزدیک است  
 شگفت نیست شود شام یاس صبح امید      چو انقلاب لیل و نهار نزدیک است  
 بطر ز شاد و نو آتش چو میکشی محوی  
 کہ آں خوابہ نوائے ہزار نزدیک است

(۵۶)

کافر عشقم و عشقت بخدا جان منست      ننگورم از سر عشق تو کہ ایمان منست  
 نہ شکایت ز تغافل نہ حکایت ز جفا      میکند یار بمن ہرچہ کہ شایاں منست  
 عقل میگفت کہ دشوار بود منزل عشق      شوق میگفت کہ ایں مرحلہ آساں منست  
 بود در شکب ارم و غیرت گلزار جمال      آں سر نیکیہ کنول کلبہ اخوان منست  
 گرد باد دست سراپردہ عیشتم در روز      گرم شب تاب شب شمع شبتاں منست  
 منکہ از بے ادباں نیز ادب آموزم      مرد گم گشتہ برہ خضر بیاباں منست  
 گر نمایم بچہاں والہ و حیراں ماند      منظر حسن کہ در دیدہ حیراں منست  
 میکشم ز فرہ محوی ز مقام عشق  
 طایر شوقم و صیاد زباناں منست

(۵۷)

ہر آدائے نازتے از آفرین قی آگن است      تا توئی میں نظر ہر دشت دشت این است  
 کے شوی آزار از خیل پرستار این سر      تا ترا طوق غلامی فاختہ در گردن است  
 شہر آباد است باوے سگان جیفہ خوار      دشت ویرانست شیران خوار اسکن است

مجموعی نخست خود دیتا پامال خزاں  
آں دیار دل کہ میگفتد رشک گلشن است

( ۵۸ )

شب که در بزم تصور آں گل رخاگزشت  
کعبه و تبحانه را بستند ز نگارنگ نقش  
لخت بهیے دل بجایے سنگ و افتاده است  
گرم و سرد و ہر را با بچ و درد و ماچہ کار  
ساقی مار بخت در پیمانہ صہبائے مراد  
شوگرش دیوانگی بچوش جنوں خوش چاشنی  
در ہجوم بے خود بہار صفت یدین نیافت  
نالہ میخوام شود آویزہ گوشتش اثر  
در گزر گاہ جہاں از رشتہ زیبایم محو  
صحبت دیرینہ یاد آور و ویک دریا گریست  
فصل مرگ و زندگی چوں میث از یک گام است  
یکہ باز ما نیامد در کنت فہم کس  
از و فور آرزو ہا حال دل ناگفتہ ماند  
عارضہ نگین او شکست باز از چمن  
از وجود خوشتن گلد از جز نام بخو

صحبت رنگین ماما صبح دم زیباگزشت  
طالب منزل گریز ہر دو بے چراگزشت  
کاروان خستہ دل شاید ازیں صحرآگزشت  
درد و دل باقیمت سرا آمد و گراگزشت  
کار و موقتیکہ از پیمانہ و صہباگزشت  
در فراق او چہ نی پرسی چہا بر ماگزشت  
بے خرافا و مجنوں ناقدہ لیسلاگزشت  
حاصل من صیت گرا از عالم بالاگزشت  
بگذر و این رشتہ ہم زانسان کہ آن یارگزشت  
در سفر چوں ابر و دریا ناد بر دریاگزشت  
مٹی آں در یک نفس از عرصہ دنیاگزشت  
گرچہ در رزم خرد از ہر صف ہیجاگزشت  
ایں حدیث مستند صہیف بے املاگزشت  
دور چشم دوست ہمدگر گس شہلاگزشت  
می تواناں بگذشت از راہے کز آل غناگزشت

باہمہ ہمدرفاقت کس رفیق رہ نہ  
مجموعی بیچارہ تنہا آمد تنہاگزشت

اے عکسِ دوست مایہ جاں مچی راست  
گرمی ہنم بلاقِ ادب و رحیم جان  
رخشا تر از شعاعی و زیبا تر از نگاہ  
شاید کہ شرح حال دلِ خستہ ام کہنی  
اے کلکِ نقشِ بند علی الرحمہ و عطل  
اے خواجہ سرپرستی بیچارگان چند  
لطف و کرمِ بخلقِ خدا رسمِ عام  
ملکِ دلم ز جنسِ دعا و ثنا پر است

در بر بشوق میکشم و می فشاں راست  
کہ در غلافِ کبۂ دل می گزارد راست  
زیبدا اگر در آئینہ چشم دارم  
از اشکِ سخن بخون جگر می نگارم  
از بہر وید و دوست بجان و دست راست  
باتو سپردہ ام بخدا می سپارم  
از بندگانِ خاصِ خدا می شمارم  
زین تھیلے نغزِ دامن چہ آرم

آہستہ باش جھومی مضطر کہ حالیا  
در کوئے یار می برم و میگو آرم

بہار جلوہ فروش است بختِ شاد است  
بہر طرف کہ نہی گوشِ نغمہ است سرود  
شگفتہ است گلِ لالہ باغِ شاد است  
زمخند شہ گلِ سرخ نغمہ خواں شاد است  
بہار از چہ نخندد، صبا چہ سالِ نوزد  
زمین ز نامیدہ در جوشم آساں شاد است

سہ سر ہماراجہ کشن پرست و بیکینہ باشی نے براہ عنایت ایک اپنا بڑا نوٹ مجھے اس زمانہ میں بھیجا تھا  
جس میں لکھنؤ میں مقیم تھا۔ یہ نظم اس کے شکوہ میں بھیجی گئی تھی۔

سہ سر ہماراجہ کے فرزند راجہ خواجہ پرشاد بہادر کو راجہ کاننپٹیا کا محضرت سے عطا ہوا تھا اس کی خوشی میں کرمی جی  
اندور مانا نصا نے یا علی کیا سا اور ججہ سے ایک نظم کیلئے فرمائش کی تھی انکے ارشاد فرمائش پر یہ نظم بھیجی گئی تھی۔

دل است خرم و جانِ جهانیاں شاد است  
 چو یوسف است در خوش کاراں شاد است  
 بدوستی کہ دلِ جان و دستان شاد است  
 خطابِ راجہ بہادر کز وہاں شاد است  
 کہ خرمی ست بہ ہر سو وہاں شاد است  
 کہ قدر دانِ گروہِ سخنوان شاد است

جہاں جہاں است نشاط چمنِ عشرت  
 بسوئے مصرتِ روانست قافلہ  
 ز سر فرازیِ سرزندہ ہمارا جہ  
 خدا دراز کند عمر بادشاہ کہ داد  
 ز شادمانیِ آلِ نیریاں چہ می پرسی  
 سخنی راں نہ سرائید گر ثنا چہ کنند

(۹۱)

## نوحہ

ہزارفتنہ خوابیدہ از کہیں برخاست  
 جو فوجِ شام بتاراجِ اہلِ دین برخاست  
 امامِ وقت شہنشاہِ راستین برخاست  
 جماعتِ زرفیقانِ شاہِ دیں برخاست  
 طلیعہ ز جوانانِ مہ جہیں برخاست  
 کہ مثلِ شان نہ نہالے ز ما طین برخاست  
 شکفت لالہ بہ ہر سو و یاسمین برخاست  
 دگر چو حیدرِ کرارِ خشکیں برخاست  
 دگر چو احمدِ برجیدہ آستین برخاست  
 کہ ہم ز روحِ امیں بانگِ آفرین برخاست  
 بخارِ مشکِ فشاں بادِ عمرین برخاست  
 ز غصہ کفِ بلب آورد و سہمگین برخاست

و یکہ رحمتِ حق از سر زمین برخاست  
 پتید روحِ رسولِ کریم بر افلاک  
 پے حمایتِ ناموسِ احمد مختار  
 پے اعانتِ کہفِ اماں امامِ زماں  
 پس از شہادتِ امیں دینِ متین  
 کیشیدہ قامتِ و گلگونِ عذارِ غنچہ دہا  
 بدشتِ ماریہ گوی ز گلر خانِ علی  
 یکے چو جعفر طیار برودستِ بہ تیغ  
 یکے بسیوہِ حمزہ فکند چیں بجہیں  
 چہاں شدند فدائے حقِ امیں سبکو و حاکم  
 ز بویِ خونِ شہیدانِ یاسمین اندم  
 چو دیدنِ تشنگیِ فوجِ شاہِ اشرافِ فرات

غم حسین از اینجا قیاس باید کرد  
 بد نوازی دل خستگان آل رسول  
 پس از علی حسن برو سادہ ارشاد  
 ہر آنکہ یاری دین متین نکرد آل و ز  
 دلم چو کرو خیال مصائب سادہ  
 کہ بعد قتل عزراں نہ یک معین بخاست  
 نہ از یار صدائے نہ از مین بخاست  
 نہ کس نشست چنان نہ این چنین بخاست  
 برو ز حشر سرافکندہ شکر گین بخاست  
 ز چشم سیل زلب نالہ خیرین بخاست

جہاں ز غصہ غم تیرہ گشت معجوی

چو دود آہ زہر آہ آتشین بخاست

(۶۲)

چشم نیکی ز رخ نیکوئے تو بجائیت  
 باقد و لکش تو سر و چہ نسبت ز ارد  
 عاشقان از چہ خراب اندیک گردش چشم  
 جو رکم کن بمن غمزدہ گفتیم بر قیب  
 اندرین غمکہ دہر چہ شاہ چہ گدا  
 مرد میدان شہامت نخورد مال حرام  
 از چہ رو گشتہ نہاد رکنت قاف عدم  
 عشق بحریت پر آشوب قدم دیدہ بندہ  
 چہ کشم بادہ بہ خندانہ معنی تنہا  
 لور آل نیت کہ چشم سر و نہایت  
 ہر اند بے اہل نظر صاحب دل  
 حُسن نیابے ترا جو روح جفا زیبا نیست  
 در چمن سر و بایں و شمر ببالا نیست  
 مستی چشم تو گر روح خم صہب نیست  
 گفت خاموش کہ از دوست چنین نیست  
 کیست آنکس کہ گرفتار غم دنیا نیست  
 مردہ خواری و شبنم این صحرا نیست  
 اندرین عہد اگر جہر و دفا عفا نیست  
 کشتی و معرہ یاب این دریا نیست  
 بادہ بے صحت اجاب نشاء افزا نیست  
 کورانت کہ چشم دل او بیا نیست  
 محوی خستہ بصیرت نہایت

# شاعر و یادگار سه چهارم سده هجری

محمد حنیف که شاد و در میان نیست

دل سوخته شد بجای ما نیست	ز آن شعله که اندر آن خال نیست
دل مدام دور و دل خسریدم	این جنس باین بها گران نیست
از لذت عشق من چه گویم	آن خط دل است و آن با نیست
از دوست دگر نشان چه خواهی	هر جا و به هیچ جا نشان نیست
هر سوت عیان بهار حشش	وین طرفه بهار را خزان نیست
از کشتی عمر ما می رسید	انگر بشکست و باد با نیست
طوفانست بیاد و نا خداست	شب تیره و بحر را گران نیست
بر بهت دوست میروم راه	هر چند که توشه بر میان نیست
تا چند ز آسمان گریزی	آن جاست کجا که آسمان نیست
آرام طلب کن که اینجا	آرام پے مسافران نیست
رفتند یگان یگان حرفیاں	باقیت بخار کار و آن نیست
یک ناله جاں گداز بهت	ز آن تیر دعا که خول چکان نیست
این بزم ههال ههال مقام است	صد حنیف که شاد و در میان نیست
انصاف مجوز خود فروشان	این جنس گران درین مکان نیست

ناقد ری شاعران قدیم است

حمیدی گلزار معاصران نیست



(۶۴)

بقدرِ سجدہ اگر جابر آستانہ دہند  
مرا حیاتِ ابدیش جاودانہ دہند  
بجو عقلی این و اعطالِ مگر کہ مرا  
بہ ترکِ خاکِ درت پند عالمیانہ دہند  
بر و بصومتہ گر مایلی بشر بپہود  
مغالِ شرابِ نمئے و دقِ چخانہ دہند  
مخورِ فریب بہ افسانہائے حور و قصور  
کہ گوشِ دل نہ حرفِ لبِ بی فسانہ دہند  
امید و ادبہ داری بچوئے کہ در آل  
جزائے عشق و محبت بہ تازیانہ دہند

ہزار مالہ کشیدی و زندہ محوی

و گرنہ خستہ لاں جاں بیکت آنہ دہند

(۶۵)

صحنہ بادِ صبا چون لے جاں می آورد  
سوختہ جانانِ شبِ اور فحال می آورد  
سختِ شوار است کہ کفر را از دیں جدا  
چوں حریمِ کعبہ خود یاد بُستال می آورد  
زلفِ او بے اقیانوسِ کفر و دیں و قتل گاہ  
عاشقِ ابدتہ در یک لیمال می آورد  
بر رخِ زردِ من سکیں نہی خند و گہے  
ور نہ میگویند خندہ ز مہراں می آورد



میں خراید در دلم ہر تازہ غم مقدار صبر  
 رزق خود با خوشتن ہر یہاں می آورد  
 رازِ عالم فاش میگوید بستی حیرت است  
 این خبر با از کجا پیر خاں می آورد  
 منکر در دست واعظ محویا من معتقد  
 در دجال بخش است و عیشِ حال می آورد

( ۶۶ )

از پئے جلوہ اگر جلوہ گرے بر خیزد  
 بہر نظر رہ نہر سونظرے بر خیزد  
 مستعد ناز کہ حسن کشد بند نقاب  
 منتظر حُسن کہ کے پڑہ درے بر خیزد  
 میرو و قافلہ شوق و تمنّا بپیرا ہ  
 یارب این قافلہ را راہبرے بر خیزد  
 می دہد بار و گر جلوہ ز محمل لیلی  
 ہچو محبوں اگر آشفتمے سرے بر خیزد  
 بیند افتادگی جمع صبحی زدگیاں  
 و اعظا سرکش ماگر سحرے بر خیزد  
 دوستانم دم آخر مگر اید مرا  
 یک نشیند سر بالین گرے بر خیزد

جاں بلب محوی بیچارہ ز غمہائے فراق  
 ہست گر چارہ آل چارہ گرے بر خیزد

( ۶۷ )

دل آئینہ دار رخ یار است بہ بنید  
 با عشوہ گرے چشم و چار است بہ بنید  
 اے راہروا حرم شوق نبسردار  
 از دُور عیاں منزل یار است بہ بنید  
 آرایش بستان و فرہ مندی گلشن  
 تا جلوہ فگن فصل بہار است بہ بنید  
 در بارِغ و فاختل تمنّا ثمر آورد  
 یعنی کہ سرے بر سردار است بہ بنید  
 مارِ سم قدما نہ با سال نگراریم  
 در جام ہاں بادہ پار است بہ بنید

اندر حرم کعبہ کہ پنچیر حرام است  
آئی کمیت کہ سرگرم شکار است پہنید  
ویدارِ خد و خالِ تماشائے رخ و زلف  
تاویدہ تاویدہ بکار است پہنید  
چوں محوئی آشفۃ ز بندید نگہ را  
اے بے بصرال او بکار است پہنید

(۶۸)

جو رعدِ اُمنتِ اجاب می باید کشید  
کشتی اسلام از گرداب می باید کشید  
وقت آں آمد کہ ہر ملک و ملت و زوہ  
بج باید برد و پیچ و تاب می باید کشید  
وقت عطا آمد بپایا نوبتِ جان دست  
شیخ را از فیر و محراب می باید کشید  
گریہ بصرہ چوں الان نمی آید بکار  
تبع پہچوں رستم و سہراب می باید کشید  
اندریں بزمِ تعبِ قوال میخواند رجز  
خونِ اعدا چوں آبِ تاب می باید کشید  
اگر خون دل بد شاید صدائے جانفزا  
بر سر ہر تارِ دل مضرب می باید کشید  
گو بہر مقصود را گم میکند دست و دعا  
لا حرم در رشتہ اسباب می باید کشید  
حال اُمت شد ز بولِ بیچارگی از حد رشت  
خواب تاکے خواجہ سہرا از خواب می باید کشید  
بے فروغ بصرے تو شد روزگار مایہ  
پردہ از خورشید عالم تاب می باید کشید

از ادب کن عرضِ محوئی آشفۃ سر  
پانہ بیرو از حد ادب می باید کشید

(۶۹)

ما شغال ضبط نمایند و فغان نیز نکنند  
درد و پرده بردارند و عیاں نیز نکنند

خامقان لذتِ مدار بہارِ رنخِ دوست  
قصہ جو رہتاں است لیکن عشاق  
جمل از دید حبّ الٰہی گراں نیز کنند  
بر درت سجدہ اگر کرد گداے چہ عجب  
ایں حکایت پے تڑپیں سببیں نیز کنند  
قاصدانِ حرم کعبہ بے تابئی شوق  
سجدہ برخاکِ رت پادشہاں نیز کنند  
زاد رہ گدیہ زور ہائے مغال نیز کنند

کار از گریہ ظاہر نکشاید محوی  
ایں عمل را بر یا حشوہاں نیز کنند

( ۴۰ )

حسن از روزِ ازل جلوہ تمنا می کرد  
زلف می بست بزرنجیرِ مہرِ می بُرد  
خود نہاں بود مگر عشق تقاضا می کرد  
فصل گل آمد و چوں بدین را بجزشت  
چشم میکشت مرا یار تماشا می کرد  
چوں لبِ مردہ ماندہ نکو می ای جا  
باغبان تا در گلشن پئے ماؤامی کرد  
گر لبِ لعل تو عجازِ سیحامی کرد  
گر نداند مرا جامِ بیخمانہ چہ باک  
چشم ساقی اثرِ ساغرِ صہبامی کرد

رفتہ بودم ز رہِ عشقِ حقیقی محوی  
رہبری گرنہ مرا دیدہ بین می کرد

( ۴۱ )

روزِ ایجاد کہ ترکیبِ جہاں میدادند  
می نہادند بدلِ اغتمنائے وصال  
می سرشتند کلمِ شیرہ جاں میدادند  
میکشایں جامِ چو بلے پنج و چمن می چہند  
حسرتِ دیدِ چشمِ نگران میدادند  
بہلاں با جگر سوختہ در عینِ بہار  
ساقیاں بادہ بے نام و نشان میدادند  
بودنخواگر امروز بدیوان جزا  
خبر از مقدمِ ایامِ خستہاں میدادند  
داد بچارگی خستہ دلاں میدادند

داور داد گراں بعد قیاس نیز نداد  
آں سزائیکہ در اینجا بگماں میداد

محنت آباد جہاں خود بگزیدم محوی

ورنہ جاگیر مرا باغ جنباں میداد

(۷۲)

سر بیدالال بہ تیغ و سناں میفر وختند	ترکال بغزہ تیر و کماں میفر وختند
جنسے لکر بہ زرخ گراں میفر وختند	بجز خاصگان شود کسے در مقام بیج
دلن گدا و تاج شہاں میفر وختند	در چار سوئے عشق و محبت بیک ہا
افسانہ ٹائے سود و زیاں میفر وختند	ما میفر وختیم سر خویش و دوستاں
پہنجمیری بدست شہاں میفر وختند	دیر آمدی و گرنہ دے پیشتر ازین
اندر جہاں متاع جہاں میفر وختند	بمحبت ارمناں ز جہان دگر دلم
لخت جگر بہ آہ و فغاں میفر وختند	چوں مرد ماں قحط زدہ دیدہ ٹائے ما
بر بے ستون بہ خردہ جاں میفر وختند	شیر بچہ لذت لب شیریں چشیدہ بود
امروز نیز باغ جنباں میفر وختند	مغفل شد باز کرد اعطان شہر
پس ماندہ متاع دکان میفر وختند	اندر دکان دیکہ ز لیحا نہاد پا

محوی چہ می شدی کہ بہ بازار باز پرس

مارا بہ غنوشاہ شہاں میفر وختند

(۷۳)

از خاک نہیں چرخ بریں را کہ خبر کرد	از حال من آں ماہ میں را کہ خبر کرد
از لذت این کار جہیں را کہ خبر کرد	جز چشم نمی شد دگرے فرش رہ نماز
جائیت پر از خطرہ مکیں را کہ خبر کرد	جاں می تپد از خائف تن تابہ را آید

سوزِ از پے تفریرِ حریفانِ کمال است  
از سوزِ دلِ اصحابِ میں اکہ خبر کرد  
یکچند محبتِ بسرا پر وہ دل بُود  
خو غاست کنوں انش و دیں اکہ خبر کرد  
حموی سخن کاشفِ اسرارِ نہانت  
از حالِ جہاں گشتِ نشیں اکہ خبر کرد

( ۷۴ )

یار از صحبتِ ما برزودہ امان گزرد  
چوں برہمن کہ ز بنگاہِ مسلمان گزرد  
بجو آں سال ز نگاہِ ہم کہ پس از مردن نیز  
عکسِ روئے تو نہ از دیدہ حیراں گزرد  
یوسفی بہر زلیخائے جہاں باز بیا  
عشق گر قافلاتِ جانبِ کُناں گزرد  
ریگ گرم است سرِ خارِ نیلاں تیر است  
قیس زیں مرحلہ باید کہ حدیخی ال گزرد  
”حاکِ اَرانِ جہاں“ بختِ اَرستِ منگر  
ایں خبارِ سیست کہ از گنبدِ گرداں گزرد  
حاصلشِ صیتِ بجزویدنِ حیراں ماندن  
گر گدائے بسرا پر وہ سلطان گزرد  
باعثِ راحتِ رویش شود رنجِ کریم  
کُلِ بخندِ دجہن ابرِ چو گریاں گزرد  
نیست جز باد کہ بر خاکِ غریباں گزرد  
نیست جز ابر کہ بر حالِ شہید اگرید

حیف باشد کہ بگلزارِ جہاں حموی  
بلبلے میر و واز یادِ گلستان گزرد

( ۷۵ )

نگہ خیز و زہرِ سو قدِ بالا ایں چنین باید  
نظرِ خیرہ بماند روئے زیبا ایں چنین باید  
شکر از تلخِ کماںِ محبتِ باز میداد  
تو خود فرما کہ آلِ لعلِ شکر خاںِ چنین باید  
بماند عکسِ روئے یار بر آئینہٗ خاطر  
نگاہ و اسپیں آئے چشمِ بینا ایں چنین باید  
مسلط کرد و حشتِ کارِ پُر از ادبش را  
بدیوانِ محبتِ کارِ فرما ایں چنین باید

غزالاں شاخہائے خوش بنائیں لیلیٰ را  
 کہ مجنون تر خار تہ پا ایں چنیں باید  
 بدیدار رُخ گلگوں لبانِ گسارے محوی  
 سراپا دیدہ ام محو تماشا ایں چنیں باید  
 نعت

(۷۶)

تیرگی شام بجز شکر بپایان رسید  
 کعبہ توحید را بر زوہ بودند در  
 در چستانِ دہر باد بہاری و زید  
 محل اصنام را ز دہر میں طرب  
 کر و فرزند ہیبت آدم گرفت  
 ملتِ دیرینہ را مژدہ پیشینہ را  
 از صدف آمد برون دانہ دُرِ تیم  
 کشور بے ضبط را ضابطہ آمد پدید  
 آنکہ ہمہ عالم است بارِ مسال از او  
 از نفسِ آتشیں سوخت تر و خشک را  
 بادہ کہ بدستکف در خیمِ پیرِ نال  
 تا بدہد خلق را شربتِ آبِ حیات  
 بار و گردِ بدل قاعدہ آسمان  
 رعد بباگِ لبِ گف گفت کہ اے میکاں  
 یا ربوقتِ سحر با رخ تاباں رسید  
 کا کل پچاںِ وست سلسلہ جنباں رسید  
 وز طرف جو ببارِ فرخِ زماں رسید  
 ناقہ توحید را طرفہ حدیثی ال رسید  
 رحمتِ پروردگار صورتِ انساں رسید  
 از قرشی زاوہ حجت و برہاں رسید  
 بہر خرید ایش خلقِ شتا باں رسید  
 وادی بے زرع را حادث و ہقار رسید  
 خود صفتِ بیکای بے مرساں رسید  
 شعلہ کہ سرزد و طور تا کہ فاراں رسید  
 بعد چہل سالِ نوجوش بہ مستاں رسید  
 ساتی موئیۂ پوشنِ زوہ داماں رسید  
 نوبتِ شاہاں گزشت و در شاہاں رسید  
 باوہ فراوانِ رخِ دیدار فراوان رسید

۴۸  
جام در آمد بدور بزم طلب کرد شمع  
محمی دل داده را منصب جان سید  
نعت

( ۷۷ )

بقایے کہ نہ بودش و ال و ال آورد	طبیعی لہن ناتواں تو ال آورد
مرابوسے بدینہ کشاں کشاں آورد	چہ جذب بود ندانم کہ اندریں پیری
بقلب احت و تسکین جہاں جہاں آورد	ز سینہ خار غم و درد ذرہ ذرہ بچید
بیاد عهد رسالت زماں زماں آورد	قیام مسجد و منبر مقام و عطر و نماز
بہ پیش چشم تصور یگانہ یگانہ آورد	شمال شہ دین و خصایل یار ال
ز ہر صاحب نام و نشان نشاں آورد	کشید و ہمہ تصویر بزم گاہ رسول
بجہر تم کہ چہ سال یک جہاں جواں آورد	عجز ملت صد سالہ را، ز لختاوار
نہ رنج رنج نہ مار از یاں زیاں آورد	بدست تاسر جبل المتین ایماں بود
ز باں کشاں ز باں بیاں بیاں آورد	دیج خواجہ کجاسن کجا و لے چکھم

یہ اہل ذوق ز باغ محمدی محوی  
بار مغال گل و ریحاں جنال آورد

( ۷۸ )

نست باخیر سر و کار خدا میداند	خلق یکنگی و یک سوئی میداند
کس نہ است کہ اور رسم فامیداند	آں چناں کرد و فایا کہ در بزم جہاں
زانکہ ایں ہمہ از دوست بیامیداند	دل از ہمہ ہر چہ ترسد ہمدم

ستم نیست که آن شوخ با غمز و گلا  
میکند جور و جفا هر دو فاسد اند  
لذت در دلد چاشنی سوز و گداز  
محوئی خسته ز الطاف شما میداند

( ۷۹ )

هر که بیار مبتلاست میل جهان نمی کند  
ایں همه شورش جهان هست از آن که نفس را  
شکوه ز غیر نادوست آنکه بحق عاشق  
عاشق خوشی ابد به رب بزم بے خطر  
من همه حیرتم که تو خوابت چای کنی  
کشته چشم نیم خواب خواب گے آن نمیکند  
ریح حرم نمی کشد فکرت جان نمیکند  
هر چه نزد دوست میرسد صبر بر آن نمیکند  
آنچه تو جان کنی دشمن جان نمیکند  
واقف رنر عاشقی را از عیال نمیکند  
گفته محوئی خریں مطرب بخش فوجان  
زاد خشک بنگرم گریه چه سال نمیکند

( ۸۰ )

گر خواجہ را به نعمت و ناز آفریده اند  
منشائے فرق بندگی و خواجگی پیرس  
دل میروز دست دنیا بدست کس  
که میشود گمان غضب که یقین لطف  
صد کعبه کرده اند بن و حریم دل  
مشکن دلم که کار کنان این طلسم را  
هم بنده را به عجز و نیاز آفریده اند  
ز آنها که این نشیب و فراز آفریده اند  
ایں زلف را چه دست و راز آفریده اند  
چشم ترا چه شعبده باز آفریده اند  
یک کعبه که بکای حجاز آفریده اند  
باصد نزار حکمت و راز آفریده اند  
صد بار سوزیده و باز آفریده اند  
مار ابلان شمع درین بزم دیدرگاه



ہوا نہ ام کہ بہر فدا کردہ اند خستی  
ششم کہ بہر سوز و گداز آفریدہ اند  
دل شکستہ تر از ہیبائے عاشقان  
ایں نغمہ خیز ز چہ ساز آفریدہ اند

محمی بوصفِ خواجہ مانکتہ پنج باش  
کوہ را بخلق نکتہ نواز آفریدہ اند

( ۸۱ )

عہد پرست محبت بکسے باید کرد  
برف و باد است تلاشِ قیسے باید کرد  
غمی برد تا در مقصود ہیں جادہ عشق  
پریش رہ نہ در اینجاز کسے باید کرد  
دل اگر مرد ز بیچارگی و سرخ فراق  
چارہ کار ز عیسیٰ نفسے باید کرد  
تا بجے بستہ زنجیر جفا با بون  
فکر گرد آوری داد رے باید کرد  
ہوس وصل ہو نیست مگر عاشق را  
تا دم زیت ہوائے ہوسے باید کرد  
رہزنِ مرگ بہم برزدہ صد قافلہ را  
پیش از دادنِ دل رکشاں بے پردا  
ناله صد بار برنگِ جرمے باید کرد  
فکر یک لحظہ تا دل نفسے باید کرد

محمی شیوانو با زبد است افتاد

چارہ رشتہ و فکر قفسے باید کرد

( ۸۲ )

جمال یار اگر جلوہ بے حجاب کند  
ہزار چہرہ ز خونناپ ل خضاب کند  
رسید عشق بمیدانِ دل گسہ غماں  
گجو بصر کہ او پائے در رکاب کند  
چہ حاجت است جہاں لا بہر عالم تاب  
فروعِ حُسن تو تا کارِ آفتاب کند  
ز زائرانِ غم تست سینہ ام آباد  
روا مدار کسے این حرم خواب کند

شہید طرفہ اداے شوم کہ گاہ غضب  
نظر بہ بند و سرچید و خطاب کند  
بہ ترکِ عشق تو عزمِ بیاںِ نداشت  
کہ مستی سے شود و تو باز شراب کند

صدابکن بدرد دوست بخیر محوی  
چہ لازم است کہ بر ہر گد احتساب کند

(۸۳)

یاد آں ماں کہ دوست نہ ماسر گر انہود  
پابند آرزوئے دل دشمنان نہود  
مارا زمانہ یا کہ دل شاد ماں نداد  
یا خود دریں زمانہ دل شاد ماں نہود  
آں رشک گل بسیرچین آد آں ماں  
بہر نثار گل بخت باغچاں نہود  
ماسر بیائے دست در آں ہم نہادہ ایم  
زیر قدم زمین و بس آسماں نہود  
چوں دور رفتہ رفتہ ہائشنگاں رسید  
دیدند بادہ در خم پر مغال نہود  
گر قیس عشق باخت بکتب شکفت نیست  
در عہد او مثل محبت گراں نہود

صدحیف محویا کہ بریدی دوستے

نامہر باں نہود اگر مہر باں نہود

(۸۴)

چشم کے مشق شاخشاہ نکود  
غمرہ کے کار تا زیانہ نکود  
تیر مٹرگاں خطا نشانہ نکود  
تیر مٹرگاں خطا نشانہ نکود  
از صبوچی مرا چہ چشم نشاط  
چوں کفافم سے شبانہ نکود  
کرد چشم فسونگر ساقی  
آنچہ جام سے منانہ نکود  
منکر وجد بود و اعطی شہر  
مطرب آغاز تا ترانہ نکود  
بازمانہ وفا نباید کرد  
چوں وفا باکے زمانہ نکود

طول دادم حکایت دل را باورش دوست جز فغان نکود  
 سر پایش نهاد هم محوی  
 آنکه در عمر خود دو گانه نکود

( ۸۵ )

چشم بے کرشمه حسن جمال دید  
 خود رفت سوائے نزل جان حرم دل  
 شکل ترا گویا بھاسا بے مثال دید  
 بهر زیارت آمد بس جوں محال دید  
 هر آنچه شیخ بعد بے قیل و قال دید  
 بیچاره صبح بجز نہ ستام وصال دید  
 هر قصه که دید بحد کمال دید  
 کونین را کرشمه خواب و خیال دید  
 یاد آدم ز ابروئے جانا چو شام عید

محوی ہیں بس است گیت خواجہ دربار  
 بابت گان نشسته به صفت نعال دید

( ۸۶ )

یار را با خویش دل یار محبت کرد  
 گرد دل دیوانه زنجیر محبت شکست  
 بعد زان ہم شکوه غیار محبت کرد  
 طوق اواز طره طرار محبت کرد  
 چاره آتش از گرمی زخار محبت کرد  
 از لگا بے شیخ را سرشار محبت کرد  
 آنچه چاره نیست ان لاچار محبت کرد  
 گردلم از سرد مہری ہائے تو افسردہ بود  
 در حقستان چہیت تانہ یکشاید ز با  
 چارہ گر گزیر ز ما و عشق از غم چارہ نیست

ابتدائے عشق کردی شیخ در پیمانِ عمر  
ابتدائے زندگی زین کارِ محبت کرد  
محو یا اگر طبع او مشکل پسند افتاده بود  
کار را بر نوشتن و شوارِ محبت کرد

(۸۷)

بالِ فصولِ سادتِ هر کس منحنی دارد  
زلفِ تو هزاران دل در هر شکلی دارد  
گر کوی تو یاد آمد مارا چه عجیب است  
هر غمخواره غریبِ یاد و وطنی دارد  
آه ای سحرِ حالِ بونے ز شمعِ آرد  
داغ است بهارِ دلِ رنگ چمنی دارد  
تنه‌ای درین عالم نیست به ناله و دست  
هر کوه یکساف نه از کوهی دارد

بجز روزِ طلال او بجز اربحال او  
محو ی بخیال کس خوش نخبی دارد

(۸۸)

بکوی دست که برین رخسار بخشند  
فقال کشم که مراد رویی دو بخشند  
من از نظاره تیرنگِ دل نیم فارغ  
بهجم نظارتِ جامِ جهانِ نا بخشند  
به کس میری خود غم مخور تراے خار  
هزار راهِ روانِ برهنه پا بخشند  
ز حسنِ دیکشِ یوسف چو برکشند نقاب  
متاعِ صبرِ زینجا به رونم بخشند  
بغیر نسبتِ وصل تو نیستم قانع  
دهند نقدِ دو عالم که کمی بخشند  
یکه بخشن آید دگر به ناله زدن  
مذاقِ درو به هر یک جدا جدا بخشند  
بیار صدق که اندر حرمِ بخشایش  
قصائے عمری مستانِ بیکان بخشند  
برو که جرمِ جوانانِ رند مشرب را  
بسوزیمنه پیرانِ پارس بخشند

کشید عاشق بیچارہ گرد و نالہ چہ پاک  
 ہوائے نغمہ بہ مرغان خوشنوا بخشد  
 بجز خرابی و رندی چہ زایدے محوی  
 یہ کشوریکہ ترا منصب قضا بخشد

(۸۹)

یہ ہر کہ خستہ دلاں و لبِ صفا بخشد  
 فضائے میکہ را میکشائ ز حسنِ سلوک  
 مذاقِ درو و دلِ درو آشنا بخشد  
 فسونِ داد و دہش پر دہ پوشِ حدِ حیات  
 جمالِ کعبہ حسنِ کلیہ یا بخشد  
 ہزار جرمِ کرمیاں بیک عطا بخشد  
 شرابِ ناب ز مخناہ سخی بخشد  
 بیابناک شہیدانِ این فاکشائ  
 برسم نعلِ بہا حقِ خوں بہا بخشد  
 ازین دو سببِ ندانم مرا چہا بخشد  
 نعیم لذتِ دیدار یا جیمِ فراق  
 کشید محوی بیچارہ گرد و نالہ چہ پاک

ہوائے نغمہ بہ مرغان خوشنوا بخشد

(۹۰)

عمرے بکوحہ و دشتِ بیاباد ویدہ اند  
 آگندہ است گوشِ نوا سنج عاشقان  
 آلِ رہرواں تا میرِ نزلِ سیدہ اند  
 از نغمہ کہ ز آلِ لب شیریں شنیدہ اند  
 شاید ہنوز تلخیِ آلِ ناچشیدہ اند  
 پائے کشل شدہ است باماں کشیدہ اند  
 فرقتے میانِ ہر دو ندانم چہ دیدہ اند  
 بوسے عزیزِ مصریہ کنعاں شنیدہ اند  
 در جستجوے قبرِ بہشتِ خمیدہ اند  
 چوں کار بندگیست چہ مسجد چہ بستکہ  
 آناکھ بستہ اند نظر از جمالِ غیر  
 نامہ یہ بختہ کاری پیرانِ تیز ہوش

آہستہ شور شرکہ این خشتگان خاک  
 عمرے تب کشیدہ مے آرمیدہ اند  
 مشکن دل نہر در محوی کہ این طلسم  
 صنعت گراں صفت خاص آفریدہ اند

( ۹۱ )

چشم تنہا نہ مستِ خواب رسید  
 عشوہ و غمرہ در رکاب رسید  
 آنکہ میگردیم ز خویش حجاب  
 دوش در بزم بے حجاب رسید  
 او بر آمد بام و عالم را  
 بر لب بام آفتاب رسید  
 روز محشر شهید ناز و ادا  
 سرخرو در صفِ حساب رسید  
 زندہ شد جانِ عشق در پیری  
 شیب در صورتِ شباب رسید  
 در رہِ عشق می توان ز ابد  
 از خطا بر رہِ صواب رسید  
 آنکہ برداشت بارِ عالم را  
 ظالم و جاہلش خطاب رسید  
 منزلِ قیس را بیا را بُد  
 محوی خانماں خراب رسید

( ۹۲ )

صوتِ ہزار شدہ صبح بہار داد  
 صبح بہار نہجتِ انفاسِ یار داد  
 بیدار شد نہ سبزہ خوابیدہ در چمن  
 بلبل ہزار با نگ ز ہر شاخسار داد  
 را از یکہ گفت بلبل شیدا بگوشِ گل  
 ہر چار سو برید ، صبا آتش ار داد  
 زان یار شوخ چشم چو اری امید و حل  
 کو بہر یکِ نظارہ ہزار انتظار داد  
 لغزید ہر کجا قدم دوستِ ادوست  
 بہت قوی مرا قدم استوار داد

شادی و غصہ رحمت و غم مرگ زندگی  
 ہر آنچہ داد و دوست بامستعار داد  
 محوی دگر ز ساقی مہوش چہ آرزوست  
 باتو بچے نشست دے خوشگوار داد

(۹۳)

چوں نظر پیش تو خوبانِ خود آرا آیند  
 شوقِ عشاق بید تو تماشا دارد  
 طالبانِ راجہ تو کمارست نہ با کعبہ دیر  
 جلوہ مفت است گر بہر تماشا شرط آ  
 گور ہر چہ کہ گنجایش عالم دارد  
 رسمِ این خانہ ہمیں است کہ تہا آئند  
 زنگارِ عیش چہ دیدند بدینا محوی  
 کہ بے عیش دگر بارہ بدینا آئند

نعت

مژدہ مقدم آل جانِ جہاں آوردند (۹۴)  
 عالمِ اندر ز جہاں ز سر پر دہ غیب  
 بحر تقدیس بچش آمد و امواجِ جلا  
 بحرِ انیت کہ این خاک نشینانِ عرب  
 عالمِ پیر بایں پیری عظمت نہ شنید  
 صبحِ نسرہ دلاں بہ نہاں خانہ عشق  
 شبِ وقیعہ و آئینِ کیاں برہم زد  
 در تین مردہ مار و روحِ رواں آوردند  
 بہر نظارہ صاحبِ نظر اں آوردند  
 در یکہ اندہ وحدتِ بکراں آوردند  
 از کجا خواجہ بایں عظمت و شان آوردند  
 آلِ خبر با کہ از آلِ طہ فہمِ جواں آوردند  
 پیر بُردند و بنیکِ جامِ جواں آوردند  
 آلِ رہ و رسم کہ این ناکہ کشاں آوردند

تاجِ جلالِ جنسِ گرانمایہ بخسرا آرد  
ہم بریں قاعدہ بعد از دگر ایں آوردند  
ہر چہ در روزِ نازل گنجِ امانت آرد  
ایں ایناں بہ ہماں چہرہ نشان آوردند

میکشد محوی ما ز مرئوسِ علی  
غالباً نام محمد بزبان آوردند

(۹۵)

لذتِ وصل تو یار بہ بیار آوردند  
خیلِ حسرتِ دکان را بہ فعال آوردند  
صُحبتِ بکشتِ آشفته دلائل کشید  
قصہ زلف تو شاید بمیاں آوردند  
یاد دادند بہ ہجر ایں زبائے کسے  
در شبِ تار ز خورشیدِ نشان آوردند  
ہر روز زان تو امروز زباز ارجمال  
عقلِ دینِ ادہ دو چشمِ نگاہ آوردند  
ہستی و نیستی ماسفر گوتہ بود  
کہ از ایں اہ بہ بُردند ز آل آوردند  
عیشِ میخواستم و مرگِ مُسلک کردند  
بادِ محیِ حُستم و ایں طُلُک آوردند

کاش با محیِ طلبِ محوی افسر نہند

ز آلِ مے تند کہ از پیرِ میخان آوردند

(۹۶)

گویند کہ در ویش چنید و چنانند  
واللہ کہ بیچارہ نہ آیند و نہ آنند  
دارستہ چند اند کہ دیوانہ عشقند  
رگِ شستہ چند اند کہ ولدِ ادہ جانند

مع سرمد ارجہ کینہ باشی در دیشوں کے بڑے متفق تھے لیکن مجھ سے فرمایا کہ انکے متعلق آپ کا کیا خیال ہے یہ مانے اپنا  
راے تفصیل عرض کی بہت نہ فرمائی و ارشاد فرمایا کہ اگر اس نظر کو دیکھ تو نہ حجت کی یاد کا رہے گی۔



ہر سو کٹشاید نظر بہر تماشا  
 در پیچ و خم عشق بودائے وصل  
 ہر لکھڑو انند، عجب راہرواخذ  
 آں باد شہانند کہ بے تاج و سریرند  
 آں نامور انند کہ بے نام و نشانند  
 در وجد سرافراز تر از مرد جوانند  
 کردند دفنوند، فرمیںد و گمانند  
 دارائے زمیند و خداوند زمانند  
 کایں سوختہ جانان چہیں نہ چنانند  
 نے طالب جانند نہ جو یائے جانند  
 محکوم قوانین قد رچوں گرانند  
 دایم زرہ ہر سہر بجاش بگوانند

دیکھ کہ چو محوی بزند لافِ حقیقت  
 بر دعوی بیہودہ او خند زمانند

( ۹۷ )

در رہ عشق نہ از گبر و مسلمان پُرسند  
 چشم بندند و در جلوہ گری بختایند  
 ہمہ از چشم ترو سینہ سوزاں پُرسند  
 رخ پوشند ز خالِ خدا جاننا پُرسند  
 داغ برداغ دہند دلِ شاواں پُرسند  
 چارہ آبلہ از خار مُنیلاں پُرسند  
 نہ بر سلسلہ جویند نہ پایاں پُرسند  
 رہزنانِ حرم دوست بسر گرمی شوق  
 عاشقانِ سلسلہ حال بگردن آردند

جب توشیوہار باب بصیر باشد      ذرہ بنیند وز خورشید رخسار پُرسند  
 ناتو در ماندہ کردہ و در بیابان پُرش      چارہ کار زیاران جلی خوال پُرسند  
 عمر آخر شود و حرف بیابان زسد  
 قصہ شوق گراز محوی حیران پُرسند

(۹۸)

چو نخل غمت در بر جان نشیند      خزاں خیزد از جا بہاراں نشیند  
 خیال تو با صد ہزاراں تجمل      بہ تخت دلم چوں سلیمان نشیند  
 چہ شبہا نشتم بسیر جہالت      چو زنگی کہ در ماہ حیران نشیند  
 جلائے ندامی کھفائے نکروی      چہ عکس در آئینہ جاں نشیند  
 بیارائے بزم محبت کہ آں جا      گدائے بہ پلوئے سلطان نشیند  
 برانگیختہ از پائے آوارہ گروی      کہ بر روی گردون گرواں نشیند  
 مکن از دلم محو نقش محبت      نہ این نقش بر لوح آساں نشیند  
 مکش دامن خود ز خور ز عاشق      ز خوش نہ داغے بد اماں نشیند  
 چہ سوز دل از چشم گریا نشانی      نہ این آتش از آب باران نشیند  
 رسد پلہ اش تا بچرخ چہارم      اگر با تو عیسیٰ ہمیزاں نشیند

منم آں گدائے زباں بستہ محوی  
 کہ در رہ گزار کریمیاں نشیند

(۹۹)

بہار آمد و خوش آمد و صفا آورد      نسیم بوئے گل آورد و جانفسرا آورد

بدستہ گل و نسروں دسترن بازم  
فدائے زلف درازے شمع کہ بیچ خوش  
اگر نہ درتہ آں کیف چشم ساقی بود  
دل شکستہ مخور غم ز کار بستہ کیا  
حدیث شیخ نشد دل نشین اہل صفا  
شکست کشتی ما بار بار ہا ولے ہر بار  
کہ یا و صحبت یاران با صفا آورد  
بلا بجان جوانان پارسا آورد  
شراب ایں ہمہ کیفیت از کجا آورد  
دل کشادہ و دست گرہ کشا آورد  
اگرچہ نام تو بیچارہ جا بجا آورد  
بروں زور طہ ہماں یا یہ آشنا آورد

بسادہ لوحی محوی نگہ کہ آں نادا

شکایتی کہ ز ماداشت ہم بیا آورد

(۱۰۰)

ساقی بہ زرم ناز چو گرم خطاب شد  
جاہتا بوجہ آمد و تن ہا بہ اتہزاز  
بے لحن بود و نغمہ و بے صوت بود حرف  
قال بلا ز دند رموز آگہان عشق  
بیدار باش سحری تو باز است دیدہ  
منگر چشم کم کہ بہیں ترہ ہائے خاک  
تپائے دوست محوی کیں بید سر  
دیمید بزمہ و بلوی بہار می آید  
الفاظ جاہا شد و معنی شراب شد  
دلہا بشوق سوخت جگر ہا کباب شد  
ایں طرفہ تر کہ گوش زد شیخ و شباب شد  
از شورش بے کہ بیا در جواب شد  
کاں یک نفس نہ خفت نہ مرخصیاب شد  
چوں گرد آمد ندیم آفتاب شد  
از سجدہ سر برآرد و عاستجاب شد

بہار آمد و کے آں نگار می آید

عہ احمد یار جنگ مرحوم فانی حضرت اماد علی شاہ صاحب علوی کے مرید تھے۔ شاہ صفا موصوف کے یادگار  
مشاعرہ میں مجھے باصرہ لے گئے۔ وہاں میں نے یہ غزل پڑھی تھی۔

کجاست یارِ دل آرائے ماکہ بے رخ او  
 ہر آنکہ زو بصف عاشقانِ برہم زد  
 چہ مشکل است گرفتنِ ربابہ بند کرم  
 محبت است کہ زہرا پتلخی عیشم  
 ز ترش و تلخ چہ پری بکام ماثیرا  
 بہ آیدہ سخن میرود ز عارضِ یار  
 بجان پاک شہیدانِ عشق چوں علوی

عبت ز روز شمار است مخفی را  
 چو او غریب کجا در شمار می آید

(۱۰۱)

شاہِ روح مجرد از عدم سر بر نزد  
 تشنہ آبِ جالت چوں شہید کربلا  
 کس ز بزمِ روح فریادِ جہاں خوش وقت  
 از خمِ ابروئے تو دلِ تاصیفِ ترکانِ رفت  
 یا رچہ این سالِ فرمانِ ادبِ سلیم دل  
 ناخداے عقلِ ابرو دالِ چنارِ داپِ عشق  
 دستِ پایِ صدفِ زرد پوشیدہ صوفِ بے صفا  
 تالابِ معجزِ نایت دم بریں چہ بر نزد  
 داد و جال از تشنگی و خیمہ بر کوثر نزد  
 از مئے دیرینہ عشق تو تا ساغر نزد  
 از کماندارانِ بجالِ سیدِ برشکر نزد  
 سکہ تسکینِ گریہ خاطر مضطر نزد  
 دستِ پائے ہم دریں ریائے پناہ نزد  
 طالبِ بے کو دستِ دروہانِ پیغمبر نزد

آفرین بہت مردانہ مجموعی کہ او  
 بردِ لکھنؤ ساکن شد و دیگر نزد

(۱۰۲)

دو دی کشانِ عشقِ باغِ چیده اند      صافی دِلانِ رآبِ کدرِ چیده اند  
 بزمِ شور و شینِ عالمِ دُجرِ تخیلِ حق      شیدا ییانِ فتنه محشرِ چه دیده اند  
 از وسعتِ لطافتِ آنِ بجزِ بیکرِ آل      این تشنگانِ چشمه کوثرِ چه دیده اند  
 یک گهر است آنِ صدفِ دو جهانِ پر      پس فرق در میانِ دو گوهرِ چه دیده اند  
 این تازه دارد آنِ لبِ طعنم کده      ناز و کرشمه بست کافرِ چه دیده اند

حجومی بگو که جز دل افتادگان چند  
 خوبان به پیچِ کاکلِ خود سر چیده اند

(۱۰۳)

دیده و دل مضطرب باز بر آید      این بهلقائے کرفت و آن بهوائے کشد  
 چشمِ فصولِ در فصولِ اد و فائے کداد      زلفِ گره در گره عقد کشلے کشد  
 کیست که آن بعد برگزیده جاوید اند      جز بختی عاشقانِ رود و وائے کشد  
 بهت گمانی که من نیز دلی دشتم      همیچ ندانم که آن نذر جفائے کشد  
 کعبه باین معدلت بهر مساوی داد      رهنِ دین که بود راه نملے کشد

حجومی عزت نشینِ میلِ جلالِ کداشت  
 آمد و در هیکه مستِ دوائے کشد

(۱۰۴)

آنانکه در طوافِ درخائے تواند      مشتاقِ دید جلوه جانا ن்தواند  
 پیرانِ پارسا و جوانانِ پاکباز      دل دادگانِ عشوه ترکانه تواند

سرگشتگانِ خلعت و آوارگانِ عشق  
 هر سو که بگریم رُخ تست جلوه گم  
 زردی کُشانِ گوشه میخانه تواند  
 تو شیخ مجتلی هم پر دانه تواند  
 از عاقلان که داله و دیوانه تواند  
 چوں سر نهاده بر خط پیمانه تواند  
 محوی زبانِ بلند ز افسانه های عشق  
 یارال تمام گوشش به آفانه تواند

(۱۰۵)

## نعت

برخ کشید نقاب و در حجاب نشد  
 کشید باد و توحید و در خمار زفت  
 زفت یک قدم از راه بیگماں برسد  
 نمود بذل به احباب مزد و اجر نخواست  
 نخواست حرف کتاب و دور میاں آورد  
 مباحث غمزه ایدل که من نمیدانم  
 بے آسیت چو زندانِ مست ابر بهار  
 بحال قطره که گوهر شد و شراب نشد  
 برائے دولت دیدار محوی مسکین

هزار بار دعا کرد و مستجاب نشد

(۱۰۶)

آمد صبا و مژده فضل خدا رسید  
 در باغ دین بهار رُخ مُصطفی رسید

پس غنچہ با بگلشن آزادگی شکفت  
 آمد کریم و قسمت ہر بے نوا رسید  
 آنجا کہ تیر منطق اہل خرد ز رفت  
 یارب چہ صبر بود کہ جز مر جا شکفت  
 یک در دل ز رفت کہ آمد دگر بجائے  
 از درد تنگ دل شد دشکوہ بخود  
 نہبود سہمی و کبہ دیں استوار خست  
 مقصود خاکیان شد و سجد و قدسیا  
 بس گلبن فرہ بہ نشو و نما رسید  
 آمد کریم و قسمت ہر بے نوا رسید  
 آنجا کہ ننگ ناطقہ اش بے خطا رسید  
 در راہ حق اگر چہ بلا بر بلا رسید  
 یک زخم بہ نشد کہ دگر از قفا رسید  
 ہر زخم دل زد دوست گرو دل کشا رسید  
 احرام بست و تا حرم کبریا رسید  
 یک مشت خاک میں ز کجا تا کجا رسید

آنجا کہ دیگر ال بریاخت نمی رند  
 صحوئی ز مدح خواجہ ہر دو سر رسید

(۱۰۷)

دماغ آشفۃ، جاں بیتاب، دل دیوانہ خواہد شد  
 صبا گر پردہ بردار رخ جانانہ خواہد شد  
 نگاہ ناز او گرایں چنین مستانہ خواہد شد  
 سرم آشفۃ خواہد گشت دل دیوانہ خواہد شد  
 حدیث زہد و تقویٰ، دعویٰ صبر و شکیبائی  
 بیک افسون دل آویز افسانہ خواہد شد  
 سرداب دل افسردہ، تے ترسم کہ میدم  
 کہ از یک جلوہ مہر تو آنجا خواہد شد

پے مہمانِ عشق او کمن فکرے کہیں جہاں  
 بہر منزل کہ خواہد رفت صاحب خانہ خواہد  
 کہ میدانست روز ازل کایں پس کر خاکی  
 روان و روح این جنت نہا کاشانہ خواہد  
 طریق منزل عشق تو خواہد کرد طے سالک  
 اگر زاد رہ او بہت مردانہ خواہد شد  
 بیاد چشم میگوشت سر شک دیدہ گریالی  
 نشد گر قطرہ محی گوہر یکدانه خواہد  
 نخواہد شد جد از تو دل بیچارہ محوی  
 بہر محفل کہ باشی شمع او پروانہ خواہد

(۱۰۸)

رو تو ازل کہ قرعہ فال بلا زدند  
 این قرعہ را بنام من مقلان زدند  
 پیدا شد کنارہ دریائے معرفت  
 بیجا شناوران خورد دست پا زدند  
 در بنوم غیر تا نخواست عشق فاش  
 مہر سحوت بر لب ہر اشنا زدند  
 از آب بدہ چشمہ رحمت پدید گشت  
 سرگشتگان عشق تو سر ہر کجا زدند  
 محروم رفت محوی سکین ز کوی تو  
 بیچارہ راز برد دولت صلا زدند

(۱۰۹)

کس ز بلار ناشد تا بغم آشنا شد  
 حیف دل ستمزدہ خوگر این دولت



کشته ترک زایش، خسته بے نیازیش  
 با همه دل خراشش دست کشتن از دعایش  
 طالب حق ملک خواست، یاورش فلک  
 جانیکه ملک خواست طالب ماسواش  
 چشم ز خلق بسته ایم، پائے طلب بسته ایم  
 مال بدر نه شسته ایم عمر گزشت و نماند  
 با همه جهد و جستجو خانه بجان، کوی کو  
 کام دل پر از زو خبش ار رواند

بند نه این آل کند خلق حبش کال کند  
 حقوبی ما چه مال کند کار که از خدا نشد

(۱۱۰)

دصال یار نواز و خرق یار کشد  
 هم آل نگار و بد جان هم آن نگار کشد  
 من آل مسافر لب تشنه ام که کید عدو  
 برد بد جلد و لب تشنه بر کنار کشد  
 مداد چشم مروت ز دور گیتی  
 چو تو هزار برآید چو تو هزار کشد

مکن تامل بیجا بکشتن حوی  
 تو اش اگر نه کشی دور و زنگار کشد

(۱۱۱)

بسیار وید شادی دل شادماند  
 این شاخ هم بوس گل گلفشان نشد  
 میخواستیم که داود هد آسمان نداد  
 میخواستیم که داود هد آسمان نداد  
 بنحیدر صد فغانه جبر و زنا، خلق  
 نادان علم زد و دست گردید گمان نشد  
 همیشه که ز غلغله هم روزان شود  
 نادان علم زد و دست گردید گمان نشد  
 گفتیم بدل، رهن کنه خفته رابعه  
 راضی باین معامله پر مغال نشد  
 حوی ز بارگاه و توپان می کشید سر  
 غ سرش ز سجد این آستان نشد

(۱۱۲)

گر چو تو شاہد سے دگر باشد	بجہاں زبور و تور و شر باشد
طالب ار صاحب نظر باشد	رو نماید ز ہر طرف مطلوب
بندہ را بندگی ہنر باشد	بہر آزادہ بندگی عار است
آہ ز آہی کہ بے اثر باشد	حیف از نالہ کاں رسانہ بود
شب ہجرال کہ بے بحر باشد	خود بگو چوں بسر برد عاشق
دامن از آب دیدہ تر باشد	شاد نام از آں گنہ کہ مرا
حسن شاید کہ جلوہ گر باشد	عشق باید کہ ہم نہ بند و چشم
تھد رہ از کافری تر باشد	ایں سیہ کاری و مسلمان

از غم عشق سرکش محوی  
سہر بے عشق درد سہر باشد

(۱۱۳)

دیدہ حیرت زدہ محو تماشائے تو بود	شب لم جلوہ گر حسن دل آرائے تو بود
چشم لبریز ز سرخوش تمنائے تو بود	دل سرا سر مو حسن بادہ دیدار تو داشت
دل کہ بر ہم زدہ زلف چلیپائے تو بود	صید و حشت شدہ در ام محبت افتد
مستی ماہمہ از زنگر شہ ہلائے تو بود	عقل ماہر ہمے پھنبل پیاچان داشت
ایں ہمال ست کہ یک غم بٹوائے تو بود	سہر سودا زدہ را چوں نہ گرامی دارم
تارواں بود بہ تن خوش و غوغائے تو بود	آمد در رفت نفس جنبش دل گر دشخون
چول نقیص گشت کہ آں جور بہ یائے تو بود	ز محنت جور و رقیباں ہمہ احت گروید

کعبہ از چو بر دل زفت و کلیسا ز خیال      سالها سجدہ گہم نقش کف پائے تو بود  
 و آتش چشم من از نشہ جاست ہمہ عمر      کیف چشم تو مگر شال صبا پائے تو بود  
 فرصت شکوہ بی ہری اغیار نیافت  
 محوی خستہ کہ مشغول عالم تو بود

(۱۱۴)

حسن زباں روز کہ خسار تو افروختہ بود      باعث گرئی ل یک نفس سوختہ بود  
 نظر لطف بخودی و نہ دیدی آشد      دہن زخم کہ تار نظرت وختہ بود  
 این ہمہ دکشی و دبیری دلدار می      چشم بد و بر چشم تو کہ آموختہ بود ؟  
 نافہ خوشت چو زلفت لبے وادب باد      آنچه در عمر غزال ختن اند وختہ بود  
 بیکے گردش چشم تو ہمہ وقت زیاد  
 ورنہ محوی چہ ہنر ما کہ نیا موختہ بود

(۱۱۵)

دانی عشق مرد چہ آزار می کشد      از بہر یار منت اغیار می کشد  
 آثار حزن و ماتم آزادگی حیانت      از ہر نو اک مرغ گرفتار می کشد  
 زین پیش لطف یار مرا می گرفت دست      اکنون چہ شد کہ دست از این کار می کشد  
 چند آنکہ التفات تو کم میکنی بنواز      دل ساغر و فائے تو بسیار می کشد  
 ز انکار یار رنجہ شود دل خریں کن      انکار ز فتنہ رفتہ با قہار می کشد  
 اکنون ز سرگرافی عشقت چہ سر کشم      عمرے گزشت و شش من این بار می کشد  
 می آور و حدیث نو از زنگ بوسے دست      ہر گل کہ سرزد من گلزار می کشد

بیچارہ آدمی کہ پے رخت و روز  
یک چوب خشک در خور را شگری بکشت  
صد گونہ جور چرخ بستم گار می کشد  
نہ نغمہ آئے تر ز لب یار می کشد  
خواہد کہ سوز درد بر آرد ز ساز دل  
محمی کہ زخمہ بر سر ہر تار می کشد

(۱۱۶)

آنانکہ تماشائی زلف و رخ یار اند  
آزادہ و آلودہ چو سرواند دریں باغ  
فارع ز کبہ کش لیل و نہار اند  
نہ وقف خزانہ دوز و نہ در بند بہار اند  
لیکن ہمہ شیر آغلن و شہباز شکار اند  
در راہ روی تیر تر از شاہ سوار اند  
پا از خطا این ایرہ بیرون نکھار اند  
وز قاصت بالائے کسے بر سر دار اند  
ایں راہ رواں رہو ہر راہ گزار اند  
بگرفتہ گرجہ جہاں را بجنا راند  
چوں کوہ گراں سنگ بیکمین قار اند  
میشاق ازل بستہ بران قتل قرار اند  
آنانکہ جہاں را بجوئے ہم نشا راند  
گوی کہ ثریا بشب تیرہ و تار اند  
بر پا کن آوازہ تہ سنگ مرار اند  
یاران ہمہ بالغ نظر و پختہ عیار اند  
محمی چہ سہرانی سخن خام کہ اینجا

کعبہ از پند و نعت و کلیسا ز خیال      سالہا سجدہ گہم نقش کف پائے تو بود  
و انشد چشم من از نشہ جامت ہمہ عمر      کیف چشم تو گر شامل صبا پائے تو بود  
فرصت شکوہ بی ہری اختیار نیافت  
مجوی خستہ کہ مشغول مایا تو بود

(۱۱۴)

حسن زان روز کہ خسار تو افروختہ بود      باعث گر خجلی یک نفس سوختہ بود  
نظر لطف بخودی و نہ دیدی شد      دہن زخم کہ تار نظرت وختہ بود  
ایں ہمہ دیکشی و دلبری دلدار می      چشم بد و بد چشم تو کہ آموختہ بود  
نافہ خوں گشت چو زلفت بلبل و ادب باد      آنچه در عمر غزال ختن انداختہ بود  
بیکی گردش چشم تو ہمہ رفت زیاد  
ور نہ مجوی چہ ہنر تا کہ نیا موختہ بود

(۱۱۵)

دانی عشق مرد چہ آزار می کشد      از بہر یار منت اختیار می کشد  
آثار خزن و ماتم آزادگی عیانست      از ہر نو کہ مرغ گرفتار می کشد  
زین پیش لطف یار مرا می گرفت دست      اکنون چہ شد کہ دست از این کار می کشد  
چند انکہ التفات تو کم میکنی بناز      دل ساغر و فائے تو بسیار می کشد  
ز انکار یار رنجہ شو دل خریں کن      انکار ز رفتہ رفتہ با قدر می کشد  
اکنون ز سرگرافی عشقت چہ سر کشم      عمرے گزشت و شش من این بار می کشد  
می آدر حدیث تو از زنگ لبوئے دوست      ہر گل کہ سرزد این گلزار می کشد

بیچارہ آدمی کہ پے رخت و روز  
یک چوب خشک در خور آشگری سبک  
صد گونہ جو رچرخ بستم گامی کش  
نے نغمہ آئے تر ز لب یار می کش  
خواہد کہ سوز درد بر آرد ز ساز دل  
محمی کہ زخمہ بر سر ہر تار می کش

(۱۱۶)

آنانکہ تماشائی زلف رخ یار اند  
آزادہ و آلودہ چو سرواند دریں باغ  
فارغ ز کشتکشی لیل و نہار اند  
نہ وقف خزانہ و نہ در بند بہار اند  
لیکن ہمہ شیراغلن و شہباز شکار اند  
در راہ روی تیر تر از شاہ سولہ اند  
پا از خط این ایرہ بیرون نگرار اند  
وز قامت بالا ئے کسے بر سر دار اند  
ایں راہرواں رہرو ہر راہ گزار اند  
بگرفتہ مگر جملہ جہاں را بکار اند  
چوں کوہ گراں سنگ پیکلین قار اند  
میشاق ازل بستہ بران قتل قرار اند  
آنانکہ جہاں را بچوئے ہم نشمار اند  
گوی کہ ثریا بشب تیرہ و تار اند  
بر پا کن آوازہ تہ سنگ مرار اند  
یاران ہمہ بالغ نظر و پختہ عیار اند  
آنانکہ تماشائی زلف رخ یار اند  
آزادہ و آلودہ چو سرواند دریں باغ  
ہر چند ضعیف اند چو کنج شک بظاہر  
بانشک لبی ہستہ دلی، آبلہ پائی  
در و ایرہ عشق رواند چو پرکار  
از زلف چلیپائے کسی بستہ بزنجیر  
بستہ زرہ کہ برایشان شرہ دیر  
بنشستہ بکنج بکنار اند ز عالم  
بر بستہ بیاسلہ صبر و قناعت  
جز بر قدم دوست نیارند سہ عجز  
از جنت و گندم چہ زنی حرف بدواں  
ایں سوختہ جاناں پے یار اطلعت  
آوازہ توحید رسیدہ است بر افلاک  
محمی چہ ہرانی سخن خام کہ اینجا

میرود که زشت بر ما گاه زیبا میرود  
 برق میخندد بشادی ابر میگردید بغم  
 آنکه مشغول تماشا ہائے نیزنگ دل است  
 و رہا ز زندگی غافل سرو از خوشی  
 و ادنی عشق است ہم آغوش صحرای جو  
 میشود چوں نشتر جراح تنگین اسب  
 میرم من ہم بایں گشتگی تا کوئے دست  
 برہیں آئین دنیا کار دنیا میرود  
 میدمد گل در چمن خرمن بیغما میرود  
 او کجا از جائے خود بہر تماشا میرود  
 تا تو می آئی بخود وقت تماشا میرود  
 از ہیں دادی رہ آساں بصرایا میرود  
 در بیابان طلب خارے کہ در پامیرود  
 قطرہ آوارہ گر آخر بد ریامیرود

خیز خمی از شہیدانِ فاہمت طلب  
 ورنہ از دست تو دامان تو لا میرود

## نعت

بہارِ باغِ عالم احمد خجست رحمی آید  
 منال سے دل کہ عہدِ رہبر می شود  
 نمی انم کہ می آید بایں انداز دلدار  
 ہمہ تن گوش باشاے مرخواب غفلت  
 پر از لطافت رحمت میشود ہر گوشہ عالم  
 دے با خود نشیں قدرت حق تماشا کن  
 دل از کف ادہ حق میکشد آزار ہا شاید  
 صدائے خندہ گل از در گلزار می آید  
 بیال اے سجت وقت دولت دیدار می آید  
 کہ بانگ مرجیا از ہر در و دیوار می آید  
 کہ مرغ صبح خوان از در گفتار می آید  
 ز خاک خشک شیراب رحمت بار می آید  
 کو یار دین حق از زمرہ اغیار می آید  
 براہ عشق حق راحت بہر آزار می آید

نمی ماند بجز مخصوص آئین پرستاری      که را ز بندگی دُر کوچه و بازار می آید  
 نمی دانم که ساقی در حق و حد چه میریزد      که هر باد کُش از پیانه سرشار می آید  
 بنگهدار این دل مجروح عشقِ مُصلطه محوی  
 بهیچ مجروح دل و زنی ترا در کافری آید

(۱۱۹۳)

گر مرا شوق کم و صبر فراوان باشد      رخم بهر تو ام زیستن آساں باشد  
 دل افروزه نه تابد بجز از سوز و گداز      شمع بے آتش سوزاں نه فروزاں باشد  
 بے گل و عے تو هم هیچ تسلی ندهد      گرچه گلزار پر از مُسنبل و ریحان باشد  
 میل این کار حریفان بُبک سر نکنند      عاشقی شیوه مردان گراں جاں باشد  
 در دوخ و ضامن درمانست پس ز دور من      تو چه دانی که همی در دو تو در ماں باشد  
 از نشاء حرم کعبه میش ندمند      هر که آزرده دل از خار مغیلاں باشد  
 خون ماران توان اشک است شستن      داغ این مظلّم تا حشر بدماں باشد  
 حُسنِ خسارِ گل و رنگ و فائے بلبل      خواهم از آن تو این باشد و هم آں باشد  
 دیده خواهم نکند میل تماشا ئے دیگر      هر طرف رو ئے ترا بیند و حیراں باشد  
 کافر اُلف با ایغفر ندانم که چرا      بر در کعبه دل سلسله جنبان باشد  
 آینه خیر و سخن از دل نه نشیند و دل      فهم این نکته کند هر که بخند ادا باشد  
 نسبت خائن عسری از شو و کم چو ترا      گوشه چشم کرم سو ئے غریبان باشد  
 نه ماه را از دل آلوده رسد باج و دعا      باج آید ز کجا ملک چو ویراں باشد



## محمی خستہ بخواند غزل نازہ بر بزم گر دق در سخن از صاحب دل باشد

(۱۲۰)

کشتی عیش و گداز بارہ رو را خواهد شد  
گر برندان کرم پیر معال خواهد شد  
کار عیش منہ از کف اگر میدانی  
خاک تو دست زد کاسہ گراں خج اہد شد  
مایہ مہر و وفا این ہمہ ارزاں بفروش  
باش یک چند کہ این عنبر گراں خواهد شد  
چشم الطاف تو مانیز تمنا داریم  
تا کہ این عیش نصیب دگر اراں خج اہد شد  
دل در اندیشہ کہ چوں رنگ محبت یزد  
من دریں فکر کہ انجام چہ سان خج اہد شد  
گر پئے بوسہ مرا وزن عطا خواہی کرد  
استان حرمت اچہ زیباں خج اہد شد  
کار سر بستہ این عالم حیرت افزا  
کس نہ است چہ سالج و پدہ سان خج اہد شد

محمی پیرندانم کہ در آیام فراق  
حال غم بہ چہ تب و تھو اراں خج اہد شد

(۱۲۱)

جلوہ دوست کہ ناز ابدل ریش آید  
پادشاہیت کہ در خانہ درویش آید  
او چو مستانہ در آید بہ تماشا کہ ناز  
یکجاں نعرہ زناں بخج و بنجولش آید  
تیز تر گام زن اے راہر و منزل شوق  
گر ترا سر حلا پائے شکن پیش آید

یہ اس کا سر و طرح اراں کے ایک درناں کی طرف سے آیا تھا اور جس کے بہتر غزل کیلئے انعام میں بعض کتابیں مقدر  
کی گئی تھیں۔ میں نے یہ غزل نماز محمد خاں تہذیب عالمیہ کے نام سے بھیجی جو اس زمانہ میں میرے یہاں رہتے تھے،  
جنگل میں بائیس غزلوں کے اول انعام اسی غزل کو ملا۔

ذرہ در دو تو از کون و مکان میش آید  
 مایه بخش هر ملت و هر شس آید  
 گل نه بے خار بود خوش بے نیش آید  
 باز خواهد به داد اے دل ریش آید  
 مرد عایکه ز دور ویش روح ریش آید  
 راست این جامه نه برقا و ریش آید  
 یاد و بختی یا ران صفا کیش آید  
 مرد هر چند که بیکانه رود خوش آید  
 هر چه پیش آیدم از دست دل خوش آید

صحنی عاقبت اندیش بے عشق چرت

این ز کالیت که از عاقبت اندیش آید

در دمنال چو بنیران حقیقت بنجد  
 عشق حی زرم و دانه که ہیں و حساب  
 چه کنم شکوه جور تو که در عالم حسن  
 از میاں خیز غم غیر که تیرنگش  
 مرهم زخم دل پادشهاں میگردد  
 خرقه زور زبید به تن اهل صف  
 از جفا کار می اعدای ستم پیشه مرا  
 آنچنان بخش درین زخم که صحبت تو  
 چه کنم شکوه کس ز آنکه یقینم این است

(۱۲۲)

بلند ساز محبت ز پرده دل بود  
 بیک کرشمه که حلال صد سأل بود  
 به هر طریقی که نظر رفت او مقابل بود  
 مگر ز پنجه شاهین عشق غافل بود  
 حجاب تن که هماں در میان حایل بود  
 کش و کار که ریاں ز دست سایل بود  
 مراد شاید از ازل مردمان کامل بود

به شب که دوست بسج ترانه یل بود  
 هر آں سوال که میکرد قتل حل می شد  
 بنحو استم که به بندم نظر ز دوست بود  
 هزار نغمه خوش میکشید مرغ و لم  
 به فیض وصل تو نازم که از میان برستا  
 رسیده اند با وج شرف بدل عطا  
 بے حکایت غفا و کیمیا کردند

و میکہ حکم نمودند بہر طرف حرم  
 بہ کعبہ رفت اشارت جبارت از دل بود  
 سواد منزل دارگان لف پیرس  
 بہ ہر کجا کہ رسید شام منزل بود  
 دریں جہان فنا محو یا بقول لبیب  
 سوائے نام خدا ہرچہ بود باطل بود

(۱۲۳)

از دل نگین لبیب کعبہ جاں ساختند  
 وز بخار خاطر محض بیاباں ساختند  
 قالب تن ساختند و جوہر جاں ساختند  
 عرض و جوہر را بہر کم دزدان ساختند  
 چشم را کردند فاق فتنہ با نگین ساختند  
 زلف را دادند خم و لہا پریشان ساختند  
 دوزخ اہل وفا کردند ایام فراق  
 جنت اہل محبت وصل جاناں ساختند  
 مرومان تنگ دل از کثرت حرص و ہوا  
 عالم آزاہ را بر خویش نذاں ساختند  
 ہم رُخ روشن پرستیدند ہم زلف سیا  
 عارفان پاکدل با کفر و ایماں ساختند  
 از فسون زندگی کردند اول ہوشیار  
 زندگی را بعد از ان نغم ایستیاں ساختند  
 در دل تاریک خود کردند جائے دیگر آ  
 کعبہ را ناحق پرستان کا فرستان ساختند  
 در دامن محبت باہمہ بچا رگی  
 در دراکے شاکر و ممنون مرماں ساختند

از طفیل صاحب دیوان کہ دایم شاد باد

ہمچو محو می خام گویاں نیز دیوان ساختند

عہ لبیب۔ زبان جہانیت کا شہر رشام ہے ایک قصیدہ میں کہتا ہے۔  
 حضرت رسول کریمؐ نے یہ شعر پڑھا اور پسند فرمایا ہے۔  
 لا محالہ زایل

روشن دلی کہ صفوحان را جلالت کند  
 ہر کس کہ فکر جان دل مبتلا کند  
 برد دست ہر چہ بہت بے عالم کند خدا  
 بہر کون عاشق مسکین ہیں بس است  
 بیند ز ہفت پڑوہ افلاک جلوہ ہا  
 چیں بر جبین شوز فغان شکستہ دل  
 حکمت نگر کہ لعل لبش میکند فرو  
 خواست عشق گزشت عشق تا ہوس  
 تیغ رضا بریدہ زبان طلب لبش  
 بانالہ رو کہ زود شود طے رہ فراق  
 دل از زود شوق تمنا کند کہ دوست  
 تاکے کث مصائب تن جان تا توں  
 عیش جہاں شازنش طحیات داں  
 دارد طراز دل کشی و خلعت قبول  
 کاریکہ مرد بہر خدا بے ریا کند

محوی بایں امید بر راہش نشستہ ایم  
 شاید چو دیگران نظرے ہم ہما کند

مہر و درخت اے ہر فوہاں نرسد۔ از سالہ اوستا ارن

حال ہستہ دلاں تا بر جان نرسد  
 شاخ از نخل ناید نگل از شاخ برو  
 حال مایہ شود در وید رمان نرسد  
 آب رنگ رخ او تا بگلستان نرسد  
 کرم شتاب بخورشید رخشان نرسد  
 حسن رازے کہ باں حکمت بیان نرسد  
 بمقامیکہ بان وہم جیکمان نرسد  
 کامل دوست اگر سلسلہ جنباں نرسد  
 ہیج تسکین زیریشان پریشان نرسد  
 تحت بقیس بدرگاہ سلیمان نرسد  
 حیف باشد اگر این جام بہستان نرسد  
 دستانت کہ تا مرگ بپایان نرسد  
 چشم ایریم کہ این شیشہ لبندان نرسد  
 بہ سرانگی شام غریباں نرسد  
 نیست طفلی کہ دریں نگاہ گریا نرسد  
 نیست انساں کہ از او خیرہ انساں نرسد  
 بہ یکجہ آہ دل سوختہ جاناں نرسد  
 ہمتے از تو گر اے یار سخنداں نرسد

آزار از جراحت بیگانگان رسد  
آمد بہا ز کجاست گل با صبارید  
از غنچہ کہ دم بہ ہواے بہار زد  
شاخ برہنہ را ز خداوند نو بہار  
آورده است باز صبا خاک کوی دست  
دل گفت خود فائدہ غم خود بدر دخت  
درمان بقیرانی دل ترک عشق نیست  
انساں گزاشت بلبل و پروانہ برگرفت  
ایں بحر خون کہ میرود از ناوان چشم  
دارد ہواے مستند جم بوریائشیں  
منصور را شہادت صد دشمنان داد  
بے پروئی پیش رواں عمر طے نشد  
روز حساب خلق بہ حشر در گرفتاد  
سرمایہ بخش ناز تو آمد تیار ما

ہم منہ کہ زخم دل از شمارید۔ نظری  
بگوشت شام غم سحر جان آسید  
در مغز جان شمیم دم آشنایید  
از برگ و غنچہ ہم کلمہ ہم قبا رسید  
اے چشم شوق شردہ ترا تو تیارید  
آتش بہیستان نے بوریارید  
کردیم ایں علان و بہادر دہا رسید  
پستی نگر کہ عشق بایں انتہا رسید  
در حیرتم کہ درد دل تنگ از کجا رسید  
زین غصہ صد شکن رخ بوریارید  
در دیکہ از ملامت یک آشنایید  
مارا بہ ہر قدم مدد از نقش پارید  
گر توبت شمار خطا ہائے مارید  
ایں شاہ را متاع شہی از گدایید

نامت بندہ کہ از دست فیض تو

تائید ہا بہ محوی بے دست پارید

(۱۲۷)

عقل و دین باختہ بچوں دگراں می آید  
ایں ہوائست کہ از کوچہ جاں می آید

شیخ ہم از دور تو جامہ دران می آید  
در تب سوز در نوست دم سر دیم

دل شکستہ ندانم کہ تو اندستین؟  
 باغجاں نازکن بر گل خنداں امروز  
 جہدِ فضا است پے عاشق دیدار طلب  
 زیتن، پھوجواں ہر دے دشوار است  
 شکوہ روز بد از دور زماں میگردم  
 اندریں نامہ ندانم کہ چه سازش دہم  
 حرفِ دل چشم سخنکوئے تو میگوید با  
 میرسد گاہ ز گوش شنو دولت عشق  
 خدمتِ اہل وفا میں ہمہ از زماں مفروش  
 ہر زیانت پے اہل خسرو مایہ سود

مجوی خستہ ندارد سرو سا نازل  
 از کجا باز چنیں شعر روا می آید

(۱۳۸)

از نور رخس لبکہ شبم فیض اثر بود  
 از پانہ خیر بود نہ اندیشہ سر بود  
 در عشق ندانم چه صدق است چه کذب است  
 ہر چند کہ تیر نظرت کا اگر افتاد  
 از اول شب چشمم بر اہم سر بود۔ صید مکنائی  
 تاروئے دل آدینر تو مارا بہ نظر بود  
 ہر وعدہ تو چارہ گرد و جبگر بود  
 ای صید مگر غنطہ تیر در گرد بود

دانی کہ شب منتظر اں چوں بسر آمد  
دل بود سر اسیمہ نظر جانبِ ر بود  
بے جرم بخوشید سر چشمہ رحمت  
آبِ نوحِ رحمت مگر از دیدہ تر بود  
از بادہ مزین حرف کہ ماست استیم  
از دُرد تہ جام کہ در کاسہ سر بود  
گردول ز سر د ازلی حشر پادشاه  
عالم ز تجلای قدم زیر و زبر بود  
چشم ز کثادی و نوائے نشیدی  
چشم تو مگر کور بُد و گوش تو کر بود  
صدیف کہ مابے بصر اں نہ نمودند  
آں جلوہ کہ مخصوص بہ ارباب نظر بود  
کردند علاج سہ شوریدہ مارا  
ز افسردگی دل کہ بسے زود اثر بود  
بر بست ہوس چشم حق آگاہ و گرنہ  
بر ذرہ خاک در اد شوشہ زبر بود

مجوی بلفط بود کہ محبت زلقوئے  
آں کار کہ موقوف بیک آہ سر بود

(۱۲۹)

خیال زلف تو باز مہ بست سودا داد  
چو سیل سلسلہ بر پانہم صجودا داد  
دل شکستہ عطا کرد و جاں شیدا داد  
ہر آنچه دوست بآداذ خوب زیبا داد  
شہید شیوہ آں ترک پر فخم کہ مرا  
زد و ستاں بگرفت بدست اعداد  
فدائے نصفت آں مفتی بلب نظر  
کہ بہر قتل مین داد خواہ فتوئے داد  
نشد اسیر مہاو ہوس دل پاکاں  
چو یوسف کہ نہ تن در بر زلیخا داد  
نہاد سوز و گداز می بسینہ ات عجب است  
کسے کہ آتش سوزاں بنگ خار داد  
بجائے آنکہ کند تیرہ، نیمہ رگی آرد  
فروغ حسن تو قوت بچشم مینا داد



جہاں اونکو وہم حدیث اشنو  
کیکے گوش نواسج و چشم بنیاداد  
چہ کرسی ز اطاعت کہ دوست و رخصت  
طراز بندگی خویش تن بسیاداد  
زدہر غرت و ثروت مجو بنادانی  
زمانہ این ہمہ دولت کنوں برداناد  
سبک گزشت بران مرد عاقبت انیش  
کہ ہرچہ یافت زدنیابہ اہل دنیا داد

دل فسرده محوی ز دیدہ خونبار  
اگرچہ قطرہ طلب کردہ بود دریاوار

(۱۳۰)

مرا و دل نہ از افسون از افسان می آید  
کشتاد کار با از ہمت مردانہ می آید  
گرفتار غم و زنی نمیگزود دل پاکال  
ہمائے بے نیازی کے بدم ازوانہ می آید  
نہ تنہا کعبہ مے ناز و باہ و خستہ جان  
کہ بوسے سوزش دل ہم ز تشنہ می آید  
نہ ہر کس می تواند باختن عشق رخ لیلی  
ز کار مشکل محنوں زہر دیوانہ می آید  
دے یاد آربا یوسف خطائے زلیخارا  
کہ تا مبنی چہا از شوق بے تابانہ می آید  
دل شکستہ ہر دم یاد یار و نشین آرد  
دل جانست و شن از فروغ پر تجشش  
نمکشانہ کش زلف پریشان است پندام  
دل جانت و شن از فروغ پر تجشش  
اگر ازادہ خواہی زیستن دیوانہ شوقاقل  
بزدیک گردش چشمش خیال وضع جہان ہم  
نہ جایرواشت پیر جام تہہ خوردن  
زیک نیکی ہزاراں تخم نمی مے شود پیدا  
کہ در عالم بلا با بر سر فرزانہ می آید  
کہ سوئے شمع بلبل سوئے بگل پروانہ می آید  
بر ندال این روایت از لب پیامہ می آید  
نمی بینی کہ از یکدہ چندیں دانہ می آید

نشا صحبت عہد ازل کیفی عجب ارد  
کہ می آید بنجا کھنگال ادنی غیبت ؛  
نذاق آشنائی بخش با خود آشا گرداں  
نمیدانم چه تاثیر است در بزم و فاشوش  
نہ از ہر یک صدف بیرون دیکہانہ می آید  
نہ آں ور کا سہ میخند نہ در پیانہ می آید  
بجز ابرے کہ در گریہ مستانہ می آید  
اگر رحمے ترا بر حال این بیگانہ می آید  
کہ ہر صاحب فاذرا بخاؤ فابیکانہ می آید  
چو در بزم محبت گوش دل آیشود محوی  
حنین شوق ہم از آستین خانہ می آید

(۱۳۱)

عشق سرمایہ صدف تاب تو اں میگردو  
بے نیازی سب تاب و تو اں میگردو  
مضطرب بوم و دی گردہاں می گشتم  
بر لب من زن انگشت کہ زین ساز طرب  
چند پوشی رخ زیبا و ندانی کہ رخت  
کے تو اں خواند ترا آفت جاں زانکہ ز تو  
کیستم من کہ کنم میل تماشائے رخت  
عشق افتاد چو در پنجہ بیداد ہوس  
مایہ ہر دو فایاں ہمہ ارزاں مغروش  
کار حسن است کہ موسی بہ ہمہ غم و جلال  
بی او مرد بہ ہر جا کہ برود دست قضا  
این دلیست کہ ز اں پیر جواں میگردو  
حرص چوں پیر شود مرد جواں میگردو  
ساکنم گرد من امروز جہاں میگردو  
ہر نوائے کہ کشم آہ و فغاں میگردو  
مایہ راحت صاحب نظر اں میگردو  
ہو لائے کہ رسد راحت جاں میگردو  
چشم شوق است کہ سویت نگاہاں میگردو  
ہمچو گوشت رنج بد گہراں میگردو  
صبر کن صبر کہ این جنس گراں میگردو  
بہر یک فقر و دشینہ شب اں میگردو  
مید و درخش بہ ہر سو کہ خفاں میگردو

می شود تازہ غم کہنہ زہر لطیف ہر  
 عمر ججوش کہ چشم تاشا بستم  
 ہمت از دست مدہ درہ شوا طلب  
 ایک بر قامت چوں تیر بے ناز کنی  
 کو محقق آاد بگاہ محبت کہ در آں  
 نانیائی بدر میسکہ باور نہ کنی  
~~بیکانار مراد و دجہا~~  
 کار عیش منہ از کف اگر میدانی

سبق از سلی استاورواں میگردد  
 از بہار یکہ مبدل بخسراں میگردد  
 سنگ از قوت پار یک دواں میگردد  
 باش یک چند کہ ایں تیر کماں میگردد  
 مرد ناقاعدہ دواں قاعدہ دواں میگردد  
 چہ بلا ما کہ ز یک رطل گراں میگردد  
 چشمہ آب کہ از چشم رواں میگردد  
 خاک تو دست و کاسہ گراں میگردد

زود باش اے دل محوی بہ مناد وصال  
 ورنہ ایں نقد نصیب دگر اں میگردد

(۱۳۲)

”ایں جابر را بسوزن ترکان کو کنند“

چوں اہل دل فشرودہ دل در سو کنند  
 یستوبال بکبہ تجسانہ رو کنند  
 خواباں زنند حرف ز چشمان عاشقاں  
 چاک جگر براہ وفا گر خلد چو خار  
 دل را زلف او بہ پرند از جبین  
 عشق است ابرو حرفیاں مرفروش  
 افسردگان میکدہ را سرخرو کنند  
 یعنی تلاش یوسف خود کو بکو کنند  
 آہ و فغاں بسان جرس بے گلو کنند  
 خارے ز پاکشند و جگر را رفو کنند  
 گم کردہ اند شام سحر جستجو کنند  
 حد بار جاں فدائے سہ آمدہ کنند

صدر پنج می کشند و هزار هزار جور  
 هرفته که چشتم میباش کنس پیا  
 اے نابلد ز عشق چه میجوی امتیای  
 از گریه ام منج که باشد شگفته تر  
 صد لقمه های تلخ و گلو گیر غصه را  
 گر رنگ بوی گل نبود جز فریب چشم  
 بے آرزو اگر توانیست در جهاں  
 دارسته از قیود و زرم اند ما شقا  
 عشق است عشق شاه بوزر دو گرگد

بر اعتقاد اینکه نگو یاں نکونند  
 حکمت نگو که سرخ لباش فرو کنند  
 آنجا که پادشاه و گد را کفو کنند  
 بزیمیکه ساقیاں بلبل آجو کنند  
 در یاد لال باب روت فرو کنند  
 مارا چرا فریفته رنگ و بو کنند  
 خوش آنکه آرزو دل بے آرزو کنند  
 بروی زنند خنده بدینا تفکونند  
 مے مهت می پیشینه و گرد رسو کنند

مجموعی حدیث شوق تو ماند باں نماز  
 بهر نالیش اهل ریای بے وضو کنند

(۱۲۲)

آسوده یک نفس نظر از جستجو نبود  
 میداشت دست بوی و فازنگ دستی  
 یاد آن ماں که داشت فلک چشم التقا  
 آنکس که داد در دهنال چشم خوچکاں

هر آنچه میگزشت ز چشم جزا و بنود  
 یک گل بباغ دهر بایں رنگ و بنود  
 یعنی زمانه کینه کش و تن لادخونود  
 دل گفت یار بود و خرد گفت او بنود

کارے نکر و سوزن تدبیر چاره گر  
 در عشق سرخروی مرد از شهادت است  
 ساقی تمام میکه را از چه کرد دست

دل بود پاره پاره و بجائے رفت بنود  
 آن کسیت کو شهید شد و سرخرو بنود  
 در خم شراب بشمه از یک سو بنود

تا بود ناخداے قناعت بکار دل چوں کشتی شکستہ رواں چار سو بود  
 میخواستم مراد دل بے آرزو دہند کے بود کے کہ در دم ایں آرزو نبود  
 محوی گزشت حال دلش ناشیند ماند  
 بیچارہ را دباغ و دل گفت گو نبود

(۱۳۴)

آنچه رخ تن مخمور ز صہبایس کرد  
 حسن از روز ازل جلوہ تمنایس کرد  
 زلف می بست بزنجیر و بمقتل می برد  
 قطرہ خون بد تن عاشق بیچارہ نماد  
 چوں دل مردہ مازندہ نکردی آجان  
 با کسے عشق نکردی و نخوردی غم، بھر  
 بود کم حوصلہ و تنگ دل ایں چشم پر آب  
 یار آں صحبت یار دل آرائے کجاست  
 فصل گل آمد و چو باد بہار آں گزشت  
 گزداوند مرا جام مہیخانہ چہ پاک  
 جان صافی صفت عالم بالا محبت  
 اندر ایں کشکش خیر و شر انسان ضعیف  
 گاہ در صومہ محبت سکون دل و جان  
 لب میگون ترا کاش تماشا میکرد۔ مٹا  
 خود نہاں بود مگر عشق تقاضا میکرد  
 چشم میکشت مرا یار تماشا میکرد  
 چشم میرخت با جگر ہر چہ ہمایس کرد  
 غمرا ب لعل تو اعجاز مسیحی میکرد  
 تو چہ دانی کہ چہا ہجر تو با مایس کرد  
 ورنہ صحرائے جنوں را ہمہ دریا میکرد  
 کہ تلافی ز دل آزاری اعدا میکرد  
 باغبان تا در گلشن پئے ماو مایس کرد  
 چشم ساقی اثر ساغر صہبایس کرد  
 جسم خاکی ہوس راحت دنیا میکرد  
 زیں دوسر ہنگ قوی رش و غوغا میکرد  
 گاہ در میکدہ شغل مے و منا میکرد

گاہ می برد سرِ عجز بہ محرابِ نماز      گہ پرستاری انعام کلیا میکرد  
گاہ در رگِ بگذشت و جنوں مجنوں ار      انتظار گزیر محسّل لیلیٰ میکرد  
طرف تر اینکہ تماشا گرِ عالم از دور      ایں تماشا کہ خود آورد تماشا میکرد

رفتہ بودم ترہ عشقِ حقیقی محوی  
رہبری گر نہ مرادیدہ بینا میکرد

(۱۳۵)

”یاد آمد مرا زمانہ شاد“

سر خوشم از مئے منائے شاد      میکشم و مبدم ترانہ شاد  
مطب آرزو ساز بے آہنگ      نغمہ غمناک بے چنائے شاد  
مطبِ غمزدہ بخوان غزلے      از غزلہائے عاشقانہ شاد  
تاز چشم جہاں رواں بینی      سیل خوں رنزم لیکانہ شاد  
طوطی نطق را بجاں پرورد      قند شادواں و آب دانہ شاد  
یاد میداد ہمد بر کیاں      اندکے اندکے زمانہ شاد  
اکبری بود ہمد عثمانی      از رہ و رسم خانانہ شاد  
بود مشاطہ و سسخن      کاکل نظم بود و شانہ شاد  
قدردان سخن بمرود و سخن      میزند سر بر آستانہ شاد  
نہ پے شاد گریہ سخن است      گریہ بر خود کند بہانہ شاد

چوں پئے ہمد خلافت مرد میدانِ خشنند  
جز دلِ نادانِ کس مرد این میدانِ نبود  
مباد و داری نے فلکِ ہمدیکہ ذکرِ خیر او  
باعثِ تسکینِ دل در اضطرابِ جاں نبود  
محمیٰ بیچارہ ہم در ہجر او دلریش داشت  
گرچہ او از زمرہ دلریش درویشان نبود

(۱۳۸)

بُوئے یار من ازین ست فامی آید۔ نظری

از گلِ تازہ کہ در سرخ جامی آید  
دلِ نہاں خانہ عشق است بختِ جہی  
چشمِ نیت مرا حوصلہ صبر و سکون  
صبحِ پیرالیت عیالِ شامِ جوانی بخت  
ناوکِ تفرقہ انداز تو نمازم کہ از آن  
ناورِ دُعل بدخشاں و نہ سبب کشمیر  
عجب در خرقہ زاهد نتوان یافت جرایں  
جز تہی سرزند کس بجاں لافِ خودی  
یادِ آلِ چیتِ قباست فامی آید  
میرود غیر کہ خود خانہ خدای آید  
نہ ترارسم درہ مہر و وفا می آید  
دست بردار کہ مہنگام دُعا می آید  
سر جدا، پائے جدا، دستِ جدا می آید  
بہ زرنکے کہ برویت ز جیامی آید  
کہ از این جامہ گہے بُوئے ریامی آید  
کاسہ چوں گشت تہی پر ز صدای آید

چارہ نیت پے در دجبتِ محوی

ورنہ اینجا پے ہر درود و ا می آید

(۱۳۹)

مہج کر ترک ست من شیکشا میدہ۔ فیضی حسنِ سخنری  
ماہِ شبِ چہارہ دُشے تو یاد میدہ  
ہوشِ دُشاس می بر عقلِ بہاد میدہ

در رہ دشت بخودی عشق کشاده است او  
 عقل گریز پائے راسخ باد میدهد  
 پیر مغال با نذا دجام مئے که خواہستم  
 ورنه مرید خویش را پیر مراد میدهد  
 تا در دوست چوں سدا ناکه غریب عشق  
 شوق نه راه میرود، صبر نه زاد میدهد  
 از در دوست بے سبب قکن دل طلب  
 قسمت تو دم ازل هر چه نهاد میدهد  
 زحمت مدد حاجتی راحت قلب عاشقان  
 سینہ تنگ عشق را زخم کشاد میدهد  
 پرده زرع کشودنش دل برادر بونش  
 ظلم کجا و جور کو داد و داد میدهد  
 نخل امید را بے آب ن خون ناب دل  
 شاخ مراد بعد زال میوه مراد میدهد  
 در همه کار این جهان نیت غیر کن آن  
 هر گل معاش را رنگ معاد میدهد

داد سخن کن طلب محوی بے نواز کس

بهر سخن سراسر است داد که تشاد میدهد

(۱۲۰)

دلبران گر دل غمیده ماشاد کنند  
 اے بسا خانه ویرانه که آباد کنند  
 مردم از یار سفر کرده اگر یاد کنند  
 روز و شب همچو جرس ناله فریاد کنند  
 دل چو شد مستعد از کشیدن یکنیست  
 دلبران لطف نمایند که بیدار کنند  
 عشق نگذاشت به پیرانه سری هم مارا  
 بنده را ورنه به پیری همه آزاد کنند  
 ناله لعل خرد بهر جهاں زیبا نیست  
 این متاع نه چنین است که برباد کنند  
 قد رشتاد آزاراں شد که بگلزار خیال  
 نسبت قامت و لدار به شمشاد کنند  
 بهر فرهاد ز جال سیر نوید وصلت  
 ایں متاع نه چنین است که برباد کنند  
 تا حدود حرم عشق و محبت نرسند  
 خبر مراد شیریں که لب مراد کنند  
 گر دل و دیده نه با هم دگر امداد کنند



در حق خویش بود یا بجای خلق خدا ہر دو عاید یکہ عزیزان بحق نشا و کنند:

چشم از اہل دل آنت کہ ہنگام بحر  
محوی غمزدہ را ہم بد عاید کنند

(۱۴۱)

کارم زدور چرخ بسا ماں نمی رسد - صائب حافظ

مردان عشق را سر و ساماں نمی رسد	تا جان و تن بحضرت جاناں نمی رسد
بازلف ساز تا بر خ آتش ناری	نا آشنائے کفر یہ ایساں نمی رسد
دل بردہ است ز پے جانت در کیں	شادم کہ لطف دست بیاباں نمی رسد
ناز است ناز او کہ بروست از حساب	درد است درد او کہ بدر ماں نمی رسد
چشم فراق دیدہ یعقوب بے ضیاء	تا سرمہ ز مبصر بہ کتھاں نمی رسد
بائے نکار اہل جنوں بہ نمی شود	تا مرہے ز خار مغیلاں نمی رسد
ناف و گزاف مرد خرد میرسد بجوش	تا شہسوار عشق بمیدان نمی رسد
ما سرآب خنجر قاتل نمی دیم	تا ہمتے ز خاک شہیدان نمی رسد
گریار قاتل است دین قتل گاہ عام	ما را حق سلاہتی جاں نمی رسد
گستردہ اند مائیدہ عشق چارو	افسردہ میزبان است کہ جہاں نمی رسد
باطال سکندر و بارہ میری خضر	یک تشنہ لب بجشہ حوالاں نمی رسد
افشاںدہ ایم تخم اہل در زمین شور	یکہ اندازیں ہزار بدہمقالاں نمی رسد
درد راہ کعبہ کفر بہ ہر گام رہزنت	یک مرد و تا بہ کعبہ مسلماناں نمی رسد
گوزا بہ پادشت خلالت کہ اندراں	انساں بہ ستگیری انساں نمی رسد

حکم قضا بہ حرز و دعار د نمی شود      این تیر فستہ باز بقرباں نمی رسد  
 محوی خموش باش کہ این انسان عشق  
 برسان و صف خواہ بہ پایاں نمی رسد

(۱۴۲)

رہتے میخواستہ تم لیکن طلاق افتادہ بود۔ حافظ بنیدیل تافہ  
 دوش دل از قراطع در پیچ و تاباں بود      باز یادش صحبت عبد شہاب افتادہ بود  
 در جہان ہمدان چشم صحبت می پرید      دل بہر دوستان در خطر آفتاب افتادہ بود  
 بردن یک ہر حسن خواباں می مید      در کنار ظلمت شب آفتاب افتادہ بود  
 کہ بیا دختہ ہر شور یک شیر می باں      زہر اشک شور در جام شراب افتادہ بود  
 کہ بذکر کج ادائیہاں شوخے دلربا      راست بر جان حزین تر شہاب افتادہ بود  
 کہ پنے نظارہ یک شاہد دیر آشنا      بردل کوہ کواں برق شتاب افتادہ بود  
 عشرت عہد جوانی را چہ پر کی نذراں      از رخ نیش بہاں طرف نقاب افتادہ بود  
 تا نظر می کہ دہلاں بو حسن انفریب      حسن عالمگیر کوئی بے حجاب افتادہ بود  
 داشت ہر ماہ رویاں شیوہ جاں پرور      داغ عشق شمایہ خویاں سجتہ ز تاب افتادہ بود  
 در میستی بہر تشویش میخندید لب      ز عہد ز ربا دہ کوئی بگناہ افتادہ بود  
 خون گرم نوجوانی در رگ پے میدوید      پیش زال این نیمہ بے چوٹ افتادہ بود  
 آرزو میسر کرد دل و در حسن تدبیر عمل      ہر دے کماہرانی مستحب افتادہ بود

از نوائے ناله بدنا آشنا ساز گلو  
 جو شس ایں عہد طرب ہم نیز از پائیدگی  
 در کتاب زندگانی ہم بریں فصل جنوں  
 ہم خبر و بیگانه بود از امتیاز نیک و بد  
 لطفی سرست طلاق بود و بر نوکِ بیاں  
 شام شد روز جوانی صبح پیری و نمود

راہ یاد ز حُکامان میرفت و محو می میگرفت  
 قطره قطره در ره او خون ناب افاده بود

(۱۴۳)

شب ز ماه عارضش طرف نقاب افاده بود  
 خرم صبر و سکون میوخت برقِ حُسن یار  
 در سوائے وصل او جان خرم مستمند  
 بر نگاه دور میں جو یائے اسرار جہاں  
 باز چشم جستجو محبت حُسن شوخ و شنگ  
 یارب ایں شوریدگی و عہد پیری از کجاست  
 آں زماں ہر دم کہے دید از خواب میگزشت  
 کہ بے عشق بتاں ز اں بود مار اسجد گاش  
 شاہ بر جادوشت لطف پاری اور کن  
 محو می ز اہد نما دیروز و در زم شراب

جلوہ حسن و عالم بے حجاب افاده بود  
 آتش در سیئہ ہر شبنم و شاب افاده بود  
 ہمو زلف پر شکن در چرخ و تاب افاده بود  
 پردہ غفلت ز چشم نیم خواب افاده بود  
 باز قلب بے نوا در اضطراب افاده بود  
 اتفاق عشق گیرم در شباب افاده بود  
 در شمار زندگانی از حساب افاده بود  
 ہر دعائے درد آنجا مستجاب افاده بود  
 ورنہ پایش بہر رفتن در رکاب افاده بود  
 باہمہ عوامے ستوری خراب افاده بود

(۱۴۴)

روئے جہاں کدیں گنگ جہاں ندارد  
 باور کن کہ ز اہل جہاں ندارد  
 از کشتہ محبت نام نشان چہ پُرسی  
 آں مرد بے سرو پانام نشان ندارد  
 در عرصہ دو عالم توانے عاشقی کن  
 حاشا کہ ایں تجارت غفلت ندارد  
 گرد دولت ہر اسی از جو آسمانت  
 بر آں زمین قدم نہ کان آسمان دارد  
 آبِ دالِ بگو شمع ایں نغمہ می سراپد  
 غافل مشو ثباتے عمر رواں ندارد  
 آمدش نفس را بندار کوس طلت  
 جز ایں جس صلائے ایں کاوان ندارد  
 در حق حے پرستانِ طل ایں ہی است  
 ساقی ز کشتہ کا ماں گمر گران ندارد  
 از عاشق ستم کش کم پس حال ہجر ال  
 دار دیباں لیکن تاب بیان ندارد  
 یارب چہ شد کہ گیتی با ایں ہمہ ستر  
 یک جاں تاوان اہم شادمان ندارد

جو رعد دگزار دے محوئی خیز را

سگر خط دوست اورا اندر اماں ندارد

(۱۴۵)

بیچ دانی کہ چہ سال عمر رواں میگزرد  
 راست چوں تیر کہ از سخت کماں میگزرد  
 مرد آزاد و کہ از قید جہاں میگزرد  
 برگرفادی ماختہ ز ماں میگزرد  
 میرود نرم کہ تا غیر رکابش بوسد  
 شہسوار یکہ ز ما گرم عنان میگزرد  
 در برم یار سفر کردہ نمی آید باز  
 غیمد می آید و ماہ رمضان میگزرد  
 گر یس کن کہ دریں غمکہ در چشم زرد  
 وقت نالیدن ہنگام فغان میگزرد  
 میگزارد رخ عاشق نغمہ نشان  
 اشک ہر چند گرفتہ کہ رواں میگزرد

طالب نیم نگاہم بہ بہتے دلِ جہاں  
کلم کہم بر تو گر این نیز گراں میگزود  
ببرسم نیز بہ پیری جوانی بگوش  
انچہ درد ہر بہر پیر جو ال میگزود  
صحبت راست بچ راست نیاید محوی  
تیر زنجاست کہ منظر نہ کہاں میگزود

(۱۴۶)

دیدہ کیے تینہ در رخ و لدا رہود  
کے دل دید طلب طلب دیدار نہود  
یار نگاہ نشد از خلش درد و رول  
اونہ پر سید دل اناہہ ظہار نہود  
دورہ شوق چہاں گرم گزشتہم کہ زبا  
فرصت چیدن در خلش خار نہود  
آں زماں کہ دقہم پنجہ بہالیم یار  
کہ مرا طاقت میارائے دیدار نہود  
از جنیں گریہ بصر نہ چہ امید اثر  
نالہ پر درد نہود آہ شہر بار نہود  
کہ لکن تیشہ بتل میزد و محبت بحث  
آں گل لالہ کہ درد من کہہاں نہود  
پشتر زانکہ قصار نگ ضعیفی ریزد  
ایں جنیں خانہ تن بے درد دیوار نہود  
زاں گزشتہم بک از عہد جوانی کہ در  
پشتم از بارہ و سال گراںبار نہود  
ممر می کاہد و با عمر ہم احسن نشاط  
عید امسال از آنت کج چوں یار نہود  
عوض صوف صفا آر کہ در راہ طلب  
قد ر مر و ال رہ از جہہ دستار نہود  
شکل آں زلف چلیپا نگر و بازگو  
یار یکرنگ کن سجم و ز نار نہود  
عشق در کافرو دیندار جوئی قی خور  
بحث در سیکہ از غافل ہشیار نہود  
کعبہ آثار جمال است پے اہل نظر  
مطلب طواف درد دیوار نہود  
ست از بادہ عشق است تہا محوی  
زین عے نہنہ کہ ام کشہ مرثا نہود

(۱۴۷)

دل مروت نہ جہاں جہاں خبردار نبود  
کہ ہمیں غمِ دیریں شہر باز آ رہا نبود  
یاد باد آنکہ بخلو تگدہ راز و نیاز  
ہیچکس اجزا میں سوختہ جہاں باز نبود  
دعدہ کردی و قافیز نمودی بسیکن  
ہمہ کردار باندازہ گفتار نبود  
نوش بادت نے ووشینہ کہ بے ماخوردی  
گرچہ آل رسم کریاں فتح خوار نبود  
شربتے بود سزاوار ز عذاب بہت  
چشم بیمار علاج دل بیمار نبود  
کار بر عاشق بیچارہ نکر دی آساں  
گرچہ آل کار بہ نزدیک تو دشوار نبود  
روز محشر ز قتیلاں پریش میرفت  
کشتہ ناز ترا چارہ ز اقرار نبود  
چشم بیدار شب غم چہ بلا با کہ نید  
بخت خوابیدہ ز بے بخت بیدار نبود  
کلک استاد محیط است ہمہ عالم را  
نقش یحرف بروں از خط پرکار نبود  
دل مکن رنجہ ز غم زانکہ بگلزار جہاں  
لالہ بیدار نبود و گل بخیار نبود

شاد میخواست کہ ہم صحبت اختیار کند

محمی غمزدہ آمادہ این کار نبود

(۱۴۸)

مہر شنش تا جہاں آراشد      راہ و رسم عاشقی پیدا شد

سے سر مبارک بکینہ ہشی کے ماہانہ شاعرہ یہ بعض ایسے ناہل اشخاص دہل ہو گئے تھے جو کسی حیثیت سے بھی  
ای صحبت میں خلل ہونے کے قاتل نہ تھے۔ اس بناء پر میں نے اور بعض دوسرے حضرات نے اس صحبت میں جانا ترک کر دیا  
چنانچہ بعد خود ہمارا بہ کو خصل خارج کرین اور شاعرہ ماہانہ بند کر دینا پڑا۔ خالصی میں اس طرح کے محروم نگہا رہے۔

نماند رخشایش نور نظر  
 عشق بر آتش زود پروانه وار  
 دل نشد گرویده تا خال وفا  
 خویش را گم کن که تا چیرے شوی  
 نفس خود بشکن که بے فیض شکت  
 کار از پستی کسی بالا نہ برد  
 خرقہ قلب صوفیاں صافی نکرد  
 گر بوس ہر نگ عشق آمد چہ سود  
 ہر جوان پر بوس دہن بگشت  
 سایل در گاہ بغفلت یار دست  
 ہر کہ دل را وسعت میراند او  
 طالبان در راہ یاران ز رخروش  
 از تمنا گر چہ دل لبریز شود  
 بر جرات ہائے دل خندید دست  
 حسن گاہے عشق را پروا نکرد  
 بخت مادر یار شیر، یار ہی نکرد  
 مایہ شور است و سامان جدال  
 کم چہ شد از نغمہ دلنوز ما  
 بلبل شیر از تا شکو ز بخت

دیدہ اہل جہاں مینا نشد  
 حسن تا خود شمع سرتاپا نشد  
 چہرہ پروا ز رخ زیبا نشد  
 قطرہ تا خود گم نشد دریا نشد  
 نے نشد شکر عنب صہبا نشد  
 تا مدد از عالم بالا نشد  
 عیب پوش اغیا دیبا نشد  
 صیوہ در او ج شرف عفتا نشد  
 ہر زن نو خاستہ عذرا نشد  
 مایل دنیا و ما فیہا نشد  
 تنگ بر او عرصہ دنیا نشد  
 سدا راہ رہروان غوغا نشد  
 لب پے عرض تمنّا و انشا نشد  
 دل ز جازیں خندہ بجا نشد  
 عشق کہ از حسن پے پروا نشد  
 ماشدیم از یار و یار از ما نشد  
 دیں اگر تسکین دہ دنیا نشد  
 بلبلے گر تہنوا با ما نشد  
 طوطی ہند و ستال گویا نشد

# محمیٰ اشفتہ سر سودیت فی المثل گر طالب مولانا

(۱۴۹)

”خندہ برپا کی دامن زلیخا دارد“

دل اشفتہ سر زلف چلیا دارد	کعبہ ماہمہ آثار کلیسا دارد
چند باغی بسرا پرده دل جلد نشین	ایکہ دیدار تو ہر چشم تمنا دارد
چشم بر روی تو تو میکنم وحی بیغم	ما کج حسن تو حیران تماشا دارد
عشق خواہد ہمہ جزائے پریشان خیال	آورد گرد زہر سود بیک جا دارد
من دریں فکر کہ سر نیچہ پر جوئن خوش	چاکہائے دل صد پارہ ہویدا دارد
می تواند کہ رود بندہ لیکن نرود	اثر داغ غلامی کہ بہ سیما دارد
می دہد بعد شہادت سر و سامان حیات	قاتل ما گر اعجاز سیجا دارد
چہ خطایوسف اگر دامن عصمت یکچند	دور از دسترس شوق زلیخا دارد
شیشہ واعطای مازمے اخلاص تہی ست	رند مینا بکفت و بادہ بہرینا دارد
چہ صنم خانہ زہدی چہ ہمال خانہ نہد	یار ہر جای ما جلوہ چہ ہر جا دارد
حسرت دید و غم ہجر و تمنائے وصال	عشق بیدرد چہ پیکی چہ بلا دارد
تو نشانے پے خود جوئی دین زیر خراب	نہ نشانے ز سکت در زرد ابرہہ دارد

دل محمیٰ مدہ از دست کہ این نسخہ شوق

نہ دریں عہد شلست نہ ثمنی دارد



”خار و زخم گل و ریاحاں گردید“ فرخو اعلائے مظلالت

باد نور و زبایں شروہ بگیہاں گز وید      کہ دمن گشت چمن دشت گلستاں گز وید  
بہر آرایش خواہاں دل آراے چمن      مشک آدر و صبا ابر در افشاں گز وید  
مستی بادہ عیاں گشت زہر معوج نسیم      کار رنڈاں قمر خوار بہ سا ماں گز وید  
لوئے گل در طرب انگیزی عشرت زائی      بچو خوئے خوش عثمان ملیحیاں گز وید  
آنکہ از پیروی شیوہ آصف جاہی      در خور سرور مئی گبر و مسلمان گز وید  
شہر یارے کہ بدوران بہار غدلش      جو رچوں برگ خزاں وید و پریشاں گز وید  
دید یک خلق دعا گوئے شدہ دیشانت

صحوی خستہ دعا کرد و زیشاں گز وید

(۱۵۱)

”بہر کہ غم نہ بود ذکر کر بلا چہ کند“

بہر کہ غم نہ بود ذکر کر بلا چہ کند      خیال سبکی سی آل مصطفیٰ چہ کند  
امام گفت سخن ہائے پند کس نہ شنید      بگوش ناشنوا نالہ درا چہ کند  
زہبت بابل غمدیدہ چشم تا بیند      بہ میہمان عرب ارض نینوا چہ کند  
جامعے کہ بقائے دوام دارد دوست      گمان مروں و اندیشہ فنا چہ کند  
دلہ بہ جلد شہیدان کر بلا نالہ      فغان و نالہ بہر ایک جدا جدا چہ کند  
براہ دوست فدا کرد ہر چہ داشت حسیں      برائے دوست کسی بیش زیں فدا چہ کند  
ہر آنکہ کہ بہر خون خویش در حق      دیت چہ خواہد و دعاے خوں بہا چہ کند  
بہان عاشق مضطر بہار رنج و بلاست      خندہ رنج و بلا جان مبتلا چہ کند

ہر آنچہ لب بصد کس نقش بند قضا      در آں زحرزہ خیزد در آں دعا چہ کند  
دعاست خوئے گدا و عطا شعار کریم      کریم گز نہ عطائے کند گدا چہ کند  
امید مرمت از عمر بیوفا کیسچ است      نخو دہ است وفا با کسے بجا چہ کند

چو آشنائو یار آشنایہ کند      بچار موج طوفاں غم شنا چہ کند  
نیز در گردل بے مایہ ترا چہ عجب      کہ ترک حلد بہ کیس یک بقا چہ کند  
اگر چہ خواست کند یار با تو لطف و لے      غرور حسن ادا ئے جمال را چہ کند  
ہر آنکہ یافت ترا دولت و عالم یافت      گدا ئے عشق تمنائے ماسوا چہ کند  
ایسر عشق تو زندان پیسرمی بخزند      کہ حسن تو بجو انان پار سا چہ کند  
کشاوہ اند و در دہ و دبستہ اند ز بال      زبان بستہ بیش تو با چرا چہ کند  
برائے طالب راہ تو جستجو شرط است      اگر طلب نکند راہ رہنا چہ کند  
یکے است خاطر اندرہ را بہار و خزاں      در آں سموم چہ آرد در آں خزاں چہ کند  
کنوں کہ دسترس نیست چارہ دل کن      چو در و بگزر د از حد اثر دوا چہ کند  
غزل ترانہ آزادگی و زندہ دلیست      خندہ بام چو مرغ غزل سرا چہ کند

پس از ویدن یک عمر و طلب محوی

نشتہ ایم کہ تا رحمت خدا چہ کند

(۱۵۲)

چشم ہمہ کرشمہ دیر خراب دید      یعنی بے کون بے اضطراب دید  
طول حیات را ہمہ شکل سرب یافت      غمہ شباب را ہمہ نقشے بر آب دید

از چشم و لعل فریب دل صد فریب خیزد  
 بر روی جہوشان جاہل کے کند نظر  
 چشم جہاں جسد تلقین آخریں  
 آل شہسوار عرصہ اسی لب لعل کا  
 آل پادشاہ دین کہ پئے ارتقاء قوم  
 بیند چہ سان خدا دنیا را ان مصطفیٰ  
 یارب کلام دیدہ دریں بزم پر صفا  
 شاید نخواند آید رجاء بیہنہم  
 بر آسمان صدق و صفا چشم حق نگر  
 اصلاح طینت ند ماگر بنی نکر و  
 دوزخ زلف نیم تاب تو جان پہ و تاب دید  
 ہر کس کہ روئے خوب تر بے حجاب دید  
 شاہ ہے فلک جناب لایک تاب دید  
 کور و حقدیں را بسفر سحر کاب دید  
 رنج و عناء و جور و جہاں جناب دید  
 آنکس کہ وصف محبت شان رکاب دید  
 گر دعا و یافت عجاہل جناب دید  
 یا خواند و اعتقاد بر آن اصواب دید  
 در چار برج جلوہ چار آفتاب دید  
 اور اکدام اہل نظر کامیاب دید

محوی ترا چہ کار اگر کس خطا نمود  
 چوں کار بہریت بحسب صواب دید

(۱۵۲)

تیر شش عشق نہ تنہا دل انسان دارد  
 ہمہ دل سنگ نہاں آتش سوزان دارد  
 کشتہ عشق نہ دل دارد و نہ جان دارد  
 دل برد لبر و جان پے جانان دارد  
 حسن را طعنے ناز کند مجملہ نشین  
 عشق را ز مزیہ شوق حدی غیال دارد  
 خستہ ناک و ترکان حیا آلودہ  
 در دوشیدہ بان زخم نمایان دارد  
 لذت عشق نہ حاصل است پے عاشق ز ا  
 بواہوس نہ بلیقہ رلب و ندان دارد  
 بہر ناشاد و لم در شب تاریک فراق  
 داغ دل حکم چراغ تہ دامان دارد

میکنم طره عشق تو بامید حاصل  
 نکشایم نظر شوق بدید ابرهاں  
 نشود قطع ز ما سلسلہ ہر دو فنا  
 جانب حسن تو گیریم اگر فتند دہر  
 گم گم کنم راہ بزلف تو اگر حسن ملوک  
 میدہد یار مرا مشغلہ نالہ بہ بحر  
 جز بہ ایماں نکش ایند در کعبہ دل  
 آنکہ شوروی بہر گم و مسلمان انداخت  
 بر دم تیغ ہر آن قوم کہ دی فتنہ  
 حرمت لالہ از آنت کہ این ختہ جلا  
 سورنگر کہ سر ملک سلیمان ارد  
 تا مرا آئینہ روئے تو حیران ارد  
 تا سر زلف تو این سلسلہ جنیان ارد  
 بامہ و ہر ترا دست و گریبان ارد  
 در رہ من نہ چراغ رخ تابان ارد  
 تا باین مشغولہ دشوار من آسان ارد  
 فیض این کعبہ باندا زہ ایماں ارد  
 نہ سر گبر نہ پیر وائے مسلمان ارد  
 غطر امر و زہر خار خنیاں ارد  
 قطرہ چند ز خوشاب شہیدان ارد

در آمانست ز هر کس چرخیان محوی

تا پسر پادشاهان سلی خاں ارد

(۱۵۴)

خوشم کہ دوست رہ دشمن اختیار نکرد  
 زہر آں بت کم ہر این قدر چہ کم است  
 چہ بر من بود نام کہ آں خدا نگ نظر  
 بدو چشم فونگو کرا امید ثبات  
 بہ بت دل سکیں بے زبان نازم  
 ز دل زفت و دل دستاں فگار نکرد  
 کہ کرد عہد و فگار چہ استوار نکرد  
 شکافت سپہ و از لخت دل گزار نکرد  
 چو آن دو کردشیں بہیم بیک قرار نکرد  
 کشید چہ قبیل نگہ زیبا بہ نکرد

دوائے جال خیز درد جانفزائیش بود  
لبشقی که خوش آنچہ نگار نکرد  
بہر گزشت چناں آشنا کہ در ہمہ عمر  
امید وصل دل نامید و از نکرد  
خراں نیامد بستان ل ترانہ رزید  
بہار آمد و این گلستان بہار نکرد  
مکن طاعت بہتیم ز ساقی پرس  
چرا نہ جام دگر داد و ہوشیار نکرد  
ز سیر چسبی پیر نہاں عجب کہ ہنوز  
نظر بحال حریفان بادہ خوار نکرد  
ہر آنکہ خرض محبت ادا نمود لبشقی  
خیال نور نہ لبست و حذر ز مار نکرد

ندید محوی ماسوئے روزگار بطن  
چو سوئے او نظر لطف روزگار نکرد

(۱۵۵)

چمن ندید و تماشا کئے نو بہار نکرد  
نظر کسے کہ زخار آں نگار نکرد  
چہ شور ہا کہ نہ آنداخت مر جہاں لبایہ  
چہ فتنہا کہ بعالم نگار یار نکرد  
زبان لبکوہ بیدا و دشمنان آلود  
کسے کہ بر کرم دوست اعتبار نکرد  
تمام عمر بہ پہلو نشست یار، مگر  
تسلّی دل مسکین بقرار نکرد  
گزشت قافلہ ہمدان تیز قدم  
عجب کہ بہر سن خستہ انتظار نکرد  
نعت

نیافت غرت ممدوح روزگار نشد  
ہر آنکہ مدح خداوند روزگار نکرد  
پہمیرے کہ پے ارتقا کئے اہل جہاں  
چہ کار ہا کہ بہ تائب کردگار نکرد  
زباں کشاد و دل عالے مسخر کرد  
ہر آنچہ کرد زباں تیغ ابدار نکرد  
دید خولی اخلاق حسن سیرت او  
بہ ہر کہ بخت عطا چشم اعتبار نکرد

پس از گزشتن آل چاره ساز غم محوی  
که دام درد که گیتی بسا دو چار نکرد

(۱۵۶)

جاں برآں شیفته و حقل برآں شیدا بود	سالمها شغل من مست می و مینا بود
خانه عیش که در رگ زور دریا بود	سیل غم ریخت ز کسار و بیکبار ببرد
هر چه بخشید با پیرمغان زیبا بود	از کم و بیش نه نالیم و نه از پخته و خام
گفت خاموش که از دوست میرا بود	شکوه جور عدو خود ز عدو میکردم
اندریں باب گزرتک سخن اولی بود	دوست بشنید علی الرغم عدو بی سخت
که ترا چشم دروین بین دل آنا بود	در و دل با تو نه گفتیم که می دانستیم
بنده هر چند گرفتیم که بے پروا بود	بنده را خواجہ باین حال نہ بایت گزشت
زانکه از دیده و بشنیده بابا بود	فاست یار نه گنجید در آغوش خیال

بلبل ناله باین گرمی و شوخی بخشید  
محوی خسته درین باغ مکر تنها بود

(۱۵۷)

مدار گردش ایام کردند	رخ و کامل که صبح و شام کردند
شراب شوق و قوت عام کردند	کشیدند از خم و دور جام کردند
ز دند آتش محبت نام کردند	بجان عاشقان پاک طینت
کفن را جامه احرام کردند	شہیدان حسین کعبه عشق
مذاق بے پرستی عام کردند	بد و ز گس ستانه او

نمیدانم کہ ایں وحشی غزالا  
 وہ صد سالہ طول اہل ہا  
 دل دم کردہ را چوں اہم کردند  
 حریفان طے بیکے و گام کردند  
 نظر بر گل ز چشم دام کردند  
 اشارت سحے سپر جام کردند  
 د خاک جم ہزاراں جام کردند  
 ز جام جم چہ بھوئی کہ اینجا

بیاحوی ترالید از عراقی

دریں میخانہ درد آشام کردند

( ۱۵۸ )

”ہیبات عرشہ سخنور و فنانکد“

کارے نکردہ حق محبت او انکد  
 از پردہ عشق سرزد و سرنگوں نشد  
 آں کس کہ کار عشق بصدق و صفائکد  
 از دست خیر دوست دل پر ہوس نہ خوا  
 حرف ”ہی“ بگفت و حذر از بلا نکد  
 عمرے نشست یار بہ پہلوے دل ولے  
 گرشاہ حسن نیز نظر برگد انکد  
 نازم بہ بہت دل شیدا کہ از ازل  
 عاشق چہ کرد اگر طلب خوں بہا نکد  
 شاہاں چنین گفتند چہ جائے شکایت  
 فطرۃ ترانہ رند و مرا پارسانکد  
 در دہ عشق خویش ترا بستل انکد  
 ایں تیر زان کمانت کہ گاہے خطا نکد  
 در کربلائے عشق ہر خون شتافت  
 دل را ز تیر شہ جاناں نگاہ دار

ساقی بیاس خاطر چپارگان عشق  
 با شوق وصل تاب تو ان فراق و اد  
 دل داد پر ز غم سرے پر ز آرزو  
 بہر وصال خوگر آب مہوائے جہد  
 نامنزل مراد ہمال راہ رورسید  
 فرق از میان خواجگی و بندگی زلفت  
 کردی زمین شمر و سخن رشک آسمان  
 شب زندہ دار صحبت شیدا یان فن  
 شیرازہ بند دستہ گلہائے رنگ رنگ  
 در بزم بود رونق دیدہ ہا فروغ  
 افسر و گشت گلشن طبع سخنوری  
 ساقی بشد زمیکہ و بعد از آن کسے  
 از نام نیک زندگی جاویدان ہند  
 اعجاز خیر و جن عمل ہیں کہ مرکب نیز  
 یارائے آل کجاست کہ پرسد کسے نود  
 شیرینی سخن مطلب از ہتی دلال  
 در زندگی تہوش و بدمرگ اگر گیت  
 جھمی کہ ام حق محبت ادا نکرد  
 در جام عاشقاں مہ نہ ہر بلا نکرد  
 نالہ مکن کہ درد درون را دوا نکرد  
 بہر حصول مطلب عاشق چہا نکرد  
 بر آہ سرد و دیدہ ترا کفایت نکرد  
 کورفت پیش پیشین و نظر رقبہ نکرد  
 تابندہ را بخوابہ برابر قضا نکرد  
 ہیہات حشر شاد بخور و فایا نکرد  
 خفت اینچنان کہ بار در چشم دانا نکرد  
 غم ثبات پیش ز منج صبا نکرد  
 تاشم را غم خوش ہوائے قضا نکرد  
 گل رانیدہ مرغ چین ہو و ہا نکرد  
 رنداں تشنہ کام سخن را صلا نکرد  
 این میکند سخنی کہ آب بقا نکرد  
 ذکر جمیل و نام نکولیش فنا نکرد  
 پروائے ترک صحبت یاراں چہا نکرد  
 حاصل کسے شکر زنی ہو و ہا نکرد

در زندگی تہوش و بدمرگ اگر گیت  
 جھمی کہ ام حق محبت ادا نکرد



تا دوست مہنوا بود صد برگ صد نوا بود  
بر روی زندگانی ہر آبش و ابود  
گرشت او چو از ما برگشت جلد عالم  
نا آشناسا کنوں ہر کس کہ آشنا بود  
ناخن زکار افتاد پوچوں رشتہ پر گر شد  
تار شستہ بے گرہ بود ناخن گرہ کشا بود  
دل پر زہد عاشد چوں بے اثر د عاشد  
تا با اثر د عاشد در دل نہ مد عاشد  
از دور دشمن آخرب خوگر فضاں شد  
بے زخمہ محبت این ساز بے صدا بود  
و جب جوئے کیو ہر سو نسا ز کرم  
در عالم تحیت ہر نار و آردا بود  
از پر تو جمالت بزم جہان روشن  
زین پیشتر و گرنہ این بزم بے ضیا بود  
جز جرم بگینا ہی جرمے نہ بود مارا  
ویں جرم در خیالت ہم در نور سزا بود  
بے آبیارے ما گلزار لفظ و معنی  
پڑ مرده و قسروہ بے نشو و بے نما بود  
اتودہ بود گیتی ز اندیشہ معیشت  
تا در خیال مردم شہ سایہ خدا بود

خاموش گشت محوی از مرگ مہنوا یاں  
تا بود موسم گل بلبل غزل سرا بود

(۱۶۰)

طیب بل بن ناواں تو اں آورد  
بقابے کہنودش رواں رواں آورد  
چہ جذب بود نام کہ اندریں پیری  
مرا بسوے مدینہ کشاں کشاں آورد  
زمینہ خانم دور و ذرہ فندہ بچید  
بقلب راحت و تسکین جہاں جہاں آورد  
بنک مسجد و قبر مقام و عطا و ناز  
بیاد عہد رسالت زماں زماں آورد  
نہال شہ دین و فصیل یاراں  
بہ پیش چشم تصور لگاں لگاں آورد  
کشیدہ اہمہ تصویر بزم گلارہ رسول  
زہر مصاحب نام و نشان نشان آورد

عجز ملت صد سالہ رازِ نیاوار      بکھر تم کہ چہ سال یک جواں جواں آورد  
بست تاسر جمل التسنین فطرۃ بود      نہ رنج رنج نہ مار ازیان زیان آورد  
مدح خواجہ کجامن کجا دے چہ کتم      زبان کشاد زبان و بیابان بیان آورد

بہاں ذوق زباغ محمدی محوی  
بہ ارخان گل ریحان خباں آورد

(۱۶۱)

گر گوش حق نبوش و دل با صفا دہند      از ہر طرف ترا خبر آشنا دہند  
دیر و حرم یکے است پے طالبان دوست      سرگشتگان شوق بہ ہر در صدا دہند  
شیخ و برہمن ہر دو طلبگار وصلت اند      ایں دولت خجستہ نہ انم کرا دہند  
خون قتل ناز ز روز ازل ہیاست      در کر بلائے عشق کجا خون بہا دہند  
اول زبان دہند و بہ بند نہ بعد نا      در دست اہل دروئے بیہوا دہند  
زیں بیشتر بخلقی چہ جوئی نشان دوست      ہر جا از او نشانت نشان تا کجا دہند  
اسے بیہوا چرانہ در آئی بہ در گہے      کاسخا نواد برگ بہ ہر بے نوا دہند  
دنیا سلم است کہ با کس و فاختہ      صاحب دلاں نہ دل بہ چیں بیوفا دہند  
بیجاست پرش کم و کیف شراب عشق      از درد و صاف ہر چہ دہندت بجا دہند  
انساں شود ز بس سفر آخرین ما      یاران رفتہ گر خبر از ما حسد دہند  
حموی پے فرخت چاں بیدی خوش است      یک دل ترا دہند و بہاں صلا دہند

(۱۶۲)

زمانہ باتو اگر قصد جنگہ دارد      بجنگ صلح اگر مار و نگہا دارد

لگو کہ نیست ترا دست بر تیرو تنگ  
 برائے تیر بلا سینہ را سپر گرداں  
 بروئے تست ہمہ بخود بر کشا وہ نگر  
 تو مایہی ہمہ تن عیش و اغافل از این  
 چرا پرسم نیاکان رہ گل نزدی  
 ترانہ دست عمل میکشد سوئے شمیر  
 فلک گہے بہ تو یار آو کہ مخالف تو  
 بہ کار نامہ اسلاف فخر بے سود است  
 بہ سرزمین تردد و فشار پائے ثبات

بزرگ گاہ جہاں بے خطر برد و حجوی

درشت گامزن ار راہ سنگہا دارد

(۱۶۳)

کہے بہ درد دل بنیوائے ماز سید  
 بلند بود چنان در گمش که تا حوش  
 بروز خود آیت آرزوست مالیدن  
 صندلے خاطر صفائی کشاں عشق سپرس  
 چنان شورش بگیا نہ گشت دل پشد  
 چه آرزوئے نجات و چه جستجوئے صفا  
 جگر بباران زلفش گر آوہ اول

اگر چہ نالہ و منہ سوزا ز ما بجز رسید  
 چہ جائے شکوہ بیجا کہ ہم دما رسید  
 زلفت تا نہیست آلا بہ نر نہ رسید  
 کہ ہم بہ در روش نشیما بہ نر نہ رسید  
 کہ صحت ہر مدال یہ رہا نہ رسید  
 ز دست شل کہ بدامان نہ طبع نہ رسید  
 قیامت چشم عالم مر قیامت نہ رسید

نشہ زخون شہید الٰہی رست محض عشق حسین تازدینہ بہ کربلا نرسید  
 شکست کشتی مایا رہا، ولے بہد سوائے ذات خدا ہیچ ناخدا نرسید  
 دریں زمانہ کہ ہر کس بخود گرفتار است شکست نیست اگر کس بجال مازید

دوائے درد محبت وصال جاناں بود

مگر یہ محوی بچارہ ایں موارسید

(۱۶۴)

حق شناساں کہ زبالا نظر سے یافتہ اند ویدہ دیگر و نور سے و گرے یافتہ اند  
 مرد ماں چشم براہ اند پے دید جمال شاید از گم شدہ یوسف خیمے یافتہ اند  
 پاکستند وہمہ رخت تفر سوختہ اند رہروانی کہ بجویش گزرے یافتہ اند  
 بہر ہر صاحب دل بہرہ از درد دل است بہر ہر صاحب سر درد دوسرے یافتہ اند  
 کمرشاں کو دشمن گانہ پے خوردہ زر خاکساران تہ ہر ذرہ زرے یافتہ اند  
 اشک سرمایہ عشق است مگر اہل نظر ایں در ریختہ را پردہ درے یافتہ اند  
 زندہ داراں شب بحر بصد آہ و بکا درد عاہائے سحر گہ اثر سے یافتہ اند  
 درد عشق است سزاوار کسانیکہ ز غیب سر شوریدہ و پر خون جگر سے یافتہ اند  
 عمر بزدل سیر بچوں مافجہاں سالکان عمر دواں اسفر سے یافتہ اند

باتمہ دل شکنجائے حریفان محوی

داد آہ زخاں از دوا گرے یافتہ اند

”دل ماسے زشتا و آشت نمانا اشتنا گرد“

خوشاں درد جال پرور کہ در آخرو و اگر د  
 دہے آل مشکل آساں کہ خود مشکل کشا گرد  
 دلم ناویدہ محنت می برم در کتب درویش  
 کہ تا از دفتر رنج و محن حرف آشنا گرد  
 براہ کارواں اہل دل باید نفس کردن  
 کہ تا بر ہر قدم خضر طریقت نقش پا گرد  
 دریں رہ کر تو ہم پاس دل پس نفس اری  
 پئے آمادگی ہر یک نفس بانگ درا گرد  
 شود چشم تو حیراں از تماشا ہائے ایں منزل  
 بہت خاموش و دل گنجینہ دار را از با گرد  
 ز صوت سہمی پر گشت چو گوش نوا بہت  
 زیانے نیست گر نائے گھوایت بے نوا گرد  
 بیا و ر حلقہ روشنکراں و صقیل دل کن  
 کہ تا ایں آئینہ پر نور و لبریز صفا گرد  
 ملاقات سکر و حان بہم فیضے عجب وارد  
 سموم اریگزہ روز آب خنک باد صبا گرد  
 منہ بر پائے شہباز طلب بند خود آرائی  
 بدہ بال ویرشا یکجہ تار شک ہما گرد

نیکو دشمنوار عشق مرد ناتواں دل را

نہ بر صید ز بون شیر جواں زور آزاں گزرد

نہ ہر زن می تواند چوں زلیخا عشق در زین

نہ ہر لعلیوب زادہ همچو یوسف دل را گزرد

اگر آمادہ عشقی بہم آور چسب ہمت

کہ گر اندک شکایت ہم بلب آید عا گزرد

بہ توفیق است ابستہ ہمد خیر و شر عالم

اگر یاری دہد تو فسیق رہن رہنما گزرد

شکت دشمنان گزرد دست را پیش نظر باشد

حصائے دست تو ہم می تواند اثر دہا گزرد

گر از حسن نظر بیند جمال دست را عشق

نہ چشمش فتنہ زاید نہ بالایش بلا گزرد

بہ پیران دوتا، رنجتہ دندان چہ می خندی

تو ہم یک روز دندان یزی می شست و نا گزرد

کجا د کے برد دور فلک انساں نمی اند

چہ داند دانہ کے رزق دہان آسپا گزرد

نمی بینی چہ ساں بے شاد شد بزم سخن بر ہم

بلے بلے باخباں ہر باغ بلے برگ و نو گزرد

ز خوناب بگردار و دھندل آرائی

دل ماسکے ز شاد آشنانا آشنا گرد

یاد بچو او دریا دل و درد آشنا مرو

اگر در جستجو گردون گرداں ساهب گرد

لاہم باختہ حیرانم و راہے نمیدانم

بان آں مسافر کو بفرست بے نوا گرد

بتاب اے آفتاب حسن برویراۓ قبلیم

کہ تا میں خانہ پر از تو تھی از ما سوا گرد

نہ بگزارد صیادان شکار زخمی خود را

مبادا میں صید مجروح تو از دہمت رہا گرد

قدم از ناز بر خاک شہیداں نہ کہ این شاید

متلع بے بہائے خون مارا خونہا گرد

ز عمر در گزر زیں بشیر محوی چہ بچو اہی

بہشتش ابتدا کردی بہشتش انتہا گرد

(۱۶۶)

”کہ آفتابست در تانیہ و عاشق رازیالی دارد“

عجب طرز دل آویزی نال جان جان دارد جہانے میکشد از ناز و منت بر جہان دارد

بہ عجز نشان بے نشانہائے او نازم کہ با میں بے نشانی در جہان جان نشان دارد

مے عشقش بعد تلخی کند خوش کام بخوارا مگر میں بے یابی تلخی مزاج و خضرالی دارد

نہی انم چہ سال حش ز ند کوں جا بگری  
 نہ مگر گانش سناں گیر و نہ ابرویشاں ارد  
 پے ہر کارواں فتن بود رسم زلیخائی  
 بلے جو یائے یوسف چشم برہر کاواں ارد  
 ولم چول ساخور و ہر دور صحرائے آزادی  
 نہ زنبید بہارست نہ پڑائے خزاں ارد  
 نہ تنہا حسن نیلی میدہ دوق نظر بازی  
 کہ قیس سوختہ جاں ایں شرف اردو ماں ارد  
 بہ آرا باغ گیتی تا توانی در زندانی  
 چمن آراے گیتی باغ کے بے باغیاں ارد  
 ز جوش کثرت و یختائی و تہ مشو منکر  
 نہی زمیں کہ از بے قدری جس سخن نالہ  
 بہ ہر بزم ادب از شاد افزوں میشود و فتن  
 مکن عظیم بداحی کہ ذکر خیر حمد و جاں  
 سخن گوئیچہ چوں عثمان علیخان قرداں ارد  
 بہ ہر بزم ادب از شاد افزوں میشود و فتن  
 خدا از فضل خاص خوش اورا شاد ماں ارد  
 مکن عظیم بداحی کہ ذکر خیر حمد و جاں  
 پے آئندگان قوم سود بی کران ارد

ز حال محوی دلدادہ خوباں چہ می پری  
 دل پر خون سرشوریدہ، چشم خوفناں ارد

(۱۶۷)

نیم صبحم شاید کہ از کوئے تومی آید  
 کہ از کوئے در شام جان من بے تومی آید  
 تو انجام سیاست افی و من اینقدر دامنم  
 کہ راحت مردل این پیغام بچوئے تومی آید  
 و گرگوں می کند رنگ جہاں یک گشت شربت  
 ظہور جلوہ ہا از روئے نیکوئے تومی آید  
 چہ از مشرق چہ از مغرب چہ از پستی چہ از بالا  
 جبین سجدہ از ہر چار سوئے تومی آید  
 ہاں حسن جہاں زت بایں گرمی باز آید  
 نہی دامنم کہ ایں پردہ بچوئے تومی آید



زبند مذہب میر و خرم آزاد می گردد  
پرستار کے کہ در محراب برائے تو می آید  
چہ باشد گردلم را گیر می در بند خود ای  
بلے ایں کار خیر از دم گم می آید  
بہر جامی نشانم ایں دل آشفته خود را  
برنگ زلف پیاپنت بہلوئے تو می آید

نمی داند چہاں ارد سر شوریدہ را محوی  
بہر جامی ہند آں را بہ زانوئے تو می آید



(۱۶۸)

صبا پیام محبت ز پیش یار بیار  
بہ حذیب حرمی نکبت بہار بیار  
ز ذکر لالہ و گل و انگشت غنچہ دل  
سخن ز عشق بگو یا حدیث یار بیار  
ز زہر خشک نگردد نہال دل سرسبز  
بہ آبیاری آں چشم اشجار بیار  
میا بمرکہ عشق ورتو می آئی  
دل ستم زدہ و سینہ داغدار بیار

مہر بخمدہ ذوق و شوق محوی را  
چو می بری نہ از آں بزم ہوشیار بیار

(۱۶۹)

حسن چنین خوشنما از چہاں خوشگوار  
گر بشدم مست عشق طعنے مزن ہوشیار  
بے مدد ساز عشق بلے اثر جوش شوق  
نغمہ نے نادرست ساغر مے ناگوار  
پائے طلبکار راہ راہ نہاں از نظر  
دوست نشسته بہر چشم ہمہ انتظار  
پیش رو نہ سبب از کہ کنی بچوں حنا  
دوست نیکو دزد دوست یا ز نیکو زیار

باد گراں ہر چہ کرد با تو ہم آخر کند      از فلک خیرہ سرچشم رعایت دار  
 محوی آشفته سربلندی نذاری خبر  
 عمر بغفلت گزشت یک نفس ہوشیار

(۱۷۰)

بسیار دیدی جگہاں این خواجہ میں شانش نگر  
 بر حال خلق ناتواں اشیاء و احسانش نگر  
 شمع ہدیٰ افروختہ چشم از جہاں پر فروختہ  
 دل خستہ و جاں سوختہ در عشق زوداش نگر  
 در خدمت دین تیں تن خستہ دار و جان تیں  
 ہم زخم پیدایش بہیں ہم درد نہایش نگر  
 فرع کرم اصل و فاء رشع شرف، ابر سخا  
 با جملہ از سرتاپا، الطاف رحمانش نگر  
 سردار بزم عاشقی، سر باز دشت بخودی  
 سمرست حسن سمری، سرشار عرفانش نگر  
 با خاطر اندوگین، آل عمل خدانش بہیں

در صنف رب العالمین، آل چشم حیرانش نگر  
 محوی چنین اندوگین، مدت چہ در بازیں      اسے خواجہ دنیا و دین، حال پریشانش نگر

نہی گویم دعا ئے من نگہ دار  
بہر کارے رضا ئے من نگہ دار  
ہمی خواہم بیا دوش گناہاں  
مکن رسوا حیا ئے من نگہ دار  
بہ جاں گفتم چو سرگردانی خویش  
بگفت آں سرپائے من نگہ دار  
ہمہ تیراے کمال ابرو کمن صفت  
بہ ترکش یک بائے من نگہ دار

پہل گفتم محوی چوں سفر کرد  
کہ من رفتم تو جائے من نگہ دار

در عشق نہ بسیج نہ ز نار نگہ دار  
دل را انجم گیسوئے دلدار نگہ دار  
بے پردہ آثار نیاید یہ نظر دوست  
اے طالب دیدار بر آثار نگہ دار  
یاد رخ رختاست خیائے دل ریک  
ایں شمع فروزاں شب نگہ دار  
ہر خار بھرائے جنوں تشنہ زبانت  
اے آبلہ پا خلسہ ہر خار نگہ دار  
چچ است متاعے کہ خریدار ندارد  
حسن است گر القدر خریدار نگہ دار  
ینما رخ زیبا بہ تو اے ماہ کہ گفت است  
ایں آئینہ راروئے بدیوار نگہ دار  
داغ دل شویدہ مار شک بہار است  
ایں لالہ غریب است بگلزار نگہ دار  
تا بے خبر از مرگ من خستہ نباشی  
پیش نفس آئینہ رخسار نگہ دار  
تو ست حنائی و جہاں سپر بک سیر  
کے میرو و از دست برفتار نگہ دار  
بیکار مکن جہد بکار یکہ نیاید  
جہدے کن و اندازہ ہر کار نگہ دار  
زال میں کہ خاموش شو و لعل زباں کش  
لطف سخن و بآمی گفتار نگہ دار

گر محوی حسرت زده را یار نگیری  
بارے ز جفاکاری انجیا رنگہ دار

(۱۷۳)

”ساقیا خردیں دور طرب زود بیار“ مصرع طبع المصنوع بند کاغذی

ساقیا در د فزوں گشت دوا زود بیار	مٹے بے درد دیدہ آتش بے دود بیار
عشوہ چند ز چشماں قسوتگر لفر و شش	بوئہ چند ز لبہائے می آلود بیار
زخم دل بہ نشہ از خندہ شور انگن تو	مرہم تازہ بایں زخم نمک و بیار
زندہ کن رسم و فائز راہ محبت پیما	راہ و رسمے کہ ز عالم شدہ نفوذ بیار
بہر گرد آوری دست محبت شرط است	گر ایا زست ہوس خصلت محمود بیار
سینہ در نصیبان نشو د تنگ ز غم	زخم پر زخم خورد و خاطر خوشنود بیار
در رہ عشق و جنوں سوز زیاں کیانست	از زیاں حرف مرزن قصہ ناز و بیار
عن تلخ نصیحت بدعا شیریں کن	واعظا ایں زہر بیک عالم زرا ند و بیار
فقی از سئی فزوں رزق فرا د اں گردو	اسچہ از سئی برزق تو بہ افزد و بیار
بہر طاعت مہبود ز سر بہر دل کن	یاسہ عجز فرد بردر مہبود بیار

محوی خستہ اگر دید تمنا داری

دیدہ دید طلب طالع مسود بیار

(۱۷۴)

”بقبال را بوجہ و رف کرد و زگار“ میرزا آقایی

لا تبتسوا لالہم فان الہم ھو اللہ

ناف نہ بخلق حکم قضا کرد روزگار  
 رفت از ناہمائی کہن را بیا داد  
 قانون مرگ قاعدہ زست بر ہم درد  
 ایں دعویٰ را کہ از ہمہ گرد کشاں قلیست  
 ہر جادو کہ خواست جہاں گلزن شود  
 قومیکہ از اطاعت حکمش کشید سر  
 نگذاشت بے جزا و سزا فعل ہیچ کس  
 ہر کس کہ زد بد امن او دست پیردی  
 چندیں ہزار سال تماشائے ساز و سوز  
 شنیدہ حدیث پیمبر کہ گفتہ است  
 بول دہر خود خداست چہ جائے شکایت  
 از خود نباد غم نہ جفا کرد روزگار  
 آئین ہائے تازہ بن کرد روزگار  
 بچساں بحق شاہ دگدا کرد روزگار  
 ثابت بحد تیغ فنا کرد روزگار  
 ایما از آل بصدق و صفا کرد روزگار  
 آل را اسیر دام بلا کرد روزگار  
 قاضی نبود و کار قضا کرد روزگار  
 ہر حاجتی کہ داشت روا کرد روزگار  
 بے ساز و سوز چون و چرا کرد روزگار  
 خود رایجے بذات خدا کرد روزگار  
 او کرد ہر چہ کرد کجا کرد روزگار

محوی ازیں بقا چہ زنی دم کہ درد مے  
 چون تو نہزار مرد دفن کرد روزگار

(۱۶۵)

”برخیزند صدق بہرہ بر گیر“

اے مرد سفرہ سفر گیر  
 حاشائے قدم زہر گیر

این زہ تو میردی بیدار است      این جادہ نہ از قدم نہ سر گیر  
 باز ہم عاشقی بدل نہ      دان غم دوست ہر جگر گیر  
 ہر قطرہ اشک تست گو ہر      درد امن شوق این گہر گیر  
 اے لب تو مباحش غافل از آہ      وے آہ تو دامن اثر گیر  
 عفاے طلب بیا بہ پرواز      اوج دو جہاں زیر پر گیر  
 پرواہ صفت بیوز خود را      از شمع جمال او شرر گیر  
 تا چہ نہ خود ہجرت خو      اندازہ آل ز چشم تر گیر  
 در راہ خطر ز رہزنانت      دنبالہ مرد مجبور گیر  
 آوارہ مشو بگیسہ یک در      آل در بدو دست سخت تر گیر  
 تخمے کفشاندہ دریں جا      گرد و شجرے از آل ثمر گیر  
 دامن لیشاں ز حرص دنیا      زیں تودہ خاک مختصر گیر  
 خواہی چو بر ساری بہ منزل      از ملہم غیب را ہر گیر  
 گفتند باو کہ طالب صدق      بر خیز ز صدق بہرہ بر گیر

اے بار خدائے عالم آرائے  
 از محوی جنبہ خبر گیر

ز

پائندہ وضع کبہ و تنجائے ہنوز      از راہ در ہم مہر کہ بہر گمانہ ہنوز  
 عہ یہ تلم ایک بڑے تھوہر دست کو بی گئی تھی۔

در تلخ و ترش همچو زناں میکنی تیز  
 کس را چو خوشی تن فشاری به آقا  
 دادی هزار مهر کف و دیں بپا  
 از مشربم پیرس من نذر روز شوب  
 در ملک دل که خیل خرد پائمال کرد  
 بس دیر کعبه گشت، و بے کعبه یربا  
 کاشانه با خواب شد و شهر با تباہ  
 با صد هزار دفتر الحاد منکراں  
 نا آشنا ز شیوہ مردانہ ہنوز  
 در بند و پیچ سبجہ صد دانہ ہنوز  
 چشم و چراغ بزم حریفانہ ہنوز  
 گویم بدلبر سے کہ تو جانانہ ہنوز  
 فرمانروا شوکت شاہانہ ہنوز  
 اے بولعجب کہ صاحب ہر خانہ ہنوز  
 ترین شہر و دولت کاشانہ ہنوز  
 مقصود ہر حکایت و افسانہ ہنوز

اظہار عشق شیوہ نامرد می بود  
 محوی مگر ز عشق تو بیگانہ ہنوز

(۱۷۷)

دلم ز جعد بلند نہ این است ہنوز  
 بردن ز رفتہ ز سر جویش بادہ اخلاص  
 خیال ردئے تو ہر لحظہ در دل تنگ است  
 خزاں نیافتہ رہ اندرون بارغ صفا  
 بہ بزم انس نہ انجم چہ دیدہ ام یار  
 براہ کعبہ دل صد ہزار راہزن اند  
 چو سرود خوئے آزادگی مکن قسری  
 اسیر سلا زلف پرفتن است ہنوز  
 ہماں شراب کہن با لہر زدن است ہنوز  
 ز غم حسن تو این خانہ روشن است ہنوز  
 بیا کہ وقت تماشائے گلشن است ہنوز  
 کہ چشم بے لہر و لطف اکھن است ہنوز  
 مرا خیال کہ این کعبہ ماسن است ہنوز  
 ترا کہ طوق اطاعت بگردن است ہنوز

مہ یہ نظم ایک بہت کے لیے لکھی گئی تھی جس سے لڑا بعض وجوہ سے تندر تھا۔ اور جس کے وہ شاک کی تھے۔

ز حال خستہ بیچارگان چہ می پرسی      فلک مخالف دہم بخت دشمن است ہنوز  
پے دعائے تو محوی برسم عہد قدیم  
کشادہ ہر دو کف بستہ دامن است ہنوز

(۱۶۸)

برخیز ز نگاہ یار برخیز	اے فتنہ روزگار برخیز
بہ نما بجھتاں رخ تکی	اے شعلہ بے شرار برخیز
اے سرو رواں فروز گیتی	باناز کرشمہ بار برخیز
تا گردن عالمے بہندی	اے کاکل تابدار برخیز
بگرفت سپاہ غم دل و جا	اے خواجہ بہ زینہار برخیز
مے ماندہ ساغر و نہ ساقی	از میکدہ میگار برخیز
بروند بیتاں دگر دلم را	اے کعبہ بہ زینہار برخیز
بہ نشیں سخیال دوست نشیں	برخیز بہ یاد یار برخیز
منع است سوال ز اں شہ حسن	در ویش زر گرہ زار برخیز

محوی نہ جہانت جائے آرام  
زیں کلئہ تنگ و تار برخیز

(۱۶۹)

حسن گل از نظر شوق نہانت ہنوز	بلبل عشق ترا وقت غنائت ہنوز
چشم موسیٰ است کجا و نہ ز خلوتیکہ طور	آں تجلی کہ عیاں بود عیانت ہنوز
دیدہ دیدہ انہم چہ بلا بود کہ آن	آفت جاں ہمہ پیر و جوانست ہنوز



الہ الہ چہ فصول بود کہ خال رخ دوست  
 راحت در پنج نشد مانع رفتار جہاں  
 مردم دید کہ صاحب نظر است ہنوز  
 گنج اسرار تو با ہر و نشاست ہنوز  
 دجلہ در وادی بغداد روانست ہنوز  
 چشم شوق است و سبوت گنج است ہنوز  
 صد و عابے تو مرا در روز بانست ہنوز  
 مایہانیم و فلک نیز ہانست ہنوز  
 از جہانے فلک پیر چہ امید خلاص  
 محوئی تشنہ ز کف جام محبت نہ ہنود  
 رند ما معتقد پیر معانست ہنوز

(۱۸۰)

بادشاہ شہد شہابم ہنوز  
 شام جوانی ہمہ در خواب رفت  
 پیر شد مست و خرابم ہنوز  
 صبح دیدہ است و بخوابم ہنوز  
 سرخوش از آن خواب شہابم ہنوز  
 سرخوش از آن خواب شہابم ہنوز  
 درد تہ جام شہابم ہنوز  
 پختہ نگردید کبابم ہنوز  
 دور تر از درس کتابم ہنوز  
 دور تر از درس کتابم ہنوز  
 منتظر رہ رہ حسابم ہنوز  
 رفت زمرہ بپایہ و گلابم ہنوز  
 معتقد شہنشاہم ہنوز  
 معتقد شہنشاہم ہنوز  
 رفیق ہمہ بہر قافایہم ہنوز  
 رفیق ہمہ بہر قافایہم ہنوز

دعہ وصل است بن حویما  
منظر عود شبایم ہنو ز

# س

(۱۸۱)

در دلم یک آرزوئے دیدن یار است پس  
خامشی ہر چار جانب گوشن آواز دست  
میرستہ بانمزل مقصود در پایان کار  
از بہار زندگانی و زخراں نیستی  
اختلاف کفر و دین غوغائے شیخ و برہن  
انچہ باقی ماندہ از صوف صفادر عہد ما  
جام چشم منظر لبریز دیدار است پس  
عالی در خواب نشین چشم بیدار است پس  
رہر و راہ طلب را شوق رکلاہ است پس  
مدعائے باغیاں اخلاہ و اظہار است پس  
در حقیقت فت نہ تسبیح و زمار است پس  
خرقہ موئینہ و شیعینہ دستار است پس

میرد بارگنہ محوی بہار جزا  
این متاع کا سدش را کھنڈ یار است پس

(۱۸۲)

”بحولے پایاں شکستیم از کنار ماہرین“

نخل تصویرم ما از برگ دبار ماہرین  
زادگان غریبیم آوارگان دشت ہجر  
در زمین شور دل شکستیم تخم آرزو  
یک دل بجایہ و فکر دوعالم بر سرش  
از خزان ماگو ذر نو بہار ماہرین  
از خزاں ما جھلیم از دیار ماہرین  
جھل ما در دشت از کشت زار ماہرین  
تالاب بچاگی بین کھرو مار ماہرین

صورت مانگرو از حال زار ما پیرس  
 نقد مارا بر محکم نین ز حیار ما پیرس  
 داغهای سینه من زلاله زار ما پیرس  
 ملک دل چوں کرد غارت شهوار ما پیرس  
 جبر چشم ناز میں وز اختیار ما پیرس  
 در سفر اندیشه لیل و نهار ما پیرس  
 هست مردانه این خاکسار ما پیرس  
 یاد دار این قول از انجام کار ما پیرس  
 اندرین طوقاں چه شد شست بخار ما پیرس  
 دیدہ عبرت کشاد ز مزار ما پیرس  
 باہمین اسطنتہ حدیار ما پیرس

عجز ہا کر دیم لیکن او نبر از خود نداد  
 یار بے پروا ست محوی حال یا پیرس

(۱۸۳)

از دوست نے وفائے ز دشمن جفا شناس  
 بخشش سے بدیدہ خود خال دے خویش  
 گردا دہ بر بوتہ دل چاشنی فقر  
 خواہی اگر کہ گام زنی بر رضائے دوست  
 تا جذب ذات او نہ شوی از کمال شوق  
 ہر آنچہ میرسد سبست از خدا شناس  
 دل را مثال آئینہ خود نما شناس  
 آل را خمیر مایہ صد کیب شناس  
 ہر شیوہ را نگاہ کن و ہر ادا شناس  
 مگر از بندگی و خدا را خدا شناس

بادشگاہ ناطقہ و قوت بیاں  
 اُس خواجہ را کہ چارہ گر بے نوا شد  
 ہر انچہ یافتی بہماں از عطا شناس  
 بنیاد ایں جہاں ہمہ بر علم و حکمت است  
 ہر ذرہ کہ منگری انجا بسجا شناس  
 دل میشو و گفتم ز ہر حرف و نشین  
 دل را برنگ غنچہ سخن را صبا شناس  
 محوی چہاں رسی بسر مدعا ئے دل  
 چوں در بر تو نیست دل مدعا شناس

(۱۸۴)

در فکر یار ہر کس دیار سے نزدیک کس  
 زیر سم سمند سوار سبک خاں  
 ہر جا گل و بہار و بہار سے نزدیک کس  
 اے شامدان لالہ و گل ایں چہ ماجراست  
 پامال گشت ملک و بخار سے نزدیک کس  
 گوش گل اندریں چمنستان نگ بو  
 آتش گرفت باغ و شراب سے نزدیک کس  
 داری ہوائے صلّٰی بلّٰئے فراق کش  
 پر شد ز نغمہا و ہزار سے نزدیک کس  
 آسان مان ز بند غلامی گریختن  
 گل را بغیر زحمت خار سے نزدیک کس  
 زیں بارگاہ راہ فرار سے نزدیک کس

زال بادہ کہن کہ بہ محوی رسیدہ است  
 ہر خام خورد و جام و خار سے نزدیک کس

# ش

(۱۸۵)

منظر نظر باش کہ مقصود راں باش  
 اے آفت جاں باعث آرزو باش جاں باش

اے شوق سزا سیمہ مدہ منشی از دست  
 در منزل اوقیس صفت خاک نشین شو  
 چوں یار دل آرائے توبے نام و نشانت  
 غافل مشو از ناله بہہ نگام بہاراں  
 بیش کم عالم القیین ایں ہمہ هیچ است  
 یک عمر نشستی بر ادب پیش فسلطوں  
 وے جدید حیرت زده شیش نگر ایں باش  
 بر سنگ درخش سر زدن فزاد نشان لبش  
 تو نیز برو عاشق بے نام و نشان باش  
 اے طبل شوریدہ نہ پابند خزاں باش  
 وز نیک و بد دہر و گداز هیچ مد ایں باش  
 یک چند بیا معتقد پیہر منماں باش

از جام فنا حافظ و صاحب ہمہ ست اند  
 محوی تو ہم آادہ ایں طل گراں باش

(۱۸۶)

باغبان فطرت و میدان جہاں گلزارش  
 قسمت طبل شیدا ز ازل آزار است  
 دل افسردہ بخوابت بیا دیدہ تر  
 رہ غلط کردہ بریں راہ قادی لیکن  
 منتظر گوش کہ یک حرف ز بولش شنود  
 رنج رنج است اگر یار عیادت نکند  
 بر رخس ہست ہماں خال خد ہر و وفا  
 یار در پردہ کند کار چہ یار اے خرد  
 اے کہ در خانہ آسایش تن می باشی  
 توجہ دانی کہ چہ سود است مرا اینجا چہ یا  
 نخل ایں باغ حیات است محبت بارش  
 گل اگر یار شود خار و دہ آزارش  
 بر رخس آب بزن تا بجنی بیدارش  
 گر ہمیں است ر عشق دلا گزارش  
 دیدہ مشتاق کہ چوں مست ہدیارش  
 رنج راحت شود اے دوست کن تیارش  
 حسن گرفت پدید است ہمہ آثارش  
 کہ بہ ہش رسد و پردہ کشد از کارش  
 پر حذر باش زریگ است مرد دیو دارش  
 اندرین ملک اگر جنس دگر بازارش

کَلک استاد محیط است همه عالم را      نقطه نیست که بیرون دواز پر کارش  
عاشق خسته نیا سود شب از دور و فراق      تا سحر بود در فانی دیده دریا بارش  
شعر محوی به مثل قند مکرر گردد  
گر لب یار به الطاف کند تکرارش

(۱۸۷)

اگر چه بود گوارا تر از شکر بخش      نیافت بهره مگر کس ز تنگی و نهش  
چه بیج پاک نه افکند کاکلش بجهال      چه فتنه پاک نه انگشت چشم پر فتنش  
برنگ شمع که تابد ز پرده فانوس      و مد ز پیرین اول طافت بدش  
علاوت بخشش گر گزیند بخيال      لب خیال زند بوسه لب و نهش  
فنا ده اند زبان بسته و کشاده نظر      هزار بلبل گویا بچوشت چمنش  
بمن حکایت که سار و کونکن چه کنی      که سینه ام همه کوه است دور و کوشش  
بغیر بند گراں دست گردن نگزشت      فغان ز چاچی زود دازی رنش  
بسوز سینه چو پروانه میزند بچراغ      چراغ راجه تال بود بسوختنش  
غرض ز پاکلی دامان یوسف است چه سو      سوال پیش و پس چاکه های پر نهش  
هلاک جاسد بدخوست خود شمار حد      چو کرم پیله که بر خویش می تند کفنش

کجاست محوی آشفته سر خدا دادند

گزشت عمر که آواره گشت از وطنش

(۱۸۸)

ای مرزین عشق چو پیرانست میانش      در کشتی تیره ولی آسمان بهاش

مارا ہزار بار بہرِ محبہ آ زمودہ  
 مقصود از جنابت بہار جمال دست  
 رہ میرد بدشت جنوں کاروان عشق  
 تمنائے امتیاز بنی عامر است عشق  
 از گرم دہر و اہل جہاں یا میچ سر  
 گہ میکش ز خاک گہ میرد بخاک  
 "اول بلا مرغ بلند آشیای سدا  
 یک در بگریو مر و صفت محکمش گجیر  
 نان جوئی باب حبیبی تر کن و بخور  
 حرف سبک فراخ ز نامرداں بود  
 از پنجه نیست زور تر از رستمی مکن  
 استادگی محمود و رو نیست ارتفاع  
 فرصت کم است ہر چہ کنی در بہار کن  
 خواہی اگر کنند ز بند نفس رہا  
 ہر ذرہ میرد ہوائے لقائے تو  
 بزم ادب کہ شاد بود جملہ گرداں  
 انکوں پیادہ در پے ایں امتحاں مباحش  
 رویش بہ میں مایل سیر جہاں مباحش  
 اے عقل خیرہ نہرن ایں کارواں مباحش  
 مجنوں نگشتہ داخل ایں دوداں مباحش  
 یا از جہاں کنارہ کش در جہاں مباحش  
 غافل ز عشوہ بازی ایں خالداں مباحش  
 در برق و باد مرغ بلند آشیای مباحش  
 سرگشتہ چوں گداید ایں آل مباحش  
 بر خواں سفلہ کا سہ سیہ میہاں مباحش  
 حرف سبک گو و ہر دم گراں مباحش  
 در دست نیست جام تراجم نشاں مباحش  
 آرزوہ از روانی عسکر دال مباحش  
 در انتظار آمد فضل خدایاں مباحش  
 اے عنذ لیب حرف مرزن نغمہ خواں مباحش  
 اے آفتاب حسن نغمہ نیست نہاں مباحش  
 در جستجوئے نکتہ رس قدراں مباحش

محوئی کہ شد ایر کند دلائے تو  
 رجمے بحال ادکن و ناہر ہاں مباحش

صائب پر خارغ است ز بے برگ خزاں  
 آئی اگر دے بدل جانثار خویش  
 راضی شدم بدو فراق ت ز سادگی  
 عہد قدیم وصل ز سر تازہ می شود  
 حاصل نشد کہ یک دم آزادگی کشد  
 یک رنگ باش در نہ چو طاوس بہت رنگ  
 فتنے میان عہد بہار و خزاں نکرد  
 بست گردے بہ آئینہ دل کہ می شود  
 بہت طلب ز خاک ستاں بے پناہ  
 بلا دست جملہ پر است از جلال دست  
 تابستہ ایم چشم بال تو انگواں

مرحکہ دقفس گزر اندہیب از خویش  
 بنایت بہار دل و اخذ از خویش  
 نا از مودہ طاقت صبر و قرار خویش  
 چوں یاد میکنم ز فراموشی کار خویش  
 شرمندہ ام ز زندگی ستار خویش  
 افق بہام درد ز نقوش و نگار خویش  
 آنکھ کہ داشت نگ خزاں بہار خویش  
 آئینہ بر تو خال خدوئے یار خویش  
 تاشہر خویش باشی و ہم شہر یار خویش  
 منگر بچشم کم بین و یار خویش  
 افتادہ ایم از نظر اعتبار خویش

محمی نہاشت دست بہت کشادراز

خود دوست بود پردہ و پردہ از خویش

(۱۴۰)

ترا کہ گفت کہ در بند کفر و ایماں باش  
 ز حکم دوست ترا چارہ نیست جز تسلیم  
 بعشق دانش پیری کمال نادانیت  
 اگر تو خود نتوانی شدن سراپا درد  
 بدوست عہد و غایت ز قول بانی

گزر زہر و اسیر ضائع جاناں باش  
 بہ کفر گریزندت ترا سلاں باش  
 بساں طفل دریں نگہ از ناداں باش  
 برائے درد دل و درمند درماں باش  
 پیچ سر ز بلا پاسے بند پیاں باش



بروں ز خاطر ویران خود مرو پئے خضر  
 تو خضر راہ خودی اندر زین بیاباں باش  
 مدہ ز دست پئے مال ز شرافت نفس  
 حریص و لت دنیا کے دل چنداں باش  
 بشکل خویش خدا آفرید انساں  
 ہیں بس است خدا را بکل انساں باش  
 ہوئے نام و نشانت گم ترا بجہاں  
 نہاں ز چشم خلایق چو آب حیاں باش  
 بیک نگاہ کس ایک دو جہاں بخشند  
 گدائے رگزار ہماں کر یاں باش

بہ زم شاد سخن سنج و نکتہ داں محوی  
 بسان لیل شوریدہ سر غزلخواں باش

(۱۹۱)

اے باخیز ز حالت مایخیر مباحش  
 پوشیدہ از نظارہ اہل نظر مباحش  
 گر طالبی براہ محبت جسدیدہ رو  
 در فکر زاد و بدرقہ و راہبر مباحش  
 بہر جراحے کہ رسد از سان و ست  
 در حجب وے و ادس چارہ گر مباحش  
 در عذر و اسن تو طبع نشاط جو  
 بے خاطر شکستہ و بے چشم تر مباحش  
 یک در بگیری دست طلب محکش گیسر  
 چوں بند گان حوص ہوا در بدر مباحش  
 ہر لحظہ بہر شاہ دعا کن بصدق دل  
 یعنی کہ منحصر بدعا کے مباحش

ہدم برو بدر نہ درس خرد گیسر

در انتظار محوی آشفہ سہ مباحش

(۱۹۲)

اے بخیر و ک گفت ترا بادہ نوش باش  
 چوں یکدہ مدم بچش و خروش باش

داری اگر بدل ہوس بادۂ ظہور  
 خاک ترا بابِ مروت سرشتہ اند  
 رو پیش ما حکایت عیب کساں کن  
 بر ہر صدائے دہر بہ ہر رنگ آسماں  
 روز جزا حساب دہ قطر قطری  
 ہنگام احتیاج چو یاراں میکدہ  
 بنشیں بدوستانِ صراحی صفتِ نجف  
 ہر روز در ترقی علم و عمل بکوش  
 شور و خروش دم و درہ نارسد گشت  
 بزم جہاں لبس بدہ زیر وزیر کن  
 تائب ز بیکشی صفتِ میفروش باش  
 در کار خیر چوں خسم بادہ بکوش باش  
 بر عیبہا چہ پر مغالہ دہ پوٹاں باش  
 چوں زادگاں مخ ہمہ تن چشم گوش باش  
 چوں سکیں شال ز شیفۂ ناو و نوش باش  
 باد و ستاں غمیش تو ہم دست و ش باش  
 در بزمِ غیر چوں لب باغِ خموش باش  
 امروز چوں شراب کہن بہ زد و ش باش  
 چوں بادہ رسیدہ ما بے خروش باش  
 چوں درودتیشیں بکول اس کوش باش

ایں پند عاقلانہ ز حموی بگوش گیر  
 در ایں جہاں بگوش نصیحت نیوش باش

# ل

(۱۹۲)

”سر و چشم بر خاکپائے رسول“

شکستہ است دل در فضا ئے رسول  
 کہ دم می زخم در ہوائے رسول  
 نسیم مدینہ سبحاں میہ ہد  
 شمیم دم جا نغزائے رسول

بگوشش حریفان صدائے رسول  
 بہ نامے رسالت نوائے رسول  
 دل اہل عرفاں حلائے رسول  
 دل گرم و شیریں ادائے رسول  
 نہ بجز اشت فکر رائے رسول  
 کہ بہتر نہ یابی ز رائے رسول  
 جیکھاں نگیں نہ جائے رسول  
 بود آں مقام ابتدائے رسول  
 زہر گوشتہ پیدا ضیائے رسول  
 صبا می برد مر جائے رسول  
 کہ ہر جاست نقشے ز پائے رسول  
 ”نمر و چشم بر خاک پائے رسول  
 ز چوب ستون متکائے رسول  
 دوا ہا ز دار الشفائے رسول  
 ز فیضان شکر کشائے رسول  
 براہ خدا و برائے رسول  
 مہماں صبر آزمائے رسول  
 نشد دیگرے ہموائے رسول  
 تھر برگ و بار دعائے رسول

ہنوز از صفابر ملا میرسد  
 بہستان نوید طرب میدہد  
 سوے خواں مجد و علایم کشد  
 چہ اقلیم دلہا مسخر نکود  
 بدیں متیں ناکشادہ بگرہ  
 جو حکمت اہل یونان و روم  
 رسالت ز حکمت فراتر بود  
 ہر انجا کہ حکمت باخر رسد  
 بیاوردینہ کہ بہیسی عیاں  
 بصحرا نور داں پر آرزو  
 مذاہم دریں جا کجبا پائیم  
 بجائے قدم از ادب محی ہم  
 بنال اے دل خستہ و کم مباحش  
 در اینجا بہمیا غم منیہ ہند  
 در اینجا ہمہ عقدہ حل می شود  
 نہ مردن مردان کہ جاں دادہ اند  
 عبوران یکدل کہ سر کردہ اند  
 چو صدیق اکبر بہ تصدیق دیں  
 علی نوہال گلستان علم

غنی بود عثمان از آں کو که یافت  
 در نعمت زد و دستش بر آئے رسول  
 دلائل پیمبر دلائل خداست  
 رضائے خدا در رضائے رسول  
 بر است خدا بود از جان و دل  
 دل و جان است فدائے رسول  
 نظامت بنا کرد و محو می سرود  
 بدین جام مدح و ثنائے رسول

۲

(۱۹۴)

بیاد کامل و رخسار میگیریم  
 گزشت عمر که لیل و نهار میگیریم  
 رسید فصل گل و گلزار ما رسید  
 در این بهار چو ابر بهار میگیریم  
 ستم کشیده هجوم قرار در دل نیست  
 چه جائے طعن اگر بقیه دار میگیریم  
 جہاں بگویی من قاه قاه میخندند  
 منم که باز ماں تزار زار میگیریم  
 صدائے تمنّاس میرسد ز عالم غیب  
 به آه و ناله چو در کوہسار میگیریم  
 صبا ز من بر ساں این خبر به اہل دیار  
 کہ صبح و شام بدر دیار میگیریم  
 و میکند یاد کنم بزم انس پیر مناس  
 چو برق حی تپسم و ابر و وار میگیریم  
 مرا گزاشت ب تنہا و کار و اہل بگوشست  
 چو طغی گم شدہ رگزار میگیریم  
 محرم است و پے نذر شاہ کرب و بلا  
 بجائے اشک در شاہوار میگیریم  
 بگویی کہ وہم آ نماز زندگی محوی  
 اہل رسید و بر انجام کار میگیریم

از نور شمع ماضی جانانہ خستیم      بے شعلہ و شرارہ چو پروانہ خستیم  
 از دماغ دل بخرم سستی شر فساد      یعنی ز شمع خانہ خود خانہ خستیم  
 صد کار و آل بمنزل مقصد رسیداند      از یک چراغ ماکہ پورانہ خستیم  
 سوزند بچو مرد و زنان ز دیار ہند      از باعجب مدار کہ مردانہ خستیم  
 خواب آورد فسانہ مگر ما سوز دل      در چشم خلق خواب بفسانہ خستیم  
 صدرہ دریں جہاں بخیال مضاعف دست      بر ہم زدیم کعبہ و تخبانہ خستیم  
 از ما بخر حکایت دیوانگی محو      دیر است قدر دل فرزانہ خستیم  
 ہامان بھر آتش نمرود بر فروخت      ایما ز دوست رفت خیلانہ خستیم  
 ہاشیم تانہ بر محک یا ز زرد رو      در بوٹہ یگانہ و بیگانہ خستیم

محوی غریب مرد و باہ شہر فشاں  
 بر خاک او چرخ غریبانہ خستیم

زباں از دوست بیجا شکوہ پردا ز است میدنم  
 جواب صد نیاز عشق یک ناز است میدنم  
 بایں وعدہ خلافی میکنم ہر وعدہ اش باور  
 ہمیں اعجاز آل لعل سخن ساز است میدنم  
 بصورتے محبت میدہم سر طایر دل را  
 ولے این مشت پرور چو باز است میدنم

بجوشم میرسد ہر دم صدائے تازہ از گردوں  
 سن از بے دانشی بشنیدہ آواز است مید انم  
 نمید انم چرانت کشم در باں و حاجب را  
 بروے ہر کس و ناکس نرت باز است مید انم  
 ز جام عشق می نوشم چه انجام است می فہم  
 بساں بادہ میجوشم چه آغاز است مید انم  
 زباں ہر چند میدارد نہاں راز محبت را  
 ولے رخ در پے آفتائے ایں از است مید انم  
 دہم صد بار جاں بروعدہ دیدار او محوی  
 ولے ایں حرف از لعل سخن باز است مید انم

(۱۹۷)

سوزاں برنگ شمعیم نالاں بساں نایم یعنی ز عہد طفلی زین مرد آشنایم از خود خبر نداریم در عالمے کہ مایم در گوشہ قناعت شاہ گدانا میم ہم خواجہ بہت مارا ہم صاحب خدایم معقون ہر کرشمہ ممنون ہر ادایم عمرے گزشت مارا در فکر رہنا میم چوں پرکاشہ محوی در جذب کبرا میم	تا ما و فاپرستان از بزم توجدا میم شورآبہ محبت مارا بہ شیردادند از ما خبر چه پرسی از کار گاہ عالم آوردہ ایم آخر پائے طلب بداما توہین ما غلامان حاشا رو انباشد دلسوز ہر کرشمہ جاں بخش ہر ادایت خضر خجستہ طلعت بنما رہ حقیقت احمد کلیم مارا آوردہ است اینجا
--	---

خص شور و شر باں بود نمی دانستم  
 بر خط سبز نظر کرده گرفتار شدم  
 دل بصد حیلہ بودم ز کند زلفش  
 رفتم و مشکوہ ز آزار رقیباں کردم  
 هستی خود بجاں بود مرا یقین یس  
 پشت بہت ز گرانباری محنت خم شد  
 خندہ برگریہ دل سوختگاں می کردم  
 عشق فرایہ و فغاں بود نمی دانستم  
 دام در سبزہ ہماں بود نمی دانستم  
 چشم باتیر و کماں بود نمی دانستم  
 یار خود در پے آں بود نمی دانستم  
 آں ہمہ و ہم و گساں بود نمی دانستم  
 ایں خیس بارگراں بود نمی دانستم  
 قسم نیز ہماں بود نمی دانستم  
 دی غزل خواند بہ آہنگ جواناں ہے  
 محو می شیوا بیاں بود نمی دانستم

رفتم گرچہ ہدم در بہر نہ یافتیم  
 میخواست دل زین تو یک نہ خم و کشا  
 رفتم بقیرار پے سجده درت  
 دارائی دیار شہادت بہار مید  
 دیدیم آرمیدہ خداے نصیریاں  
 آزادہ تر ز صاحب جو ز ندیدہ ایم  
 انگند باب خیر و ایں طرفہ ماجراست  
 طوفان رسیدہ موج بگردوں کشید سر  
 تاب فراق در دل مضطر نہ یافتیم  
 آسایش از جراحت خجور نہ یافتیم  
 فرصت مگر بسجده آں در نہ یافتیم  
 دل شادماں کہ بخت بکند نہ یافتیم  
 پیغمبرے اگر تہ چادر نہ یافتیم  
 بخشندہ تر ز خواجہ قمبر نہ یافتیم  
 افادہ تر ز فاتح خیر نہ یافتیم  
 کشتی شکست سائل و لنگر نہ یافتیم

طالب بیا مدینہ علم رسول را  
زین در کے کشادہ و برتر نہ یافتیم  
شاید کبند زلال لیش رخ تشنگی  
تکیں ز جام شربت کوثر نہ یافتیم  
از خواجہ درس مہبت و مردانگی بیکر  
کو را ز دور چرخ کد نہ یافتیم

محمی بروز حشر ز غول کے دار و گیر  
جائے پناہ جزبہ پیس نہ یافتیم

(۲۰۰)

حدیث عشق کہ تفسیر حن یار کنم  
از ایں دو کار نہ انم کد ام کار کنم  
ز من عشق چہ حاصل مرا کہ من این کار  
ہزار بار کنم صد ہزار بار کنم  
نشتہ ام بسراہ او بدیں امید  
کہ جاں نثار برآں نازنین سوار کنم  
کجاست شاہ شیریں ادا کہ در عشقش  
دو بارہ صفت فساد آشکار کنم  
گزشت عہد شباب ہوئے عیش و نشاط  
خزاں رسید چہ ساماں نو بہار کنم  
بر اقلقم ز جہاں رسم جانفراے امید  
اگر سخن ز دل نا امیدوار کنم  
محبت است کہ ہر زخم تلخ کاحی را  
بہ نوشداروئے نام تو خوشگوار کنم

ہزار بار بہ لبست و ہزار بار نکست  
وگر بہ توبہ محمی چہ اعتبار کنم

(۲۰۱)

ننگ بے لطف قایل بود شب جاییکہ من بوم  
خوش از جنس دل بود شب جاییکہ من بوم  
تنفس ساز بخل بود شب جاییکہ من بوم  
سرود از پر و و دل بود شب جاییکہ من بوم  
ز حسن خوشین ہر مست ساقی رگراں زنداں  
عجب متانہ محفل بود شب جاییکہ من بوم



عروج ماہ کامل بود شب جالیکہ من بودم  
نظرا کا رکھل بود شب جالیکہ من بودم  
خود دعوے باطل بود شب جالیکہ من بودم

فتاب لغادہ بود از عارض باال جانانہ  
بنود از جلوہ ہائے جانفز انظار و راقصہ  
محبت کا رمیز بود با صد حسرت و تکلیف

دل آفتہ محوی جزایں دیگر نمیداند  
کہ لیلائے محل بود شب جالیکہ من بودم

(۲۰۲)

خود عاشق خویش دیار خویشیم  
عشق مگر از خودی برآورد  
پیری ہمہ حاصل جو نیست  
نامح تو چنان کنی نصیحت

آعجبہ برد زگار خویشیم  
از دیر در انتظار خویشیم  
در عین خزاں بہار خویشیم  
گویا کہ بہ اختیار خویشیم

محوی بدیارتختہ سبخی  
شرمندہ اعتبار خویشیم

(۲۰۳)

مرا بیا رچہ حاجت کہ آشنائے خودم  
نہ در سرم ہو کس مے نہ آرزوے بہار  
نہ در خست آوارگی بدشت جنوں  
گپے ز عجز و نیاز خودم نماز طلب  
مرا نیاز بہ پیراں خدائے تو نیست  
بچا و در درجہ حاجت مرا بچارہ گریست

بکس خویش نظر میکنم فدائے خودم  
مدام سر خوش و سرست مریہوئے خودم  
رہین منت پائے شکستہ پائے خودم  
گہمہ بسجدہ جبروت و کبریا ئے خودم  
کہ من مرید خمیر خدا نمائے خودم  
کہ من طیب خود و درد خود دوائے خودم

چو میدہد حقیقت مرا خبر محوی  
رہین منت طبع سخن مرائے خودم

(۲۰۴)

جلو حسن تو در کون و مکان می بینم  
آنجہ بنیہ نہاں کن بجایاں می بینم  
پر نور وئے تو در لاله و گل می بینم  
تاب رخسار تو در آب و ایں می بینم  
آمد و رفت نفس گردش خوں حبش دل  
از تو یک غلغلہ در عالم جاں می بینم  
می کشایند بر دیم چو در علم یقین  
آں ہمہ را کہ یقین بود گماں می بینم  
از دم تست گل افشاں چہ بہار چہ خزاں  
ہم بہار تو بہ ہنگام خنزاں می بینم  
ہدیہ بندگی آوردہ ام و تحفہ عجز  
ز انکہ ایں جنس و ریں عہد گراں می بینم  
ہست را بے بسوئے دست گرفتہ چرا  
آں ہمہ راہ پراز راہرواں می بینم

رب حسن است کہ در حضرت تو محوی را

با سہ فطرت و بیال بستہ زباں می بینم

(۲۰۵)

بری از کعبہ دیر است ایمانے کہ من ارم  
سراسر فطرت عشق است برمانے کہ من ارم  
بری از کعبہ دیر است یزدانی کہ من ارم  
بجہاں پروردہ عشق است ایمانے کہ من ارم  
من از سپر طہ لقیث خواندہ ام و ریں ادا را  
بخو حرف محبت غیت قرانے کہ من ارم  
برایسلم الہی کردہ ام شاگردے فطرت  
آوہ آموز لقاں است یونانے کہ من ارم  
جگر دلدادہ داغ است کز مادہ سودا  
زبان عشق می فہد زبانے کہ من ارم  
دعے از ناز و گریہ نقاب از چہرہ بردار  
ز دہن گجز رد چاک گریبانے کہ من ارم

بود در ملک من هیچ دینی خدائی  
دے با خود تامل کن به عرفانے که من ارم  
ده با دشمنان تنگدل تکلیف جانناز  
که نذر لطفهایت کرده ام جانے که من ارم  
اگر چاک است درد امان لیل پاکدامنی  
پرست از صد هزاراں چاک مانے که من ارم

بشمع هستیم محوی چرا دامن زند صرصر  
ز خوان خود پدیدار است پایا که من ارم

(۲۰۶)

من همه عمر بر این جاده مستان رفتم  
آدم بخود وز خلد هیسراں رفتم  
پچو آن غنچه که آید بحسب شام رود  
آدم جمع دریں باغ پریشاں رفتم  
لذت عشرت صبح و طعم رفت زیاد  
بسکه یک عمر ره شام غویباں رفتم  
صحبت یکشب گل چه بیا بود که صبح  
سبشم آساز چمن بخود و گریاں رفتم  
دامن دل ز کفم برده مسجد کنشت  
منم آن نکبت پیرا من یوسف که ز بصر  
چون شنیدم بخاری و ندیدم بکنار  
چون دل غمزه را عالم ویراں نکشود  
سخت حیراں شدم در سبکریاں رفتم  
رخت برستم و از منزل میراں رفتم

نیست غافل دلم از یاد غریاں محوی  
گر چه دیر است که از یاد حسدیزاں رفتم

(۲۰۷)

بیگانه ام بحضرت ادویا لیگانه ام  
هر آنچه ام خاده برآں آستانه ام  
کاهے بعد از عاشقی و گم به بندگی  
وابسته و دش به هزاراں بهانه ام

باقدیاں سدرہ نشیں رہو اے او  
 بشنیدہ ام از آں لب شیریں ترانہ  
 باچار گنج محض و با پنج گنج ہوش  
 ہر داغ را کہ دوست ہڈی دل جاکے  
 خال رخ چو دانہ و آب رخ چو آب  
 بیداری و درازی شبہائے انتظار  
 اے تمنہیں رہمتی موہوم من پیرس

پر میرنم کہ طائر قدس آشیانہ ام  
 آگندہ گوش و بستہ زباں آں تہانہ ام  
 مقلس گو کہ صاحب چندین خانہ ام  
 ہر تیرا کہ یار زند من نشانہ ام  
 پروردہ قدیم ہیں آب و دانہ ام  
 از یاد برد لذت خواب شبانہ ام  
 امروز خواب غفلت و فردا فسانہ ام

نالم چہ سال ز وضع زماں گویا چون  
 خود واضح زمانہ و وضع زمانہ ام

(۲۴۸)

سخن ز شوخی آں شوخ دلر با چہ کنم  
 بکھو ریکہ دماں خوں عاشقاں ہر رات  
 بہ محفلے کہ ز چشمش دانت موج شراب  
 نگاہ داشتہ ام دل ز زلف دست راز  
 پرست دل ز فغان و گرفتہ است گلو  
 نمیرسد چو بفریاد من کسے بجاں  
 امید از دم جاں بخش دوست بود نہا  
 دعائے ترک و فانیز مستجاب نشد  
 چناں زوند گرہ ہا بر شتہ کارم

گلہ ز حسن خدا و ادش از خدا چہ کنم  
 شہید نازم و دعوئے خوں بہا چہ کنم  
 خیال زہد و تمنائے اتقا چہ کنم  
 اگر طلب کنندش چشم سرمہ سا چہ کنم  
 صدائی دہد این نائے بے نوا چہ کنم  
 بدر دسازم و فہم یاد ماروا چہ کنم  
 گزشتہ روز جد و دوا دوا چہ کنم  
 اجابت است حریف دعا دعا چہ کنم  
 کہ جملہ رشتہ گر گزشتہ است و اچہ کنم

نہ کس بے کاریہ گیر دامن نہ کس یہ پہا  
دل شکستہ ندانم کہ من ترا چہ کنم  
گر قسم اینکہ نمودم سیاہی من سفید  
مگر بایں قد خم گشته و دو تا چہ کنم  
بقائے خدایت باقی هیچ است  
فناست در خوردن خواهش بقا چہ کنم  
شب است کو تہ و افسانہ فراق و راز  
بیان درد و حکایت زما چرا چہ کنم

چو مدعائے دل محوئی وصال طلب  
جیانت پیش تو اظہار مدعا چہ کنم

(۲۰۹)

یار بچہ خیمت محبت کمن از آن  
یک قطره آب بزم دور یا گریستم  
بر حال خود نہ بردل شیدا گریستم  
چند آنکہ بر من ازل سلی گریستم  
بر کار و اداں رفتہ یاراں ہم نشین  
پنہاں طول گشتم و پیدا گریستم  
ہر جلے می نمودن لے ز رفتگاں  
ہر جلے نالہ کردم و ہر جا گریستم  
دیدم ہی چو دامن صحرا از آن غزال  
بر رو کشیدہ دامن صحرا گریستم  
گہ در خیال ساتی مست شراب ناز  
گاہے بیا و خندہ بینا گریستم  
غمیدہ فراقم و از من مجب و ار  
گر بر فراق دوست بنوغا گریستم  
از گریہ ام پیرس کہ من ماہ و سالہا  
تا بود دل ز چاشنی درد آشنا  
بایر مرا کنوں پے غمبسی گریستم  
با ابر و جلد بار بدعوے گریستم  
بر ہر حدیث بے سرو بے پا گریستم  
یک عمر بر مصیبت دنیا گریستم

گریم بجز چہی خود محو یا کہ من  
اعلیٰ گزاشتم پے ادنیٰ گریستم

مژدہ ساوہ دلہائے من تو ان بخشید  
 دلی ز مہر بالب ہتی زکین ارم  
 بیس بچشم حقارت بتنگی دل من  
 نشان خواجگی من ہیں بس است کہ من  
 من آں درخت بلند مگلشن تخلیق  
 ہزار تلخی و ترشی کشیدم و لیکن  
 بیا چشم ندامت چنانکہ اہل جہاں  
 ز یک نفس ستمگار خویش می ترسم  
 ہتی است من و صمیم ز دولت ایقان  
 ظفر نیافتہ ام بر عددے حرص ہوا  
 ناز بیکدم دول بکار و بار جہاں  
 زفت شیوہ گبری ز فطرتم کہ ہنوز  
 نگاہ شیفتہ حسن صورت است چہ پاک  
 تو ان شناخت ز شعرم کہ گاہ مضمخ  
 گناہ کردہ ام چشم آریں ارم - نظری  
 نہ نوش نوش چو زنبور انجیس دارم  
 دو عالم است کہ پوشیدہ اندرین ارم  
 نشان بندگی و دست بر جبین ارم  
 کہ فرق بر فلک و پائے بر زمین ارم  
 زفت نشہ کہ از جام اولیس دارم  
 گماں برزد کہ در یاد راستیں ارم  
 کہ نقد دل بغل دزد و زکین ارم  
 نہ پاس ملت بیضا نہ درد دین ارم  
 نہ ملک جبر و قناعت نہ نیکی ارم  
 بکجہ میروم دیت در استیں ارم  
 سر پرستش ہر روئے آتش ارم  
 کہ دل و زلفیتہ صورت آفرین ارم  
 نہ فکر نکتہ نہ پردائے نکتہ ہیں ارم

بایں نوائے پریشاں چہ دم زخم جوی  
 کہ فکر صائب و طرز علی خیر ارم

غیتم انساں اگر بر خلق انساں نیستم  
 صورت اہر نیم بر شکل یزدان نیستم

ایں ہمہ رعنائی و زیبائی من از کجاست  
 آب و تاب روئے او نگشت خضر راہ من  
 رہبر من شوق و بہت زاد من مہر و سحر  
 بستہ زلف زادم کشتہ چشم سیاہ  
 شعلہ از ہر آہ میخیزد نیم برق تپاں  
 ظالم اشک غلامت را کہ آب حمت است  
 عالم امکان تا شاگاہ حسن سرمدیت  
 ہر حدیث حسن باور میکنم از روئے دوست  
 سو ختم داغ اطاعت بر جبین اعتقاد  
 در بہار عشوہ خواہی خریدن بندہ را  
 ورد جاں افزائے تو پہلو بدر ماں میرند  
 میکنم تا در میاں کف ترا یاں امتیاز  
 می ستایم رنگ بوہر جا کہ می منیم گلے  
 می برم با خویش رزق خود بہر جانسیرے  
 رندی و ستوری من بر تو اسے جاں و شتر

چوں فدائے خود شدم گر عکس جانستیم  
 چوں سخن در در ہوائے آنجوانستیم  
 شکر در راہ طلب بے ساز و ماں نیستیم  
 کو رہا تو آنکس کہ میگوید پریشانستیم  
 نالہ از ہر بند میرود و دنیاں نیستیم  
 بے سبب آوارہ وادی حصیاں نیستیم  
 چوں شوم گرم تماشا چشم عرفاں نیستیم  
 چوں نہ باور دارم شمنکر ز قرآن نیستیم  
 تانہ پنداری کہ از خیل غلاماں نیستیم  
 زرخ بالا کن کہ من ایں مایہ از زان نیستیم  
 در و قدرے بیش کن جوئے و رماں نیستیم  
 و حقیقت بختہ داں کفر و ایمان نیستیم  
 پائے بند چار دیوار گلستان نیستیم  
 میزبانان نیک می اندہماں نیستیم  
 کے تو انم گفت با تو ایں نیم و آن نیستیم

راہ و رسم عاشقی محوی چہ آموزی مرا  
 استاد ایں فتم طفل و بستان نیستیم

(۲۱۲)

ایکہ مدام دیدہ برد را دگدہ نیسم  
 باش و سیکہ میرسد نو بہت پا و ظاہریم

قید حیات بند غم می شکنند و می برند  
 دست نشان پاکوب آنکه بزم کن فلک  
 ملک جہاں گرفته ام از مدہن در می  
 آنکہ گرفت بے سپاہ عرصہ کائنات  
 داو خطا مال قدر از ہمہ پریش گمنہ  
 کے برہ خطار دم کے شوم از دوت جدا  
 از دور بحر زبندگی تابعد خدائیم  
 نعمت ساز سر دم زمرہ آہیم  
 کوفت خرد بکار سو کوس جہاں پناہیم  
 بستہ این حصار غم از پے آں سپاہیم  
 گشت نوشتہ قصا محض بے گناہیم  
 گر تو بلطف خویشتن راہ دفا نہائیم

بر قد خویشتن بد و زچست قبائے راستی  
 محوی بنوا من طعنہ کج کلاہیم

(۲۱۳)

در پے فکر نشان بے نشان افتادہ ایم  
 بر سر بار ہایک آسمان افتادہ است  
 در سواد قلب عالم بود مارانیز جائے  
 گل اگر شگفت در سخن چمن مارا چہ سود  
 داستان ہستی مارا جہاں از یاد برد  
 بس بیک بجزشت زیں کار و از ننگا  
 فالخ از تہذیب جان غافل از تادیب  
 در گمانہائے غلط مایگماں افتادہ ایم  
 بارہا ما از سر یک آسمان افتادہ ایم  
 گرچہ اکنون از مکان و لامکان افتادہ ایم  
 ماکہ از فصل بہاراں و رخزاں افتادہ ایم  
 ہچو یک حرف غلط از داستان افتادہ ایم  
 ما چو گردہ پس این کاروان افتادہ ایم  
 روز و شب و کاد کاو آب و نان افتادہ ایم

ہادی خلق ایم محوی باہم افتادگی

ہچو نقش پابراہ رہرواں افتادہ ایم

(۲۱۴)



امید صبر از دل ناکام کرده ایم  
 از ماحوشکایت راه وفا که ما  
 دارستی ز کمال و شغفلت ز زلف  
 خل جگر بکانه چشم است جوش زن  
 موسی بدشت دوی زمین ندیده بود  
 کردیم قصد عشق و نهادیم دل بگ  
 بوسیده ایم بارخ اوزلف کافرش  
 از مار میده بود غزال خیال دست  
 تالاب است ایم باب تمنا بر روی دل  
 جز خدمت خلایق و جز نام نیک نیست

محمی بلند پایه سخن را ز جمل خویش

بیقدر و پست پایه و بد نام کرده ایم

شهید یک نگاه میکش جانانه گردیدم  
 نشد حاشا سر غزال بشطرنش پیدا  
 گناه من چه می بینی داد جانباری  
 پی یک بوی فامد وفا دشمنان بستم  
 ز گشتم سرخرو در طلقه جانبار زنجیرال

بسک سر بودم و بخود بیک پمانه گردیدم  
 بس گشته گردیدم و بیکه و بیکه گردیدم  
 که رویت شمع محفل گشت من پُرانه گردیدم  
 رمیدم از لیگانه هدم بیکانه گردیدم  
 شکار ناوک ترکانه اوتان گردیدم

بنو دم پائے بند آج رچوں طایر قدسی  
 عطاءے میراں بنگر خطائے کافر نعمت  
 یقیں کردم کہ ایں شکست از چشم کشادند  
 جزاں حاصل چو شد از زندگی بے مر پایم  
 فتادم دقش محتاج آبِ انا نہ گردیدم  
 کہ ہماں آدم اینجا دصاحب خانہ گردیدم  
 تبلیج پادشہ تبسویکے دانہ گردیدم  
 شتیدم چند افسانہ و خود افسانہ گردیدم

بایں زعمے کہ در خط و امان و تم محوی  
 بجوئے دشمنان بسیار بے باکانہ گردیدم

( ۲۱۶ )

من بنوائے عشق تباں نمی رسم  
 تا ہمتے ز خاک مشہید الٰہ نمی رسد  
 آل عقہہ ام کہ ناخن کس و انمی کند  
 پائے شکستہ ام کہ بصرا نمی برد  
 دورم ز خوش ررہ دثوار مرومی  
 افتادہ ام بہ بیچ و خم تنگ نائے عقل  
 حیران خیرہ چشمی خویشم کہ برورش  
 دار و ہزار معنی پوشیدہ زندگی  
 آگاہ از ثمریت عشق تو ام چہ باک  
 آودہ ام بضاعت شوق و متاع درو  
 قسمت نگر کہ باہمہ امداد و خضر راہ  
 تا سر بکف بحضرت جاناں نمی رسم  
 من سرخ و بہرزم شہیدان نمی رسم  
 آل قصہ ام کہ زود بپایاں نمی رسم  
 یادست شل کہ تا بگرہاں نمی رسم  
 انسانم و بہ سیرت انساں نمی رسم  
 گم کردہ رہ بہا من الیقان نمی رسم  
 از کردہ ہائے خویش لپشیاں نمی رسم  
 صد حیف من بہ معنی نہاں نمی رسم  
 گر بہرہ ز حکمت یونان نمی رسم  
 در کوئے دست بے مریاناں نمی رسم  
 من تشنہ لب بحیثہ حیواں نمی رسم

کارے نکو دگر یہ فیض من خلیق  
بارانم و بارش نیاں نمی رسم  
من آں گل ہمیشہ بہارم کہ از چین  
دروے نمیروم بہ بہاراں نمی رسم  
محمی کدم روز کہ باخیل بلبلان  
در گلستان شاد غنچاں نمی رسم

(۲۱۷)

بہ لطف تمام جاں بخش تو بودیام  
سبحان تو کہ ببردن نمی رسد کارم  
اگر چہ نیست بجز در عشق و در یارم  
ولے زہر تو گرم است سرد باز ارم  
خیاںے تست کہ زان وشن است چشم ز  
عطاے تست کہ زان ناطق است گفتارم  
مژین است ہمہ خاکم از فروغ رخت  
منور است ہمہ خاکدان ز انوارم  
ز آبیارے من تازہ و تراز است جہاں  
کہ باغبانم دروے زمین است گلزارم  
من آں درخت بلندم بگلشن تخلیق  
کہ پا بروے زمین سر بر آسمان ارم  
پیروہ اندلجام ہزار کار و بن  
گلماں مبر کہ دریں کار گاہ بیکارم  
بگو شش خلق ز غفلت نمی رسد آواز  
ز ساز نغمہ حق گرچہ برترین تارم  
مسبب چشم حقارت من کہ با ہمہ جہاں  
ز صحر و سکر چہ رانی سخن کہ در ہمہ حال  
رسیدہ ام بمقام یگانگی کہ در آں  
بہ ہر طرف کہ نظر میکنیم عیاں است  
برنگ سبزہ چنانم ربود خواب گراں  
ز بند و پیچ علایق نمی شوم آزاد

سبحان تو کہ ببردن نمی رسد کارم  
ولے زہر تو گرم است سرد باز ارم  
عطاے تست کہ زان ناطق است گفتارم  
منور است ہمہ خاکدان ز انوارم  
کہ باغبانم دروے زمین است گلزارم  
کہ پا بروے زمین سر بر آسمان ارم  
گلماں مبر کہ دریں کار گاہ بیکارم  
ز ساز نغمہ حق گرچہ برترین تارم  
بدست گنج ہنر اے بیکراں دارم  
ز بادہ کہ تو دادی دام سرشارم  
برابر است بہ تسبیح شیخ ز نامم  
ز روے تست کہ آسان شد است شمارم  
کہ شورہ خندہ گل ہم نکرد بیدارم  
ز چارہ غفرتن تا بہ چارہ دیوارم

ہر آنچہ یار بگوید ہاں کنسم محوی  
 زن پیرس کہ مجبورم کہ مخارم

(۲۱۸)

بہد شیبہ انار از شباب نیم	ز کنگی چہ شوم تند تر شراب نیم
کشیدہ اند خط بندگی مرا بہ جبین	چساں گماں نرم فرو انتخاب نیم
نمود و بود من اندر جہاں چو آب روست	نظر فریب کساں صحت در لب نیم
ز بندگی و ز مولائیم چہ می پرسی	بغہم عقل در آیم من آں حباب نیم
دعا علامت اظہار بندگی دانم	از آں بہ بند دعا بانیست حباب نیم
گذشت عمر بفلت نمی توانم گفت	کہ من زلفیتہ چشم نیم خواب نیم

بعالی کہ در آں زندگیست بیداری  
 بساں محوی آشفست خواب نیم

(۲۱۹)

دل دارم و صد حیف کہ دلدار ندارم	جنے ست گرانقدر و خریدار ندارم
ہر نفس منتظر نفس عشق است	یک زخم دلی و زخوریں تار ندارم
چوں طایر تصویر بصورتکدہ دہر	پرواز نمی دانم و گفتار ندارم
از کاہش و افزایش عالم خرم نیست	اکنون کہ خیال کم و بسیار ندارم
در مکتب فطرۃ سبق و رد کہ دادند	یاد است مرا حاجت مکار ندارم
یک زینت شیخ است و گریز برہمن	من کار بہ تسبیح و زنا ندارم

ہر سو کہ نیم دوے حیاں جلوہ است  
 تا کاخ دماغ است متور ز جہالت  
 بے راہ روی در رہ عشق تو معاف است  
 خواہم کہ کنم خواب بپائے تو بوسہ دسر  
 تا بہت بہادر رخ خداں تو در پیش  
 حقے کہ کند مرغ طواف حرم تو  
 مردیکہ ہر اسد ز جفا مرد سخا  
 کا فیست رخ شد کہ آرد بہ تکلم

محوی بوسے کعبہ روم یا بوسے دیر  
 مقصود ز ہر دار کعبہ یار ندارم

(۲۲۰)

صد بار جو نیست تر غم کشیدہ ایم  
 در سر خار از غم دنیا نماندہ است  
 ہر دم ز کیف صافی دردی نہ پیرس  
 ضحکہ ہناتہی شد و میخانہا خواب  
 آیند گاں ز کاس سر ما خوردہ  
 از ما جو کہ دست سوال آوریم پیش  
 از جور آل گروہ کہ داد سخن نہ داد  
 محوی شکست نیست اگر پشت دوتا

یکبار ہم نہ منت مرہم کشیدہ ایم  
 ایں تلخ و تنہاے چو پے ہم کشیدہ ایم  
 ہر آنچہ دوست داد چو ز مرہم کشیدہ ایم  
 ماست ایں خیال کہ ہم کشیدہ ایم  
 ز آنساں کہ ما ز جام سر جم کشیدہ ایم  
 ما ایں کساں گدیہ گری ہم کشیدہ ایم  
 شد مد تے ز سر سخن دم کشیدہ ایم  
 عمر بے بوش بار دو عالم کشیدہ ایم

حکایت بود بے پایاں بخاشی افاکرم ز نظیری

از آں روزیکہ دل را نذر رشوخ و لرز باکردم

نه از بیکانه اندیشه نه خوف از آتش کردم

میاں نچتہ کاراں بود بخت خوشین اری

نه او ترک بجا کرد و نه من ترک وفا کردم

ز خود بینی اگر کم دید سویم آنہ یں گفتم

ز بے ہری بدم گر گفت درخش دعا کردم

شعیدم تا لہائے بے نوا یاں زود می شنود

دہن را بستم و نائے گلور بے نوا کردم

بصبرم میکند تلقیس بہ ہجر خویش و میداند

کہ من این تقد اول روز صرف و ناکاردم

برائے یک نگاہ لطف از چشم فوں سازش

نہستم برورش قطع نظر از ما سوا کردم

غناق دل نمی شد آتش بنائے تلخی و دوراں

بایں داروئے تلخش رفتہ رفتہ آشنا کردم

حدیث شوق بیروں بود از یارائے نطقم

فقط کردم از ایں بے نتیجہ اگر بہتہ اکر دم

بصوائے عدم آباد بر ہر نقش پاچوی بیا و کار و انہائے گزشتہ نہ ناہا کردم

(۲۲۲)

طلاج درود ل از در بائے میوئاں کردن  
 بہک عشق قانون مکافات ست ناراج  
 برواے ناخالے بادہا من نمی ہنسم  
 برو زرد و محنت می شود سرمایہ راحت  
 من گم کردہ عقل و خود را ساقی پر فن  
 نواے شادی غم را گلوگیر است آبادی  
 چرا در مشکل بصرہ نمیداری دل خود را  
 بخوار آلودہ شد از کفر و حصیاں مطلع عالم  
 بوصف مصطفیٰ از حد تو اں بجز آئے محوی

مکن در شکوہ اش نقد زباں را را ایگاں محوی

چو ایں سرمایہ را صرف دعائے میوئاں کردن

(۲۲۳)

بزم انس بیاوئے نہ حبیبناں میں  
 نگویت کہ بسیں خط و خال فئے بتاں  
 ہمیں بیل لب یا رگاہ عرض سوال  
 کشادہ اندر رخ جلوہ بستہ اند نظر  
 متاع حسن خدا داد ایں میناں میں  
 بہیں بہیں دولے چوں خلّائے میناں میں  
 بچشم و ابروے اختیار ہنیشناں میں  
 ستم ظریفی ایں ناد آفریناں میں  
 رسیدہ است کجا آہ دل خرمیناں میں  
 فتادہ است ز ما غلغلہ چرخ بلبند

دیں خرابہ زشاہاں اثر چہ می جوئی      شہاں گزشتہ واقعاتہ نشیناں ہیں  
 بجز دما و شنا ما دگر نمی دانیم      پے صواب و خطائے نکتہ چیناں ہیں  
 بیابیکدہ محومی دہم دم حافظ  
 ”شراب لعل خور و روئے حسیناں ہیں“

(۲۲۴)

وصل جاناں حسیت جاں برپائے جاناں نختین      خون دل افشردن ز چشم حیراں نختین  
 می سر و زلف ترا سر نیچہ بر ایماں دن      میر سحر حسن ترا کفر و ایماں نختین  
 بذاے جان جہاں این فتنہ حجاج حیت      کعبہ را آتش زد و خون مسلمان نختین  
 این ہمہ ریگ بیاباں مایے مئے تند عشق      بر سر مجنون صحیحہ اگر دنتواں نختین  
 گوہر افشانی بود آساں و لیکن مشکل است      اشک خونیں بچو ما اے ابریاں نختین  
 در غم ہجران آں جملہ نشین حسن و ناز  
 عیش نہایت محومی اشک نہاں نختین

(۲۲۵)

شیوہ مرداں بود بے ساز و سامان زبستین      پیش بہت سخت و ثواب است آساں زبستین  
 خوش بود اے ہمدماں در کربلائے نام ننگ      چوں شہیدان دن و بچو شہیداں زبستین  
 آموزد اداری اگر قرباں شدن بر پائے وست      لا محالہ بایست تا حیدہ قرباں زبستین  
 بادہ فیض ازل در جوش و جام ماہی      بر لب آب رواں حیف است عطشاں زبستین  
 تشنہ جام وصال ایم و نمی آید ز ما      خضر آرا در سواے آب حیاں زبستین  
 بے نگاہ جاں ستانست مشکل ایجاں مردست      بے لب جاں پروردت بے مژدہ جاناں زبستین



زندہ دارد عاشقان را و حدہ دیدار و دوست  
 گری میرفت پھول قدسیاں بردن بسر  
 سالہا با صد طرب و رقص و ایراں ز لیتن  
 اندرین ظلمت کہ اے شمعِ حرمت یک شب  
 محض ہر عمر را یکیاں مرتب کردہ اند  
 و شب از سہ شیندم راز درویشی ہست  
 ز الہامِ نس کہ ہینا فضل و این تراست  
 ورنہ دشوار است در غمہائے ہجر اں ز لیتن  
 کم ز کم باید ترا مانند انسان ز لیتن  
 ممتے باید بنسم و ر بند و زنداں ز لیتن  
 تا ہر باید ترا خنداں و گریاں ز لیتن  
 ہر پایاں مر دنت نقش عنوان ز لیتن  
 ترک حاجت کردن خوشتر ز سلطان ز لیتن  
 در تحیر بر سر عرفات عرفاں ز لیتن  
 ہچو موسیٰ قارکش محوی نوائے جاگد از  
 مثل مرغانِ چین تاکے غرنخواں ز لیتن

(۲۲۶)

خود خا طمی و خود محتجب خود جسم من  
 باغ رخ من گاہ خزاں گاہ بہار است  
 دارم دل اندر دہ بر آتش نفسی گرم  
 از جملہ بدم بہرہ بمقتد ارتحل  
 دریا ب مرا قافلہ سالار نکو یاں  
 در حیرت من از خویش کہ یارب چہ کم من  
 ہم لالہ و ریحانم و ہم خارِ خشم من  
 تا بہت دم گرم میخی نفسم من  
 چوں موسیٰ بیتاب نہ صید ہوسم من  
 نالاں بفراق تو لبانِ جبرسم من  
 دی گفت طبعی کہ از او چشم شفا بود  
 محوی ہمہ در دہشت بدردش چہ رسم من

(۲۲۷)

از چشم مست ساقی در بزمِ جام گرداں  
 از یک نگاہ مار است مدام گرداں

در محبت خود مبذول خاص کردی  
 در دل بیات ہر دم ہنگامہ تمنّا  
 تا دینظر در آید عکس جمال ذلبر  
 عمر گراں بہار احاشانہ رایگان کن  
 گر نشہ نہ بخشد جام مے حقیقت  
 چوں کسوت فقیراں بر خود طحال کردی  
 این نعمت دو عالم مقوم حسام گرداں  
 این شہر خود نشیں را دار اسلام گرداں  
 دل را بہ صیقل خستہ آئینہ خام گرداں  
 وقت گریز پارا با خویش را گم گرداں  
 از ساقی طریقت یک جمیعہ گم گرداں  
 ہم خدمت امیراں بر خود حرام گرداں

صحیحی اگر نہ زید بر منصب خلافت

اے پادشاہ عالم اور اعظام گرداں

(۲۲۸)

زاہد چہ دہد سو درانا صیہ سودن  
 در مذہب تا صاف لالہ بیخ نیز زد  
 قربانِ خطائے تو کہ در قسمت عشاق  
 از جملہ متاعیکہ بس ماند زبانت  
 یارب چہ بلا بود کہ صدر نج و خم آورد  
 گوش است دریں معرکہ کز نا طعہ لال است  
 تا آب جبین را نہ نشانی بسر خاک  
 بار غم عشاق نہ کاہید نہ کاہد  
 از رفقہ سوال است نہ از آمدہ پریش  
 نظارہ کن از پردہ کہ چوں یارب آید  
 آہن نشود آئینہ از زنگ زد و دن  
 داغی کہ گزاری بہ جبین بہر نمودن  
 یک شیفتہ دل دادن و آن نیز بودن  
 آں ہم نہ توان پیش تو بیباک کشودن  
 اینجا نفس چند بار ام غنودن  
 نے طاقت گفتار نہ یاد رائے شنودن  
 جز خاک چہ خرمن کنی ہنگام درودن  
 کم نیست خود ایں بار چہ حاجت بفرودن  
 در منزل یار است یکجہ رستخوار بودن  
 فرصت نہ بد جلوہ پہ چشم کشودن

آداب محبت چه شمارم که جز این نیست      دل دادن و جان خستن و پندے نشودن

بعد از غزل شاد و گلشنانگ هزار است

محموی چه سرایم که محال است هر دو

(۲۲۹)

بیاضن چمن تازه زندگانی کن	بگیر ساغر و پیرانه جوانی کن
بیاد آں گل رعنائے گلشن خوبی	به بلبان نوا سنج همزبانی کن
بزیر سایه آں سبزه بن همیشه بهار	چو قمریان سحر خیز لغز خوانی کن
دوئی گزار که سر چشمه غم و رنج است	یکجہ یار شود عیش باویدانی کن
خسراں چہرہ عاشق بہار دارد	به اشک زرد و بخوناش غوانی کن
ہمی ز خویش شود پر ز بادہ عرفاں	گدائے پیر معاں باش و جم نشانی کن
شکست شیشہ خاطر بھی دہد آواز	پے شکستہ دلاں ہر چہ می توانی کن
لطیف مستی میخوار گاہ بزم است	ہزار سال باں شاد و شادمانی کن

خوش باش چو محموی ببارگاہ ادب

بیان در دل خود بہ بیسزبانی کن

(۲۳۰)

دربہر چو قطرہ فنامی تو اں شدن	زیں جادہ فنا بہت بھی تو اں شدن
واعظ بدیں عشق بیا، زانکھ اندر آں	ہر نار و اکہ بہت روحی تو اں شدن
منکر شود مسئلہ وحدت وجود	عافل ازیں ز بندہ خدا می تو اں شدن
ماہگلد بباغ جہاں غنچہ دے	صبح بہار و صبح صبا می تو اں شدن

دہر و نظریہ بند کہ در رگزار حسن  
 از یک نگاہ صید بلامی توان شدن  
 آخر سکون گرفت مل از تہائے یاس  
 دروے ز حد گزشتہ دوامی توان شدن  
 سجدہ قدسیاں شدہ آدم طفیل علم  
 یک مشت خاک آہی کہ چامی توان شدن  
 از جنت تمدن و زکعبہ وطن  
 در جستجوئے یار عبادی توان شدن  
 نر کو ذمیر زباں نہ شود میہاں مرنج  
 از کوفہ سوئے کرب و بلامی توان شدن  
 در گریبات یار بصد ناز جسد گر  
 با اتماع منکر سخن بہر دوستان  
 در بزم شاد و غمہ سلامی توان شدن

تا بزم دوست نیست اگر دسترس ترا

محوی بر آستانہ گدای توان شدن :

(۲۳۱)

باز گزشت در خیال صورت مر جبین من  
 جلو و ہلک دل نمود شاہد نشین من  
 چوں دم جلوہ دیدہ بود حسن خدائے او  
 بر رخ غیر و اندشت چشم خدائے بین من  
 از پس اوج سودی کار بہ بندگی کشید  
 گشت ز سجدہ و درشش محو نہا جبین من  
 از لب شکریں دست تلخ نہ گشت کام دل  
 ریخت عدد ہزار ز ہر گر چہ در انجبین من  
 محبت دیاس من بہر سن اہل نظر کوید اند  
 محترم اولین تو در دم آخر میں من  
 ہر تو جاگزین دل نام تو بر زباں رواں  
 نام خدا کہ خوش نشست نقش تو بر لکین من

محوی خستہ میشود صید جنوں گر ہی

گر تو اماں نمی دہی منت عقل دین من

لکھنؤ کی گائے تھی کہ نذر شکر کیا ہے، محرم کی تعطیل تیس باوجود ہانت کے لیکن اجاب کے برابر کچھ کہنا اور بزم شاہ میں شریکی پڑا۔

نعت

در آمد زوران شہ نازیباں      برگد تمنائے وحدت گزیناں  
 ریخ و لفریش منور بنوزے      کہ زآں خیرہ شد دیدہ و دربیناں  
 بروئے درخشنده چوں صبح عشرت      بر لعل سیاه چو شام حزیناں  
 دروں پر ز گنجینہ ہائے الہی      دلش صاف چوں جاں پاکیزہ دیناں  
 برعب جگر سوزش بان گیتی      بخلق دل آویز صحرہ نشیناں  
 چو شمع ہدایت فروزاں محفل      بگردش چو پروانہ ہاہنشیناں  
 ز سوز محبت ہمہ ہر طلبت      ز داغ اطاعت ہمہ جبیناں  
 بہ تبلیغ دین حسین الہی      نہ بلکہ نشا ہاں نہ نشو شہ نشیناں  
 نہ انابل و نیانہ از تار کاش      منبرہ از آمان ہفترا ازیناں  
 نہ اند اندر دیار محبت      ز ناز آنہ نیاں نیاز آفریناں  
 بہ تائید تقوئے ہمہ گشتہ امین      ز دست دراز دراز آستیناں

نشانے توبیچارہ محوی چہ گوید

رسول رسالائے امیناں

(۲۲۳)

صبا حید زبے چشم ناز واکرون      نظر بحال غریبان بے نواکرون  
 ہزار کار کہ دل میکند از آں انکار      بپاس خاطر یاران باصفا کرون

مہ ہا مہ کینہ باقی بر عہد کونایت انعام کے ساتھ اپنے دوستوں کو عید کا کارڈ بھیج کر کہتے ہیں ایک عید کے کارڈ کے مول ہونے پر  
 میں غور نہ جاسکتا تھا یہ نظم بھی کئی مرتبہ۔

هزار مرتبہ بہتر ز مج بہت حقیق - طواف کعبہ دہائے آشتیا کر دے  
 بجان خواجہ کہ از خواجہ تیاں آنوقت - دلائے بے سبب و خیر بے ریا کر دے  
 مجال دیدن داند چشم مفتوں را - ز غول مگرستین دیادہ ماجرا کر دے  
 سحائے کونک خیمین بیداد است - چہ سود نالہ و فساد و اتجا کر دے  
 چو بگری بختیت فلک نمی داند - دویار یکدل و جاں داز ہم جدا کر دے

بہ حق شاد و ماکن چو مخلصاں محوی

ز دست بستہ چہ آید بخرد ماکر دن

چہ خوش است سوئے عاشق نظرت بنماز کردن <sup>(۲۳۴)</sup> بہ ادائے بے نیازی طلب نیاز کردن  
 چہ دہاں تست زیبا، گلہ مختصر نمودن - کہ سخن بقدر زلفت نتواں در اند کردن  
 بشریت محبت ہمہ سوراوست بجدہ - کہ درون کعبہ جایز ہمہ سونماز کردن  
 ز نگاہ تست پیدا کہ بمشوہ تو دانی - در میکہ کشا دن سر شیشہ باز کردن  
 بہر آں لب فربہ بگر کہ تواند و کہ داند؟ - ہمہ حرف ملب سخن را ہمہ ملو از کردن  
 بہ ہزار حیلہ خواہم ز تو بر کنار باشم - چہ کنم نمی توانم نہ تو احتراز کردن  
 نوچہاں نشسته جاں بہر گنہیم کہ نتوان - تن و جاں و عرض جوہر ز ہم اتجا از کردن  
 ز نگاہ عشق در زان نہ کم از جنوں نماید - بمقابل حقیقی ہوس مجاز کردن  
 رسیدہ در اینجا پے لطف کعبہ دل - نہ برائے قتل و غارت برہ مجاز کردن

بر فناء تو محوی نہ نهند گوش خباں

کہ حدیث دل ندانی بر یا طراز کردن

نیت حقیقت کہ فریب نظر است این  
برگردانیں راہ کہ پر از خطر است این  
فریاد از این قوم کہ بیدار است این  
زبان نخل کہ پرورد خیالت شمر است این  
راز تو کند فاش کہ شو بیدار است این  
در دلوں عشق و جنوں بے اثر است این  
برآمدہ غمزد گال ما حضرات این  
تن دہ کہ ز احکام قضا و قدر است این  
در چشم بدہ جائے کہ محل بصرت این

انوار الہی است کہ حسن بہر است این  
مستند مردانے دل نادان برہ عشق  
خواب نہ گزیند بدلہ اری حقائق  
در عشق مکن شکوہ ز ناکامی حرمیں  
باشک گو قصہ شفتگی دل  
تا چند کنی چارہ و تا چند دہی پند  
با ما نفی گریہ نشینی غم ما خور  
اوست مے عیش تو در محنت جانکاه  
از خاک در دوست سرخسہ چہ پیچی

گر نیت بسودائے تو سرور و سر است این  
پیش نگاہ ناز تو زیر و زبر است این  
ہر تیر بخارا کہ کثانی سپر است این  
گفتہ کہ ندانی ز کمال نہر است این

جاں نیت بے عشق تو اگر آفت جانست  
از بد چہ ترسی و ز تقویٰ چہ ہر اسی  
دل را بدہ انصاف چہ سالوست ملام  
گفتم کہ زنی تیر و نشانے بخواری

از خویش گزرن کہ جہانے دگر است این  
حیرت زوہ چوں طایر بے بال پر است این  
زین بیش مزین گام کہ حد نظر است این  
شادان کرم پیشہ پر را پسر است این

بیرون ز خرابات خودی پانہ نہادی  
بے عقل مکن ناز کہ در تہیہ جلاش  
میخواست خود بگزرد از چرخ ملک گفت  
بر خلق ز لطف و کرم شاد چہ پرسی

از روست عیاں ز روی زموئے غیدی  
گوئی کہ شب ناز و نیم راحست این  
محمی سفر دور و دراز است ترا پیش  
ہمت مدد از دست کہ ز او منہ است این

(۲۳۶)

مرد را باید دل از دنیا بے دل برداشتن  
شکوہ کم کن شیوہ خوبانت از عہد قدیم  
بوسہ ہا زں تا توانی بربلند زان دست  
گر تو میخوای سر شوریدہ باید اندراں  
یاد عہد نو جوانی در دم پیروی کن  
در بزرگی چوں ہما شو ورنہ سرتاسر خطاست  
دست از ہر دو جہاں بردار کہ باشد روا  
گر نمدانی ربوون ظلمت غم از جہاں  
کار مردان جگر خونت ز صحنائے عشق  
رو متاب از رخباہدم کہ رسم عاشقت

جاں بجاں دادن دل ابد و لبرداشتن  
در دمند خویش را مشتاق و مضطرب داشتن  
زانکہ زیر مہر باید لعل و گوہر داشتن  
شورشے از نعرۂ اللہ اکبر داشتن  
داستان کہنہ بے سود است از برداشتن  
ہمچو ہمد بے بزرگی تاج بر سر داشتن  
باہوئے دو جہاں وضع قفس برداشتن  
چیت حال زیں ہمہ روئے نور داشتن  
چشم را سر چشمہ دریائے احمد داشتن  
درد در دل سوز در جاں شود سر داشتن

میتوان آموختن محمی ز شاہ باصفا

سینہ را بے کینہ دل را مہر پرور داشتن

و

نویسندهانی آرزوای قصہ خوان آرزو (۲۳۷) بشنو از سر و محبت داستان آرزو



آنکہ بود آوارہ کوئی تمت سالہا  
 آنکہ در پست و بلند زندگانی دیدہ است  
 عاشق بیچارہ را از آرزو با چارہ نیست  
 قالب بجاں بہت در جہاں کارے نکود  
 تماشہ دستش قوی از آرزو ہا سر نژد  
 از محیط زندگانی ہر کس بریں نہ برد  
 آہم از جاننہزایہاے داروے امید  
 ہم بریں خواہم ز تو اے کار فرمائے ال  
 حکم فرما تا ز لوح خاطر دم شویند پال  
 آنکہ عمرے سود بر آستان آرزو  
 دوزخ ناکاحی و عیش جہان آرزو  
 عاشقانہ از ازل بچارگان آرزو  
 تانیاد ترشش روح روان آرزو  
 رستم دستان بہت ہستخوان آرزو  
 کشتی عمر رواں بے باد بان آرزو  
 نیستم منکر من از تاب و توان آرزو  
 اے خداوند جہاں اے حکمران آرزو  
 جز نشان آرزویت ہر نشان آرزو  
 آرزو ہائے گزشتہ و برباد رفتہ

دوش آمد در دلم یاد حرفیان کہن  
 ہم نشینان با طر بزمرگاہ زندگی  
 قصہ طول ال افسانہ حرص و ہوا  
 دل نشان میداد و ز چشم تصور میگزشت  
 لشکر آمل را میرد سد باز ال  
 خاک از خون شہیدان تمنا لالہ زار  
 نار سیدہ میوہ ہائے نخل لبان مراد  
 بے گل در بجاں و سنبل سر زمین مدعا  
 ہمویان تمنا، ہمدان آرزو  
 نوہالان سمنزار جہان آرزو  
 سرگزشت خواہش دل داستان آرزو  
 کاروان آرزو بر کاروان آرزو  
 قہرمان آرزو میداد سان آرزو  
 دشت دشت کربلا از گشتگان آرزو  
 نا شکستہ غنچہ ہائے گلستان آرزو  
 بے مہ و خورشید و اختر آسمان آرزو

ہر کلمے را ڈوالے ہر پہاڑ سے ماحول  
محو یا آچند نالی بر خزاں آرد و

(۲۳۸)

از در رسد بیرون آہم زیم حریفان شو	اے منکر ویرینہ یک چہد سہاں شو
تا غنمت گوناگون از پیر مغیاں یابی	ابادہ کشاں یک شب میکدہ جہاں شو
از کردہ و نا کردہ چوں یار نمی پرسد	بر ہر دو تاسف کن دزد و پوشیماں شو
گر باد نمی خیزد اے آہ تو از دل خیز	در ابر نمی گرید اے چشم تو گریاں شو
در عشق اگر دانا نشد نمی بخشد	اے خجوتہ شوراحت دے مرد تو دیاں شو
ہنگام بہر آمد مفدا سب بتا رآمد	پیغام زیار آبد پر خیزد بہستاں شو

بانا م و نشاں تاکے چوں ہر شہاں مانی  
بے نام و نشاں محوی چوں گور غریباں شو

۵

ز چشم گشتہ نہاں در میان جاں شدہ	زہر کمرانہ نشاں بدادہ بے نشاں شدہ
ز حسن تست نمود نگار خاں دل	توئی کہ باعث ترمین این مرکاں شدہ
زابتداست ترا انتہائے دانش و عقل	تو طفل نمشدہ اے جانمن جواں شدہ
دو خیر لازمہ لبریت آن و جمال	تو شاد باش کہ کمال بایں آل شدہ
حکایت ستم و جور دشمنان حیف است	دیکہ تو بغلط سوئے دوستاں شدہ

شیمم دوست زماں صبا و رینخ مدار  
بعد رائکہ تو در بزم را زواں شدہ  
جمال دوست چمنی کہ خیرہ گشت نگاہ  
حدیث یار چہ رانی کہ بے زباں شدہ  
محو قرار بوضع ہماں کہ خود دروے  
چو قطرہ آمدی دگر بیکراں شدہ

دام سجدہ بہ پیش بتاں بری محوی

بہ ہند زاوی و ہرنگ ہندواں شدہ

(۲۴۰)

ساقیا تشنہ لبم جامے بدہ  
ہاں من ناکام را کامے بدہ  
عشق را نسر ما کند تدبیر کار  
عقل را یکچند آراے بدہ  
بے لب بعلت شکیبا نیستم  
آفریں گو خواہ دشنامے بدہ  
گر غریباں را بجلوت نیت بار  
بے تکلف جلوہ از باے بدہ

باز جاں محوی پہلے دوست ریز

ایں ہسم را ہم سرا نجامے بدہ

(۲۴۱)

بروائے رہرو ملک فنا آہستہ آہستہ  
بنزل می رسی مرو خدا آہستہ آہستہ  
رہ و شوار منزل دورا پائے رہرہ بآختہ  
بیرایں کارواں را رہنما آہستہ آہستہ  
سرمن رفتہ رفتہ میرہ و بہر زین بوسی  
بناکم میکش دپٹ و تا آہستہ آہستہ  
خبر و راست از نازک فرا جہاے گل شاید  
لبصحن باغ می آید صبا آہستہ آہستہ  
دل رنجور شد رنجور تراول ز ناکامی  
تاخر کار گرشد این دوا آہستہ آہستہ  
درآمد یار و باپاس ادب بر خاست خج غما  
کہ ہر کس گفت لفظ مر جبا آہستہ آہستہ

نئی ماسا حریف این چنین طرز سخن محوی  
بنہ برای زمین سخت پائے آہستہ آہستہ

(۲۲۲)

چہ خبر ز رنگِ لبیت بکھے کہ دل بہادہ  
بجوانی دوساز عشرت بخیاں مایساید  
بجواروم ندانم چو بروئے خوشی بینم  
تو رسیدہ بجای کہ میرسد خیالم  
قدے بلطف بچا نظر ہے بن از فرما  
سرو سازد و جہاں را بدو جو نگیرد، آنکو  
ز گناہ نشن آدم چہ کنی حدیث و خط  
ز توفان بگیت ہی نسزد، گناہ زادہ

چہ کنم اگر نہ گویم بہ فتور غسل محوی  
کہ بہ رہ گزار سیسے کمر سفر کشادہ

(۲۲۳)

مباش اے محتسب سرگرم در تہ میر میخانہ  
چہ نسبت ز اہد نا پختہ با پسیر معان زرد  
نہ زند صاف دل آلودہ گرد و ریا گردود  
نمی داریم دست از جام تاسا قی نمی گوید  
مردم آشفتنہ شد جان مبتلا لیکن خدا و اند  
گرا ز زور و ریا میخانہ را صوفی بالاید  
کہ خون میکشال شد آب در تعمیر میخانہ  
کہ او کردہ است عمرے صرف تہ میر میخانہ  
نہ رو آورد بوسے صومعہ خوگیر میخانہ  
نمی جنبیم از جاتانہ جبید پسیر میخانہ  
ز چشم ست ساقی شد کہ از تاثیر میخانہ  
کند بادہ کش از صدق و صدا تطہیر میخانہ



نیا در نظرش و نگار خوبی و زشتی  
 نشد تا چہرہ پر داز جہاں تصویر میمان  
 ز بزم میکشاں محوی نیدانی چارم فتم  
 بسر سودائے مے بود و بدل تصویر میمان

(۲۴۴)

زلفیہ نہ بر رخ خواں کشیدہ	مشکلیں خطے بر صفحہ قسراں کشید
روشن ز روئے تست جہاں لپچ حاصل است	از پروہ کہ بر رخ تاباں کشید
تا دوستدار تو نشو و آشنائے خلق	دستش گرفت و بہ بیاباں کشید
بر محضر منور ایجا د کائنات	طفرائے حسن و عتیق پہ عنوان کشید
سرباز عشق از مے درد تو سر خوش است	ایں مے مگر ز خون شہ جیہاں کشید
درد مے نہادہ بدل عاشقاں و باز	آں درد در اقبال کشید
نزدیک تر ز جمل و ریدی ایں عجب	صد شتر فراق بہشت ایں کشید
جانم فدائے خامہ نقش آفرین تو	نقشے عجب بصورت از ایں کشید
از شجائے ابر کرم بر بسیط خاک	فرش بہار و خلعت ریحاں کشید
ہم دست دادہ بہ عزیزان بے نوا	ہم ہمارے ز پائے فریاد کشید
خوان حطا و ماندہ بندہ پروری	یکماں برائے گبر و سلاطین کشید
پیدا است چار سو اثر نشہ کمال	زاں باوہ ہائے فکر کہ نہاں کشید
جائیکہ نعل میٹکند تو سن خود	تنجا سمند حکم بجواں کشید
گاہے سپردہ بگدائے برہنہ پا	مانج شکوہ از سہ سلطان کشید
نازم بایں ماوے درد آشنائے تو	دل را زینہ ہمارا پیکاں کشید

ح تو منصرف نہ خیل بخور است از هر گروه و زمره تن خال کشیده

محمی نوائے نغمہ تو نشین است

هر چند این ترانه پریشان کشیده

(۲۲۵)

تا تو اے شوخ بمن نیک فطرت انداخته	از سر هر دو جهان بے خبر انداخته
در دلم و لوله خیر و شر انداخته	دو جهانست که در یک و گرد انداخته
هر دل صید تو مجروح بوج و گراست	را نکه هر صید بطرس زد گرد انداخته
زخم از خنده شیریں تو شوریده تر است	چه نیکو که هر آن باشکرت انداخته
نه لب خشک بجا مانده خود دیده تر	ز آتش شوق که در خشک تر انداخته
عقل را بر دی و با عشق مقابل کردی	بزه در بگز شیر تر انداخته
بر سویدائے دل خسته که صید حرم است	تیر انداختی و کارگرد انداخته
رهر وے کوے تو تا باز ز کویت زود	دست و پابستی و در رگز انداخته
جز بنیاست نشو و کعبه و تجانه بنا	ایک صد کعبه و تجانه بر انداخته
چه قدر کاسه سرهائے پر از نخوت زهد	بر در سبکده با بے پیر انداخته
هر که دیده است لبونے تو به امعان نظر	تو نظر جانب او محض بر انداخته

محمی عمزده را باز به آئین شباب

مست و میکا به پیرانه سر انداخته

(۲۲۶)

اے دل و فاذ زنگار و فاحضه نادان تو از روق و شات سوا محضه

خواہی صفاز کعبہ دل بے ریا طلب  
 و در دشت عشق گام نہ و نہ خط برو  
 جز شیعہ و صفاز در مصطفیٰ ججو  
 گر چوں حسین در ره حق میرد حقش است  
 جور و جفائی خسل کش و دل کشا دہار  
 مرد کنارہ کش ز بلا و ربلا بود  
 گرد زہ پہ تو ز قناعت رسیدہ است  
 دزسی میں مروہ و کوہ صفاحخواہ  
 و زخول دشت بدرقہ و منہا محخواہ  
 جز کبریا ز بارگہ کبریا محخواہ  
 خود را دلی کنارہ کش از کر بلا محخواہ  
 نیکی و خیر میکن و اجر و جزا محخواہ  
 خوف بلا گزار و امان از بلا محخواہ  
 این اصل کمیاست و گر کمی محخواہ

محموی اگر حیات ابد میکنی طلب  
 نام نگو طلب کن و آب بقا محخواہ

(۲۲۷)

دوشش آمد بر من یار خمار آلودہ  
 لغت اے محموی آشفته، اسیر خد و خال  
 قدم از جمرہ بروں نہ کہ پراز گل مینی  
 روئے گلزار با نواع ریا حسین گردید  
 تا توانی مدہ از دست دریں موم گل  
 بوسہ بر لب زدم و گفتمش ایجاں سرا  
 خوشتر از میر گلستاں و تماشائے بہار  
 مطلع عارض تاباں لبہاں آلودہ  
 چند مانی بنغم لیل و نہار آلودہ  
 تو دہ خاک کہ دوی بود بخار آلودہ  
 چوں رخ مابوش از نقش نگار آلودہ  
 دامن دشت بالوان بہار آلودہ  
 سخن بے سرو پا خواب ز خمار آلودہ  
 بہر من دیدن تو بوس گلزار آلودہ



# ی

(۲۴۸)

تو خدایب بسا ذوق رنگ بوداری  
گروشت عمر به این آرزو که پرسد دوست  
ترا ملک نکوئی مسلم است شاهی  
بند دیده ز دیدار و لغریب جهان  
محبوبان سکن در چشمه حیوان  
مکن گدائی پر مغال، سر خود گیر  
بیا و راست بگو، اگر گله چو او داری  
تو کیستی، ز کجائی، چه آرزو داری  
که با شمایل نیکو رخ تو داری  
چو روستای زهر گوشه روبرو داری  
اگر زباده بمقدار یک بوداری  
که هر چه می طلبی خود در این که داری  
ز طول عمر رواں محو یا نمی کا هد  
شبه که زنده به آل ترک ماه و داری

(۲۴۹)

فدائے نام تو، نام و نشان چه میپرسی  
مجت است نه سوداگر می سخن و گهر  
کشد و بست دل مابدست و لدار است  
ز بنده و رخود و دود مال چه میپرسی  
درین معامله سود و زیان چه میپرسی  
ز ماحدث بهار و خزاں چه میپرسی  
بر دل نیامده از خانه خودی محوی  
ره بر دل شدن ز آسمان چه میپرسی

(۲۵۰)

نابار جسم و غصہ کشید نہ توانی  
اے زکس بیمار بہیں روئے چمن سیر  
ایدل بردلدار رسیدن نہ توانی  
ترسم کہ بہار آید و دیدن نہ توانی  
اے سر و کفایت نکھی زان قد و جو  
اندام نزاری و چمیدن نہ توانی  
جاں کاسد و کالائے وصال گیت افتد  
ایں جس بایں نقد خریدن نہ توانی  
اے آب ز تو زندہ جہانت و لیکن  
چوں مے بہر گ و ریشہ وید نہ توانی

از محوی ناکام چہ پرسی غم ہجراں  
ایں قصہ پر روشنیدن نہ توانی

(۲۵۱)

بجز زخم شہادت از کف قاتل چہ میخوای  
بے رنج و الم دیدی بے ناز بوسہ دیدی  
بجز در خاک و خوں غلبدن بے سبب چہ میخوای  
بے شادی و غم دیدی و گراے دل چہ میخوای  
جواب از اختیار شیوہ ہائے ناسلمانی  
ازیں بیش از ثبات عمر تبجل چہ میخوای  
در آمد در جہاں شد تاجدار عالم ایسکا  
ز انسانیکہ مجبور است اے عادل چہ میخوای  
محبط عشق را طے کردن آسان نیست اے عاشق  
نمید انم و گریز مشت آب گل چہ میخوای  
بہر جائے کہ باشی شاد باشائے دل و دل  
خلاص از ورطہ دریائے بے ساحل چہ میخوای  
چہ رحمت دیدی از ماضی مستقبل چہ میخوای

پے لذت گدائی از گدایاں ملگنی محوی  
برو آب و نمک از کاسہ سالی چہ میخوای

(۲۵۲)

میدہی درون بسیار و نہ کم میدانی  
تو گر بہت از باب ہم میدانی

طالبان روضہ خواں کجے ہم نہ خرمند  
 چکنم گریہ کنسم بندگی پر مغال  
 واطال باد فروش آن مغال بادہ فروش  
 درر عشق کہ پیداست نہ جادہ نہ دلیل  
 دم ز اسلام زنی باز بہ آئین یہو د  
 زینت کعبہ بو حسن خداوند حریم  
 ستم اینست کہ از سادگی بہم خیال  
 قصہ بلبشہ و باغ ارم میدانی  
 بر سر بندہ چنین رفت قلم میدانی  
 فرق در بادہ و باد است تو ہم میدانی  
 خضر راہ ست ہیں نقش قدم میدانی  
 قدر ہر مرد بقدر دارم میدانی  
 تو ز نقش در و دیوار جسم میدانی  
 میکنی جو دستم لطف و کرم میدانی

باتو حرف کرم اے خواجہ چہ گوید محوی  
 چوں تو خود شیوہ اصحاب کرم میدانی

(۲۵۳)

زلف چرا بر رخ تاباں نہی  
 باز نامد ز تو کلچیں تو -  
 پیرو جوانند ہمہ صید تو  
 رند ز روزا زلم کردہ اند  
 بجز از اندیشہ دنیاے دل  
 پردہ چہ بر ہر درخشاں نہی  
 گر چہ برہ خار مینلاں نہی  
 دام بہ ہر کاخ و شبتاں نہی  
 حرف چہ بر صنت یزدان نہی  
 دل چہ بریں خواب پریشاں نہی

عشق تو د محوی آلودہ جاں  
 بر سر بیچارہ چہ بہتاں نہی

(۲۵۴)

دے گرد حضور جلوہ جانانہ نشینی  
 جو مادہ و اند بر خیزمی چو ماسانہ نشینی

بمیدان جہاں ہر گامہ محشر شود بر پا  
تو یک سر و سہمی تھی گنج طرف گستاخ نیری  
علاج درد و غم دینی من اے صوفی نمیدانم  
بایں عقل و خرد ہدم تو خود فرما کہ می بیند؟  
بساده لوحی دل خندہ می آید کہ میخواند  
پر پرواز بکشا، آشیای دست او روز آخر  
بجوں ریز غریزاں گر چنین ترکانہ بنشینو  
تو یک شمع دل افروزی چو در کاشا نہ بنشین  
جزایں کہ خالقہ آبی و در میخانہ بنشین  
کہ اندر بزم مستاں آئی و فرزانہ بنشین  
بیاد او کشی جامی چو بابیگانہ بنشین  
بہام دیگرال تاکہ بہ آب روانہ بنشین  
حدیث آرزو ناگفتہ ماند شب شود آخر

اگر با محوی مفتوں بایں افسانہ بنشین

(۱۵۵)

کارم افتاد بہ یک ہوش بایں بجے  
بے خطا گیرد و با وصف خطا بگرداد  
چشم نظار گیاں باز کہ آں شاہ سوار  
ورد دنیا ز دلہم بود بیک گش چشم  
جستہ از دام گرفتاری عالم کنوں  
یروم طالب دیدار ز سر کردہ قدم  
می برم حسرت بر سراز مدد نالہ و آہ  
وندہ در پریش سایل نہ مرا خوئے سول  
پردہ پوشے بجے جلوه نمائے بجے  
چشم پوشے بجے چشم نمائے بجے  
میزند گوے بمیدان بہ اداے بجے  
بود دروے بجے داد دوائے بجے  
میپر و طایر فکرم بہ ہوائے بجے  
میکنم قطع رہ شوق بہائے بجے  
می رود قافلہ بر بانگ رانے بجے  
پادشاہے مجھے بہت و گدائے بجے

ماندہ در وصف خرم محوی مکیں حیراں  
نکتہ بنجے بجے نعمہ سرائے بجے

پر است شہر زمیروں و شہر یار یکے  
 بہ تنگ نامے جہاں کشش عجب نبود  
 ہلک عشق مگر داوری جہو است  
 بہ زشت و خوب چمن دل چہ میدہی بلبل  
 چو واقفی زرہ عشق از دوئے مجبور  
 نماندہ است بعالم اثر ز منزل یار  
 نگندہ بہجہاں شورش جہانگیری  
 بصید دل گراے جانمن نو آوزی  
 چناں مذمت مے ز ادا کنی گویا  
 ہزار خیل سوران و شہسوار یکے  
 ہزار راہرواوند و رگزار یکے  
 گد اکیسیت در اینجا و تاجدار یکے  
 برائے نالہ زدن گل یکے و خار یکے  
 بیار عشق یکے، دل یکے و یار یکے  
 جزایں خرابہ کہ داریم در کنار یکے  
 بیابغا رست دل نازنین ہوار یکے  
 ہزار صید فکندی نہ شد شکار یکے  
 نہ بودہ ز حریفان بادہ خوار یکے

بحال محوی خاطر خریں چہ میالی  
 ہنوز در دہ گفست از ہزار یکے

صبا گزلبواد سبائے او سحرے  
 جمال می طلبد بحجاب بند نقاب  
 چناں کشید بہالہ سال قاست دست  
 لبش راحت و آرام جاں جند خیال  
 لڑنے چہ در شاہ عشق محکم گیر  
 نفس لبان جرس فعرہ زن کوئے غافل  
 بیار ہد ہد از آل یارنجیب خبرے  
 نقاب می طلبد در حجاب دہ درے  
 کہ دست طول ال ہم سنجید زان ثمرے  
 کہ عشق آفت جانست و شوق مرد مے  
 کہ بے نواست بعالم گدائے و در درے  
 بہ ہوش باش کہ پیش است راہ پر خطے

ہرید حسن تو ام ستمند، ورنہ بشہر ہزار حسن فروش اند بہ زیک دلی  
 ہزار مرتبہ برویم پیش شیشہ گراں دل شکستہ مارا زبت شیشہ گرے  
 شنیدہ ام کہ خسرو می ہی نیم نگاہ  
 بسوئے محوی دانش پرست ہم نظرے

(۱۵۸)

اے صبا گر بہ یار ما گزری قل لہل آتاک من خبری  
 ہم نشیں دلی و دل مشتاق از قطب فایہی و در نظر می  
 چہرہ نہال کنی و حسن عیاں پروہ داری کنی و پردہ دری  
 چوں نہ آئی بخانہ چشم از رگ جاں اگر قریب تری  
 اِن لی فی نواکِ یاسلی الم ہمنی فہل تدری  
 بن پیاکے پڑی ہے سونی تیج بن بدلیسی اجاڑ ہے نگوی  
 وصل کی لذتیں کسے معلوم عسر تو ب فراق میں گزری

کعبہ درپیش و رہزناں بکیں

محو یا زود باش در خطری

(۱۵۹)

چگونہ دل بہ تاشائے گلستاں واری پس بہار گر اندیشہ خزاں واری  
 از ایں چمن کہ دوزنگ است مہار خزاں چناں گزر کہ نہ پروائے ایں اں واری  
 از آں تو طالب سودی پر حذر زیاں کہ قدر سود ندانی کہ در زمان واری  
 پے نعیم و دو عالم برون مروانہ دل چہ گنجہا کہ نہ پوشیدہ اندواں واری

شکایت از دل ویران دکنی و مہنوز  
 ز فرط عشق تو آں شوخ را حکایت ہا  
 براہ عشق مجو امتیاز نام و نشان  
 ز تکیہ گاہ محبت ترا بر دل نہ کنند  
 مذاہ تراد ترس بہ یک ذرہ  
 بغیر زخم جگر و ز سینہ نگزاشت  
 خدای سادہ مزاجی شوم کہ با عاشق  
 مجو چشمہ حیواں ز نام نیک طلب  
 گرہ برشتہ کار تو دوستان زدہ اند

دریں خراب تنہا جہاں جہاں اری  
 تو اے غریب محبت چہستان اری  
 اگر زہمت مرداں رہ نشان اری  
 بساں پرودہ اگر سر بر استاں اری  
 تو در خیال کہ در دست دہاں اری  
 بہ ابروے تو کہ آموخت این کماں اری  
 نہ بستہ عہد و فاقہ امتحاں اری  
 بدل اگر ہوس عسیر جاویداں اری  
 تو چشم عہدہ کشائی ز چٹناں اری

مکن شکایت ناقصہ ری سخن محوی

بہ مجمعہ کہ در اں شاد و نکتہ وال اری

(۲۶۰)

ز زنی زخم باز دل نالاں تاکے  
 دل پراگندہ تر از لطف پریشاں تا چند  
 منکہ با کاکل و رخسار تو می رزم عشق  
 نظر از ہر بن ہو میکنم و می بینم  
 بادہ از خون جگر جام ز تجال لب  
 لالہ تربت ما طرہ تماشا دارد  
 انتظار چمن و فصل بہاراں تاکے  
 خاطر آشفتنہ تر از طرہ پیاں تاکے  
 گویم افسانہ حسن گل و ریاں تاکے  
 پردہ دید شود دیدہ حیراں تاکے  
 محبت منع خنیت بادہ گاراں تاکے  
 بگری بے خبر از خاک شہیداں تاکے

معہ یہ مسئلہ المصنوعہ بندگان علی و ملا علی کی عطا کردہ طبع پر لکھی گئی تھی ان پر تجاویز خواہی کہ کوئی غزل شاعر سے زیادہ کی ہو

حالِ خوابِ سفر کردہ چہ جوئی محوی  
میروی در پے دم کردہ غزالاں تاکے

(۲۶۱)

میر و شہی بر یا دولت ایماں تاکے	اے دل از مصلحت چند سماں تاکے
انچہ دیدی بجاں خراب پریشاں دیدی	خاطر جمع از این خواب پریشاں تاکے
درد و ادی و بد اندازہ در مال ادی	یارب این رو بد اندازہ در مال تاکے
بے دم عشق جہاں کالبہ بجاں است	ندمعی روح و ریں قالب بجاں تاکے
از ازل مجمعستان خود قنطر است	میکشائی در خمخانہ عسفاں تاکے
باش یکچند کہ داماں دولت میگپریم	میروی از بر ما بر زدہ داماں تاکے
حق ہیں است کہ یار است سراپا احساں	نشو و بندہ حق بندہ احساں تاکے

میکنی قطع رہ نظم پیادہ محوی

دعوی ہمسری شاہ سواراں تاکے

(۲۶۲)

از چہرہ نقاب انگن اے شاہ بطجائی	عالم نشود روشن تار وئے نہ بنائی
در چشم حقیقت میں واللہ معصائی	مولائے ہمہ بندہ ہم بندہ مولائی
از ذرہ پدیدار است رخسائی خورشیدی	وز قطرہ نمودار است پہنائی دریائی

مع یہ غزل بھی علامت حضرت بندہ کاغذی کی ملاحظہ کی جاوے طرح پر کسی گئی تھی۔ ان میں بھی یہ شریعتی کہ کوئی غزلیات شریعتی یاد نہ  
لے غزلی ہولی محو علی صاحب نعت تھاں تجوری سلم کی فرمایش پر یہ نظم لکھی گئی تھی۔



فرما دوسرا پاک جملہ شیریں است  
 دو دہل مجنونت ایں ابر رواں پرور  
 از اوج کمال تو گشت نظم قاصر  
 بر حکمت تو شیدا، صد حکمت یونانی  
 از سعی بلیغ تو در چشم زدن نیست  
 شد زنده زلف تو آئین بر آسمی  
 دل ہائے عزیزاں شد پر خون ز فراق تو  
 فرقت ز تو کے شاید با این ہمہ دل داری  
 آل عقدہ کہ افتاد است در رشتہ کارا  
 از فرما کرم و حقے "خیر لامش" خواندی  
 از مدح تو شیریں است کام و دہن بادح

از خوان حطائے تو ایخواجه چه کم گردد  
 گرد در دل محوی یک نژاد با فرزائی

(۲۹۳)

پوشیدہ بہر شریاں پوستہ بہر بندی  
 چونت بایں قربت با بندہ نہ پویدی  
 چنان تو جان من پمیاں کر یانت  
 پائندہ جاوید است پمیاں کہی بندی  
 آن در کہ تو بجائی کس می نہ تواند بست  
 جز تو نکاید کس آل در کہ تومی بندی  
 از ماد گیتی شد آزادہ و بے پروا  
 آل را کہ ہو ائے تو بگرفت بفرزندی  
 از عقل و خرد بگز اگر عشق ہو ساری  
 با ہم نہ توان کردن رندی و خروندی

تیار غلام نیست آئین خداوندان  
گزار خداوندان این رسم خداوندی  
حیرت بخیال تو صد حیف بحال تو  
بے یار اگر محوی آموده و خرمندی

(۱۲۹۴)

خواہم اے ماہ نہ بیگانہ ز منزل باشی  
چشم مشتاق مشو خیر و تر تاب کجاست  
سلطنت خانہ دل گیر و ہنانشانہ محفل  
تاناہ بیراہہ رد و پائے تو در راہ جنوں  
غنجہ گل میشود و مرغ سحر خواں بیدار  
اشک خوں ریز کہ تا پاک بشویند ترا  
شور و ہنگامہ پر و اندانگیں آرام  
می شناسند ترا قیس نگاہاں بلیلی  
باطل آنست ز بر سو کہ تو گردانی رود  
عکس روئے تو رود با خود و اسان گردد  
منت بحر کش قطرہ آبے مطلب  
ترک ہل است سر آہام تننا و ثوار  
جز نواہائے پریشاں بخشد مرغ چین  
در حق خویش گمان دارد لیکن نہ چنان  
علم نادانی خویش است کمال ہر علم

از رہ لطف بل آئی و در دلی باشی  
کہ بخورشید جہانتاب مقابل باشی  
تا تو اے عشق خداوند و منزل باشی  
بہ نہ آنست کہ پابند سلاسل باشی  
شرط انصاف نباشد کہ تو غافل باشی  
گرچہ آلودہ تر از دامن قاتل باشی  
تا تو اے شمع فروزندہ محفل باشی  
در بر جملہ کہ در دامن محفل باشی  
حق ہانست بہ ہر سو کہ تو مایل باشی  
گر تو پیش نظر آخر بسمل باشی  
نشہ ہر چند لبان لب راعل باشی  
سہل را گیر چرا در پئے مشکل باشی  
از چہ خواہی کہ ہم آہنگ عیال باشی  
کہ ہم بر زن فرق حق و باطل باشی  
حاصل علم ہیں است کہ جاہل باشی

نالہ ات نیسز بکار ہست جہاں محوی  
گر تو از نالہ صدی خوان تو اسل باشی

(۲۶۵)

ز خویش بیخبری با خبر چگونہ شوی      نظرنداری و صاحب نظر چگونہ شوی  
نخوردہ تیسرا لم چون علم شوی عشق      نبردہ نام و فاما مور چگونہ شوی  
کس کس کثادہ بہ ہر سو کند کاکل دست      بحیر تم کہ اسیر دگر چگونہ شوی  
دگار بخیر و صبح دور بخت سیا      از اتم اسے شب سحر بران ہر چگونہ شوی  
قدم ز خویش نہ بیزد ہنسادہ ہمہ عمر      ز رفتہ راہ بگور ہر چگونہ شوی  
دریں زمانہ بزرگی کہ یافتہ بخوئی؟      پسر نبودہ بعالم پدر چگونہ شوی

شراب خون جگر ناچشیدہ اسے نادا  
حریف محوی خونین جگر چگونہ شوی

(۲۶۶)

نت

ہلک دلم خیمہ زد شہر یایے      عجب ملک گیر عجب تاجدارے  
چکیمہ ما خواندہ حرفے ز حکمت      نیا موختہ علم و آموزگارے  
دوائے دل درد مند غریباں      سراپا کرم حمت بودہ گارے  
ہر اسے صبا تا دیار مدینہ      پیام مودب و خدمت گزارے  
بگو خواجہ تاجپند این فغانیش      تو در خواب اسلام رحمانی اسے

بہ بلغم مودوی حکیم علی محمد صاحب مرحوم و مخور کو بیلا بہت پسند تھا مجھے اور نادہرا کہ تم ہی چند اشعار اسطرح میں نت میں لکھو۔  
تبیل اللہادیہ خط شریف میں لکھے۔

گرفتار تو حی کلمہ دلتش  
بذ جائے قرارے نہ پائے قرارے  
کمال گیر از ابرو الی مقوس  
زورہ پش از کاکل تابداے  
برنجیہ بار و گر بارگی را  
چنیں پین میداں چنیں شہ سوائے  
بلے میدہ جاں بہر یک ادایت  
گرفتار حقیقت جہاں آئے آئے

چہ پرسی ز اس ظام و زور دہائش  
نگھتہ است محوی یکے از ہر اے

(۲۶۶)

دیدہ رہا بستہ بدید از منم می آئی  
پائے شکستہ پے لوف حرم می آئی  
ترسم اے طالب اہ کزو و بنزلن ری  
لاہ دور است تو با خیل و حشم می آئی  
انہ عدم غیر عدم کیسج نہ آید بر دل  
چہ ہر اسی ز عدم چوں قدم می آئی  
میروی ذر صفت قصص کائنات خورشید  
مرجباے چمن آرائے جہاں شک بہا  
از کجا سرخ رخ و تیز قدم می آئی  
بالد این دل جہاں باختہ بودی و شیب  
کس خیں تافتہ رخ باختہ دم می آئی  
از خیال رخ خوب تر نیست اماں  
سبنہ را کن سپر آہ دل مظلوماں  
ہر کجا میروم اے شوخ تو ہم می آئی  
گر کمر بستہ پے جو روستم می آئی

سہ میرے کہنوں کے قیام کے زمانہ میں جہاں جا بکینہ بائی نے مجھے لکھا کہ مراقبہ سال نے مجھے اپنی ایک غزل بھیجی ہے اور فرمادیں گی  
تمہی کہیں بھی ایک غزل بطور میں لکھوں جو غزل میں نے لکھی ہے وہ آپ کے پاس بھیجا ہوں آپ بھی اس میں غزل لکھ کر جلد بھیجیے دو دو  
انچ پاس بھیجی جائیں گی حسب نام میں نے یہ غزل ایک ہی دن میں لکھ کر بھیج دی تھی معلوم نہیں کہ ان کے پاس بھیجی گئی یا نہیں۔

بہرا د غریباں دل انگاریا  
 عاشقِ خستہ بوقتِ ہر شب چشم بست  
 ایک در سرِ کچول تیغِ دوہم می آئی  
 گشتہ بود مذکورِ زم تو ہم می آئی  
 محوی غمزدہ امروز ترا وقت خوش است  
 شاید از بزرگشت تو ہم می آئی

(۲۹۸)

نہم ابہ ہجرتنہا ہمہ تیسر داری  
 زندگی قدم گزار می بہ تماشہ گاہ چشم  
 کہ ہزار بقیراں بہ ہیں تیسر داری  
 بچہ طور متواں گفت ہمہ جاگز داری  
 جو تو من دگر ندارم تو چو من ہزار داری  
 نہ ترا ہوائے صید نے نہ سر شکار داری  
 نہ ہم دوستاں را بھصارا من گیری  
 سرو برگ کار سازی نشد ہم گئے میر  
 تو بکار گاہ عالم ہمہ اختیار داری  
 ز گنہ نکرد تو بہ بہ امید لطف محوی  
 پوشید چشم لطفے بگنا ہر گار داری

(۲۹۹)

تا بود با من یا رس بود آب و تاب زندگی  
 میرم کہ داری در چمن می جوشن ز خونگون  
 اورفت شد ہمراہ او ہم افتاب زندگی  
 بے مابوش لیکن کجا خطہ شراب زندگی  
 عاشقِ نچر ہجرا اندر حساب زندگی  
 جزاں ندیدم در جہاں تعبیر خواب زندگی  
 از صرصر باد خزاں شمع جو بے نام و نشان  
 چوں بود محوی در جہاں نقشے بر آب زندگی

گر سرچمن یاد آمد ہر دمے قبا پوشے  
چو نبل گشت دل آشفته در یاد سراپائے  
بہار صحت ویرینہ یاران بیاد آمد  
ز غرطہ غم شدم و ساز با آہ سحر گاہی  
ہزار اب جلوہ ہادیہ آئیں چشم جہاں بینم  
تو بہر امتحانم سرگزشت حرمی پر سی  
کن و اعظم را لقیقین آداب زباں بندی  
نمی بندند دل الی صفا باشد دنیا  
ز مال خستہ دل دادہ عاشق چہ می پر سی

ز شان و شوکت شایستہ سے جان بچ کم کر دے  
اگر بر ناز بیچارہ محوی نہی گوشتے

بیشوق خود نمیدانم چنانم مبتلا کہ دی  
شمارم تا کجا نیرنگی جادوئے ایجادت  
گر فستی چہانے را بیک دم چہانگیری  
گئے عقد دلا با مجمع ہیگا نگاں بستی  
شیدہی ز ریتغ قاتال ہوئے مر بازاں  
یایں دل خنکی تعلیم تسلیم در رضا وادی

نہ اظہار دلا کر دی نہ اقرار وفا کر دی  
بیک افسوں سپاہ نگاہ ارض و سما کر دی  
ازیں دم چہانگیری کسے را کسے رہا کر دی  
گھے نا آشنا نہی با بخیل آشنا کر دی  
تاشا ہائے قص بے لالہ در کربلا کر دی  
لب زخم دل پر خون مارا بے صد کر دی

ہنوزم ہست اندر سر جو اے آرزو مندی  
پئے آسو و گان در محبت جاں گسل باشد  
بآہ سرد دادی رنگ اعجاز میحالی  
بدلق بے تو ابستی طراز خلعت شاہی  
جلادادی دل تاریک را از گریہ شبہا  
عنان اختیارم داشتی و دوستی پی  
ہزاراں آرزویم گرچہ تحویل ہوا کردی  
بجہی عاشقان آل درد درین واکرودی  
سر شک چشم را سر خیمہ آب بق کردی  
کلاہ فقر را ہم سایہ بال ہب کردی  
مناجات سحر را دفع رنج و بلا کردی  
کہ اے بیراہہ رواں کار چو کی کردی

پئے دید جمالت کا سہ در یوزہ شہد چشمش  
”شہ ملک فراغت بدو محوی را گاہ کردی“

(۲۷۲)

تو در دل خجہ نہ یافتی کہ بروں خوشتر آید  
تو نگاہ چاک پرتی تو ز رخ دادی ایمنی  
گیمے تافتی رخ گلستاں بگل دہنہ ضعیف  
بہشتا دلقہ خیری آرتاں ناز و بے حیدری  
چہ شدت کہ با ہمہ برتری نشدی بقیص قناری  
بہم قدم بکنار گل نہ نظر کنم بہ قتل ارگل  
تو چراغ کعبہ خلوتی بہ چہ سان مرغمن آمدی  
تو ہمائے سدرہ نشینی ز کجا بدام تن آمدی  
گیمے مچو بل تفتہ جاں بہوش نعرہ آمدی  
بشکست صنت آذری تو خلیل بت شکن آمدی  
ز قبائے طلسمی زری تہ چادر کفن آمدی  
کہ سیاہی پس را ہا بمنزل وطن آمدی  
چار و دم بدید بہار گل کہ تو حاصل چین آمدی

مخروش محوی مبتلا بہ عطائے طالع تار سا  
چونہ بد تحمل ایں چہ ہمارا ہل فن آمدی





## عکس پیری جناب مدوی



مدوی شکت نیست کز شکت مددو -  
عمرے دوست - اردو عالم کتدو - یم



# متفرقات

ضمیمہ دیوان محوی

مطبوٰعہ

سجاد پریس حیدرآباد دکن

## قصیدہ

آنجا کہ رخ خوب تو در جلوہ گری بود  
 نال گشت سہرما زورت دور کہ مقسوم  
 وادی تو با خشک لب دیدہ پر تم  
 بستیم از آن چشم کہ دیوانہ صفت اشک  
 ہر کار کہ کردیم باخس غلط افتاد  
 تنخم کہ فتانہ ہم نشد بنور و مست  
 ما کردہ نہ یک ظلم بصد سلم گرفتار  
 حیرم کلاہ ندین ہم نہ عطا کرد  
 ہر آنچہ کہ دیدیم و شنیدیم زیار  
 ہیہات چہ سال گشت مبدل و شہر  
 خاموش لب لہق ز بے قدری ایام  
 گرد است غبار است پراز رنگ دست  
 غوغائے کلاغ است صدائے زنجیر بوم

دیدن طرف لالہ گل بے پوری بود  
 جانکاہی و آوارگی دریدری بود  
 پیاست کہ در حکم تو خشکی و تری بود  
 آمادہ بر شفتگی پرودہ درمی بود  
 چوں چرخ سنگر سیر کی نہ وری بود  
 نخل کہ نشانہ ہم ثمر بے ثمری بود  
 او کرد و صد جور ز ہر جور بری بود  
 آل را کہ ہوا و ہوس تاجوری بود  
 زو چشم و فاداشتن آشفہ سری بود  
 امروز ہنگر گشت کہ دی بے نہری بود  
 زنجیر رخ امید ز خونیں جگری بود  
 جائیکہ بصدنا زوال رود ہری بود  
 آنجا کہ گمہ قہقہ زن کبک درمی بود

آں نالہ کہ میشد ز شری تا بہ شریا  
 آخستہ بسم بود گر خنجر قاتل  
 از کلک تہمت داشت و قدش نمایاں  
 آزار دہی شیوہ والا گہراں نیست  
 دل بود پر از زخم نہ بیدا و حزیناں  
 کس دید نہ ال زخم یہ بشنید نظم  
 گوئی کہ جہاں بود ز انصاف بُترا  
 جرحامی حق حضرت عثمان علیہ السلام  
 فرمود کہ ما دست بہ ہر سر کہ نہادیم  
 ما جانب ادیم و فلک جانب بیدا  
 محوی نہ ہاں خادم یریں پے ما  
 بیدا بے رفت بدوش بر سائیم  
 میخواست مرض شربت نیار و طبیبان  
 زود است کہ مانسوخ زریں بنویسیم

ہم دین اس الہی الہی  
 شش سال بسودت ز زخم پری بود  
 دل بود کہ یک لخت تہمت شجری بود  
 این کار مگر لازمہ بگہم ہی بود  
 فریاد دل خستہ پے چارہ گری بود  
 یارب ز کجا این ہمہ کوئی کری بود  
 گوئی نہ کسے مستعد داد گری بود  
 کو چشم و چراغ خود و دیدہ وری بود  
 آل سر نہ نرائے الم پاس پری بود  
 بینیم کرا غلبہ وریں کزو فری بود  
 دست و داماں و عالے سحر ہی بود  
 دادن نہ با و داد ز کو تہ نظری بود  
 دادند دم تیغ کہ رسم تشری بود  
 دانیم کہ در دوش ہمہ بے سیم وزری بود

یارب کجاں باوچیں شاہ جوال عزم  
 تافوق بہ نو خیزی و پیرانہ سری بود

عہدہ اس بیدا کی طرف اشارہ ہے جسکی واداموقت تک نہ دی جا سکی جن لوگوں کا یہ عمل تھا جو تہمت میں شرافت ذاتی اور  
 خانمانی سے برتر تھے۔ عہدہ تادیب کا یہ دور تھا کہ جس قوم کو وہ فتح کرتے تھے یہ چاہتے تھے کہ اس کا کوئی فرد باقی نہ رہے بلکہ  
 تاکہ کائنات وہ قوم کٹھنی یا غارت نہ کر سکے۔

## قصیدہ اہل ہاتھ شکر صد فرما در بارہ اضافہ اور ار

سردج خدا یگانہ ارم	خاکم و قصہ آسمان دارم
شکر الطاف بر زبان ارم	سرمنت بر آستان ارم
از دو الفاظ غت افزایت	سرفرازئی دو جہاں دارم
انچہ در حق بیتہ فرمودی	یاد از فخر ہر زمان ارم
بر کشیدی مرا ز بستر خاک	سر غرت بر آستان ارم
حکم کردی بہ بیشئی اور ار	تاناہ پروائے دیگران دارم
نان ز تو ہست ہم نمک از تو	از تو ہم نام و ہم نشان ارم
آبیاری چمن چمن کردی	گل عشرت جہاں جہاں ارم
از فسول و کرشمہ کرمست	پریم و طالع جواں دارم
بعد زین مسک سخن گوئی	گر تو گوئی چنین چنان دارم
ایسے ز حکمت کرامت عدل	گوش بر صوت کن فکان ارم
عمر انہوں و بخت تو یا ور	ایں دعا روز و شب وال ارم

از پس ایں دعا بیا محوی

نطق را دست برد ہاں دارم

## قصیدہ

در عشق چہ نمی پرستی از دوست چہا دیدم  
 در جنت وصل او صد عیش و طرب کردم  
 ریحان جوانی بوداں حال کہ دانی بود  
 ہر نخل ہوس کا نژاد گلشن جاں بستم  
 سرمایہ عقل و دیر شد نذر غم عشقش  
 بسیار بکا کردم بسیار دعا، لیکن  
 کہ جور قریب ہاں بود کہ پند رفقاں بود  
 در عشق و محبت ہم قانون مکافات است  
 از جور بتاں آخر قسم بہ پناہ داد  
 مدبر بشو و بقبل در سایہ دستارش  
 نویند جہان بنائی بے ریو و ریاضش  
 در قلب صفا باید، و چشم حیا باید  
 غم کہ بیک جاشد و روشی و سلطانی

ہم ہر دو فادیدم ہم جور و جفا دیدم  
 درد و زخا ہجر او صد رنج و غنا دیدم  
 ز اں جوش کہ آنی بود یک حشر بہا دیدم  
 در صین بہاراں را پامال ہوا دیدم  
 نگزشت بے خود را بے برگ و نواد دیدم  
 بے اجر و دعا گوئی بے سود بکا دیدم  
 ایں رانہ پذیر فتم و اں رانہ بجا دیدم  
 ہر بار خطا کردم ہر بار سزا دیدم  
 عثمان علی خاں را چون ظل خدا دیدم  
 در طرہ ز زینش تاثیر ہما دیدم  
 ایں کار مگر اینجا با صدق و صفا دیدم  
 ایں ہر دو صفت در شد بے و و یاد دیدم  
 بر خرقة و روشی شاہانہ قہا دیدم

تو روئے مہ نور امن روئے ترا دیدم  
 چوں من تو بے دیدی من چوں تو گجا دیدم

عید من و تو شاہی مول و ہمایونست  
 اہر و جہاں دیدیم آنا بہ تفادہا

تو دست قوی و ستار برگردن من دیدی  
من گردن ہر سرکش پیش تو و تما دیدم  
کاریکہ خدا خواہد از دست کس آید  
از دست ہمہ بالا من دست خدا دیدم  
بر سبزہ پڑمرده باران کرم بارو  
این بذل کریمانہ دایم ز سعاد دیدم  
فرمان قضا دیدم، منشور قدر دیدم  
ہر انچہ مقدر بود بے چون و چرا دیدم  
کہ پیش فراز آمد، گمشدہ شیب آمد  
بس طرقتہ تماشہ ازین ارض و سما دیدم  
در خواب گراں ماند، ہم آمد، ہم بگرفت  
چون باد سحر گاہاں دوران بقا دیدم  
طش شد سفر دنیا، پیداست سہ منزل  
بے سود کنوں گفتن در راہ پہا دیدم  
تنہا نہ ہمیں انسان در معرض اتلافت  
ہر ہستی این عالم مرہون قت دیدم  
در حفظ خدا دیدم جاں تو و مال تو  
تائید بہ ہر کارت از آل جہا دیدم  
تنہا نہ دعا گویت محولیت بحق تو

دیروز جہانے را مشغول دعا دیدم  
قصیدہ کہ جشن الکرہ مبارک اعلحضرت  
در ماہ مہر ۱۳۴۹ الف گزرا نیدم

و لم نعلم سرخدا و خدایگان ارد  
چشم لطف و عنایت ز دیگران ارد  
خداے برتر و بالا کہ دست قدرت او  
بحکم خود ز زمیں تا بہ آسمان ارد  
بگاہ شوق را وج منظرش جوید  
جبیں سجدہ تمناے آستان ارد  
خدایگان یکانہ کہ گاہ نصفت داد  
بیک تیرہ توانا و ناتوان ارد  
ز عدل شاہ عدل اپناہ بر یک شاخ  
بہ باز صموہ کنج شک آشیان ارد  
ز نظم شاہ سخنور و ادملک دکن  
ہزار فخر بہ شیراز و صفہان ارد



دل کشادہ و دست گہرستان ارد

ہزار چشمہ بہ ہر چار سوراں ارد

جو بلبل کشمین بھگستان ارد

بہر دعا و ثنایش چہ ارمغان ارد

ہر آنچہ قلب تہ پر وہ ہا نہاں ارد

طفیل نچتن پاک در اماں ارد

پے ترقی تعلیم و ارتقاے علوم

محیط فیض رنشن ابر لطف و کرم

زیر سایہ طغش زمانہ و لشاہ است

بجشن سالگرہ مدح کوئی بے مایہ

زبان مدح و دعا کند خلیق حیاں

خداے غرور جل شاہ راز کید زماں

ہزار سالہ کنہ عمر او و چندیں سال

بسال محوی بیچارہ مہربان ارد

قصیدہ مذکور خاتواہ صفی و تنہیت سالگرہ اخصرت نوا میر علی خان در اقبالہ

حسب مایش مولوی محبوب علی صاحب ناظم شریات مرتب شد

دورن اہل جہاں و جہاں محی آورد

بر سر خاک کن گوہر فشاں محی آورد

انکہ در ویرانہ گنج شایکاں محی آورد

ہمہ فتح و ظفر امن اماں محی آورد

کامگار و کامیاب کامراں محی آورد

سر کشان تندخو رامو کشاں محی آورد

آبروئے تازہ بروئے جہاں محی آورد

ہم گل و ہم لالہ ہم ادغواں محی آورد

باز آب رفته جور ارواں محی آورد

صبح دم باد بہار می بو جی جاں محی آورد

بر مثال ابر صفا جاہ را باد و شمال

آنکہ محی آورد ظلمت چشمہ استجیات

محی رہا ندگان از پنجہ غارت گراں

بخت و قبل اخلا و اوں ہر میدان

بہر اظہار اطاعت پنجہ پر زور او

محی ہند بنیاد آں گلشن کہ ہر یک گلشنش

از دو صد سال است کیں گلزار سخی صفی

بعد اصف جاہ اول اصف ثانی بجہد

بعد از بخت جہانگیری مکن در جاہ را  
 پونہ و سیورہم مدراس ہم چند رنگ  
 میکنند باہر کہ یاری مرزبان اصفی  
 یاری این و دماغ یاور عقل بخت  
 ناصر الدولہ و بچش فضل اللہ و بخلق  
 از پس این نامداران و زکار مہربان  
 بعد این گلہائے رنگازنگ سخی باغبان  
 بہر نظمیم مالک کارپرد از جہاں  
 بر سر عثمان علیخان می نہد تاج شہی  
 نو بہار عہد عثمانیت کو با خوشن  
 می دہد روح روا و قالب بیجاں ملک  
 میشود ہر کار و ہر تدبیر و ہر رایش درست  
 شاہ میداند کہ عالم بحسب زمانہ بچو  
 شاہ میداند کہ تشویق بہر ترغیب علم  
 از تباہی شید عہد راحت مہلہ  
 نطق سبحانش ہم تقریر می ریزد گہر  
 مردہ جن گروہ بہر ہوا خواہان شاہ  
 محوی غلث نشین این نوید جانفزا  
 غنچہ قبل شاہ باو شکفتہ تا نسیم

باہمہ شال کنت در حکمراں می آورد  
 رو بہ ہر شکل سوئے این آستان می آورد  
 پلہ منیراں الی ولت گراں می آورد  
 تاجراں را سرور ہندوستان می آورد  
 فضل بدل و لطف احسان بیامی آورد  
 بہر محبوب سلی جان جہاں می آورد  
 یک گل جاذب نظر و گلستان می آورد  
 زبدہ این و دماغ را و میسای آورد  
 بر سر سلطنت باغ و شاں می آورد  
 دانش پیرانہ بخت جواں می آورد  
 شاہ گوی از ہم عیسی نشان می آورد  
 زانکہ در ہر کار عقل کارواں می آورد  
 نیست تدبیرے کہ عمر جاواں می آورد  
 در حد و مملکت گنج گراں می آورد  
 یاد عہد دولت شاہ جہاں می آورد  
 نکتہ ہائے تغز و رسک سبایں می آورد  
 راحت قلب و جگر آرام جاں می آورد  
 باز در گلزار سنی نعمت خواں می آورد  
 بہت گلہائے تر از گلستان می آورد

## تقریباً کتاب موسومہ سیرائے رسول کریم مصنفہ عزیز جنگ عجم حساب تدعائے مصنف صورت ۳۳

فطرۃ بجلوہ آمد و کار بہار کرد  
 از شرق تا بغرب زمین لالہ ناکرد  
 تائید روح نامیہ نامدار کرد  
 در گلستان شریعت گل آشکار کرد  
 بانگ نماز صبح چو از شاخار کرد  
 تبخیر گفت کباب قفاں کہ ہمار کرد  
 شرح اصول ہندسہ کردگار کرد  
 دامان ہشت راہمہ نقش و نگار کرد  
 بر خلق جلوہ رحمت پروردگار کرد  
 کز بہر از زمانہ بسے انتظار کرد  
 افشاں زلف بزم جہاں مشکبار کرد  
 فرماں پذیر و بندہ پروردگار کرد  
 چندیں ہزار عابد شب زندہ دار کرد  
 خاک سیاہ را ز رکاب عیار کرد  
 آوارگاں بادیاہ را شہر یار کرد  
 مشہور دہر و تاج سر روزگار کرد  
 بنیادیں بہ نعرہ حق استوار کرد  
 فطرۃ بجلوہ آمد و کار بہار کرد  
 ابر بہار آمد و چوں وحی آسمان  
 بنیہ بنسیم بصد شیوہ ہائے نغز  
 بہدار کرد سبزہ خوابیدہ را ہزار  
 تجوید کرد فاختہ لرزید شاخ سرو  
 استاد تو بہار زبشکال گوئے کوں  
 نقاش نامیہ زریا چین رنگ رنگ  
 گویم چنانہ صاف کہ در قید آب و گل  
 آمد برون زپردہ تقدیس شاہدے  
 بنمود چہرہ غلظت شب گشت بحیظ  
 مرد خدا کہ قوم زرہ رفتہ را، و گر  
 آل رہبر زمانہ کہ از شبہ و انشت  
 آل کاٹلہ کہ از نظر کمیا اثر  
 آل سرورے کہ بے مد و لشکر و سپاہ  
 مردے کہ قوم پازوہ و ناشناس را  
 افگند کاخ شرک بگفتار دل نشیں

ہم ساکنانِ بتکدہ را گفت الحذر  
 یا ہر کہ بیت عقد و لا استوارست  
 باد و ستان نمود و فاجائز است  
 ایماں فرو و کفر اگر گشت سنگ آہ  
 از فیض او دیارِ عجم گشت فیض یاب  
 آب و ہوائے دہر و مزارِ زمانہ را  
 حوی تو کیمی کہ زنی دم بوسف او  
 لطفش نگر کہ باہمہ این وری فراق  
 کہ در مثال گاہ برویا گہمہ خواب  
 سرمایہ کیب دل تا صبور شد  
 شمس العلوم خان بہادر عزیز جنگ  
 یعنی خواب دید جمال محمدی  
 رضی نشد و لشکر کند خاص خوشین  
 خامہ گرفت و صفحہ قرطاس را بفن  
 کہ حرف زد و زعاض تا باں گہے زلف  
 نقار را سبب زلف و اد طول  
 تا شعر در بلندی و رعنائی و جمال  
 نازم بایں طلاقت حسن بیا کہ او

ہم غافلانِ حے زوہ را ہوشیار کرد  
 یا ہر کہ کرد عہد و وفا پائیدار کرد  
 بر دشمنانِ فرو و کرم شرمسار کرد  
 شد کہ عہد قوم اگر سنگ را کرد  
 و ز ذات او زمینِ آب افتخار کرد  
 با قوم حق پرست و گرسازگار کرد  
 او صاف خواجہ را کہ تواند شمار کرد  
 از ما برید مہر نہ از ما کنار کرد  
 صدرہ نظر بطالب امیدوار کرد  
 تسکین اضطراب دل مقیدار کرد  
 ہم یافت این عطا و بجا افتخار کرد  
 سر بر قدم نہاد و دل و جان شاکر کرد  
 ال نعمتے کہ عام براو کردگار کرد  
 از رنگ چین و بتکدہ نو بہار کرد  
 گاہے سخن زبیل و گہے از ہنار کرد  
 چند آنکہ در حدیث و ہن اختصار کرد  
 انداز و نماز قاست یا را اختیار کرد  
 با شرح و بسط و ذکر سراپائے یار کرد

وام بیان حلیہ زیبائے صفے  
کفر است چشم حق نگر و پاکباز را  
حیف است زلف زینت خادوست را  
دور است از اوقیہ رخائے یار را  
آما عروس نظم نہ آمد مجلوہ گاہ  
بے اتنا راج بادہ ویرینہ مثال  
ہر جا کہ ذوق شعر و سخن گفت آفریں  
پاس ادب ضرور فن ذوق شوق مع  
در یافت شکل صفت حلیہ رسول  
جائے شگفت نیت گرا ز ہر و ان پیش  
باد آفریں بہت مردانہ دلا  
اجزش و بد خدا کہ بوصف پیمبرش

زید نہ ہنچوشت ہد چین و شمار کرد  
نسبت بکھنوستی و خواب شمار کرد  
نسبت بہ اژدہا و بہ افھی و مار کرد  
مانا بچوب سرد لب جو بہار کرد  
زیور ز استعارہ نہ تاستعار کرد  
جام سخن کہ بافرہ و خوشگوار کرد  
چیں بر چین مذاق ادب گیر و دار کرد  
آں کسیت کو رعایتیں ہر چہار کرد  
ہر کس کہ اندرین نظر احتسار کرد  
ایں راہ پر خطر نہ کسے اختیار کرد  
اول قدم نہاد و مبداء کج کار کرد  
وامان نظم پر ز درشا ہوار کرد

”تصویر نور و حلیہ پاک رسول“ فیت  
سہا رخ ختم نامہ چو محوی شمار کرد

معصفت موصوف نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ آیا میں اسکی وجہ بتا سکتا ہوں کہ فارسی گو اتنی شمار کر گئے مگر  
کسی نے حلیہ مبارک کے متعلق کچھ کیوں نہیں لکھا۔ یہ اس کا جواب ہے۔ ایگر تبہ مولانا شبلی رحوم سے  
نعت کے معاملہ میں گفتگو اتنی تھی مولانا نے فرمایا کہ کیا تم کو عرفی کا وہ شعر یاد نہیں ہے جس میں کہتا ہے عرفی شرابیوں نے نیت نہ صحت۔  
ہر شیار کردہ درود خست قدم را“ عرفی نے جو کچھ کہا وہ تحقیق بعض صحابہؓ نے نیت بھی ہے وہ قیانا یہ ادب سے  
گری ہوئی ہے اسے بجا ایسی نعت لکھنے کے صرف درود شریف پر اکتفا کر لینا بہت بہتر ہے۔

# تفتیظ بر دیوان فیاضی لوی محمد فصیح الدین صاحب الخطیب فصیح جنگ

## علامی موصوفہ مالگزاری

شاعری کنن جانست ہاک بدست  
 ایں چہ صنع است کہ فروش ہمہ رستا و عذاب  
 خلق آلودہ بنواست و سخنکو ہمہ شب  
 بہر یک مصرعہ جہتہ بوصف قد یار  
 بہر تشبیہ زلفی کہ بدست و گرائست  
 بہر وصف رخ تاباں کہ ندیدہ آکسے  
 بہر یکد از گوہر ز سحاب معنی  
 در پے تحمل لیلای مضامین محسنوں  
 بہر شیریں سخن بازوئے فدا و خیال  
 آخر ایں دروچہ دروست کہ ہر لحظہ از اں  
 از پس خوردن نول جگر و دو و چراغ  
 یک بہ آہستہ کہ در حق میں سادہ دلاں  
 یک بہ انداز نصیحت کہ مراں مشغلہ را  
 خط نفیس است دریں کار اگر قسم لیکن  
 یک نواں بج کہ پرد از خیال است قدیم  
 یک گل افشاں کہ بہر است فلان خرچہ

یار باین علم چہ علم است ہم ایں فن چہ فن است  
 دیں چہ سود است کہ اجزش ہمہ نج و محسن است  
 در خم و یح سخن را ہر دزد و گامزن است  
 شاعر استادہ بیک پائے چو سر و چین است  
 خاطرش پیچ بہ پیچ است شکن و شکن است  
 جان او سوختہ چوں شمع میان لگن است  
 چوں صدف بستہ ز بانست کشادہ من است  
 گاہ آواز بہ نچد است و گہے و زمین است  
 روز و شب رنج کش و تیشہ زن کوہن است  
 خاطر آزر دہ دل خستہ و جان صحن است  
 آنچه شد حاصل او سرزنش انجمن است  
 قول "فنی وادی یحیون" ز خدائے سخن است  
 نے بہ دنیا است بہا و نہ حقیقی ثمن است  
 ایں تہہ کار است کہ کیٹ تہہ اراں فن است  
 گرچہ رونق وہ ایں بزم بہ نو بہر بہناست  
 گرچہ باقیش بہ ترکیب گل یا من است

یک زبان داشت گہر ریز کہ در گفت او  
 میکشد شاعر بچارہ بصد غصہ و حسم  
 میکند غرم کہ زین پس کند میل سخن  
 نیست آگاہ کہ اینجاست او بستان زبان  
 نطق انعام الہی است درین قول چشک  
 گرنہی قایل این قول بیا تا برویم  
 آنکہ باشل گر انپایہ بدیوان نظم  
 شمرش از فرط روانی و روانی فروزی  
 طرز او بخش و شیرین مذاق است سلیم  
 غرم فرمود کہ از نظم بر گاہ ہند

عجب جزایش توان یافت ہندش و من است  
 این ہمہ باوہ ناصحا کہ مردم فکین است  
 فاضل از شیوہ ال شوخ کہ تو یمن است  
 تا طلاق بر بانست و زبان روہن است  
 سخن از عالم بالاست چہ جائے سخن است  
 سوے علامہ کہ معتر سخن است  
 صاحب نام و نشان و صفار با من است  
 غیرت آب و دل و کوش و عدل است  
 فکر او تازہ و شاداب و مشق کہن است  
 نظم خود را کہ بنظم ہم چو عقدہ پست

حجت از بندہ محوی چو وکال سال میح  
 گفتش تحفہ علامی شہیرین سخن است  
 نظم بہ ہنریت تقریر بہت جلیلہ صدر عظمیٰ بہت ہمارا جہ بکلیتہ باشی  
 در بزم سخن خواندہ شد

سخنوار سخن یا وراں یکہ گراند  
 بہ جستجوئے غزلال و بخش معنی  
 کہ سر خوش از حوض نیل یکہ گراند  
 رواں چو گرد پس کار رواں یکہ گراند  
 چو بنگری ہمہ پید مغال یکہ گراند  
 دہند جام یکہ را از دیگرے گیرند

مع فیض جنگ و دم کا دیو اغری جنگ و دم المخلص بہ دلا کے اہتمام سے طبع ہوا اور غریب جنگ و دم کے اصرار پر یہ نظم لکھی تھی۔

زبان نغمہ ہر س زہم اگرچہ جدا  
عطائے ابر بہار و نخلے خواجہ ما  
میان او و کرم امتیاز و شوار است  
وفا از دوست خود او از وفات نام آو  
حدیث رفعت او از فروتنی پرسید  
کف کریم و دل راد او بگاہ عطا  
جہاں حرص گدایاں و کیہ زراو  
خدا در از کن عسر پادشاہ و وزیر

بوصف شاد مگر ہمہ زبان یکہ گرانہ  
بجان خواجہ کہ روح رواں یکہ گرانہ  
چو روشناس بنام و نشان یکہ گرانہ  
بخوان ناموری مہر ہماں یکہ گرانہ  
کہ ایں دو راویہ داستان یکہ گرانہ  
دو شہسوار غماں بر غماں یکہ گرانہ  
دین کشادہ پے امتحاں یکہ گرانہ  
کہ ہر دو آبد و گلستان یکہ گرانہ

سوائے محوی ناکام و نخت نافر جام  
کہ دام و دست چنیں مہر باں یکہ گرانہ  
قصیدہ بہ تتبع قصیدہ بحر الابراہیم خرم ۳۲۱

درد و درماں ہر دو اندر اختیار و دلیر است  
نیت چشم شائے لذت پیش، مگر  
میر و ماز طلب لیکن نمی دانم کجا  
در خور تعظیم و تکریم است ہر فرد بشر  
نیت جز نام تو کورا حیات جاوداں  
از پے ہر عہد باید یک خلیل بت شکن  
مرد بے نقب است کم از لطف زیوا بہرہ با

ہجر او آشوب حال و صل او جاں پرور است  
جوش مہر زن رول است شور نش و رہر است  
بے نشان منزل مقصود شو قم رہبر است  
زانکہ ایں خلق خدا بر صورت صورتگر است  
ہر کہ واقف نیست زیں گشتہ چو بکند است  
زانکہ در ہر عہد قوے یادگار آذراست  
التفات باغبان کمتر بخل بے براست



میکند یک پنجه صدر احسن است اشکار  
 که تواند کسے بیرون ز تسلیم خدا  
 اے جہاں نادید بر دماوی دنیا من از  
 باعد و از آشتی گر بر نہ آئی تسخیر زن  
 راہ میگردد ہم از بے بصیر اہل بصر  
 میشود درختہ عالی جو ہر مرد اعیان  
 نظم عالم قایت از جد و جہد مادراں  
 وزیر موز رنگ بوہر برگ گل یکدختراست  
 تاز مینش زیر پا د آہانش بر سر است  
 کایں زن میباید با نیچہ قتل شوہر است  
 بزند زخمے کہ از مرہم علاجش نہتر است  
 چشم را رہر دم تحریر خط است  
 شیر بعد از زخم خوردن بگیال شیر ز است  
 دست برگہوارہ آنے کار ساز کشور است

ایں نولے خسروی محوی بہ ہنسے گسرو د  
 کاں بقول خاطر احباب معنی گستر است

### قصیدہ

و لم بدرد و زخم زرد و لب بفریاد است  
 دریں حکایت اندوگہیں و جانفرا  
 زہے فحوت فطری کہ جو ہر ذہنیت  
 بایں فحوت و بہت بایں مروت و خلق  
 نہ ہر کہ گوشہ دستار بلند گزارشت  
 نہ ہر کہ رخت بصحر کشید محبوس شد  
 نہ ہر امیر معن ایں زایدہ آمد  
 شب مظالم و آہ ستم کشاں یاد است  
 زیاد بہت و الایت گروے شاد است  
 بخت شرافت نفسی کہ آل خدا داد است  
 بخواجه داد نہ دادن کمال بیداد است  
 بلند بہت و عالی مراتب و راد است  
 نہ ہر کہ تیشہ سنجار اہناد فراد است  
 نہ ہر وزیر عسکی شیر و ابن عباد است

معنی نظم ایک تاریخی واقعے سے متعلق ہے جس میں معنی نے جو کچھ کیا وہ اسی فحوت و بہت کے خلاف اور بہت کے لیے دلیل تھی۔

ہیں وتیرہ اس طرح مستیاد است

گئے تسلط چنگیزیوں بہ بغداد است

زباں نغمہ سراگاہ وقف فریاد است

ہر آنچہ هست بر آدم ز آدمی زاد است

کہ دستاں دراز و قاعے مایا دست

بہ بلبلان چین این چہ جو رصیا دست

گئے بکام تو گرد گئے بکام عدو

گئے حکومت بغدادیانت بر عالم

شاد و دست گئے بستہ است در زنجیر

نہ از ستارہ بال است نہ ز چرخ نکال

ازاں نگارستم پیشہ متواں پر سید

ز باغ خمی برو میکند اسیر نفس

دلہنت بشت است نہ بتی ز وزیر

ز بند حرص و ہوا ہر کسے کہ آزاد است

تضمین بعض اشعار قصیدہ کہ منسوب است نام زین العابدین علیہ السلام

بلغ سلامی روضۃ فیما البنی المحترم

ثیر بکین طلیحی مکان ہر عرب ماہ عجم

من ذاقہ خیر الوی من کفہ بحر الصدم

دار و بہشتاں نظر بخشہ بہ محتاجاں و دم

طوبی لاہل بلدۃ فیما البنی المحترم

انوار او در ہر مکان آثار او بر ہر قدم

فی کل حین قد مضی فی الحما الجصل

تا چوں بجل فرش زین سجدہ چہ پندہم

اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا و اکرم

یک غمرہ یک لحن این زغرداں در عجم

گر گزری باوصیار وزے بہ اقصائے حرم

غیث زین غوثناں حسین ابن عون

آل کیت آدر جہاں شکل صورت آفرین

پاشد چشم تر گہار نیزہ ز لعل لبشکر

دار و لم صد چاکہما از بحر شہر مصطفیٰ

اے شہر رشک گلستان داری یا مائت

در حیرت اے دلربا از توحدا ماندم چرا

خواہم کہ باہم بعد زین بر خوان ریزہ چین

اے شہوار نازنین گوار مارا این چنین

محمی زین العابدین ہر وہیبت آفرین

## فاتحہ یازدہم شریف

حب فرمائش خوابہ شاہ حیا اللہ صاحب رحمہ کا زہما لکھنا بندہ بود

یارب طفیل حضرت سلطان اولیا	ختم رسل شفیع احم، شاہ دوسرا
یارب طفیل عصمت اکرام خجستن	یارب طفیل عظمت یاران باصفیا
یارب بہر فروشی خیل مجاہدین	یارب بجاں نشاری مردان کربلا
یارب بسو مسینہ شوریدگان عشق	یارب بہ آب دیدہ گریان اصفیا
یارب طفیل جاہ فقیہان معتد	یارب طفیل مولت شان بے نوا
یارب طفیل رابطہ خواجگان جنت	یارب طفیل سلسلہ غوث القیام
چشمے بسوئے قوم تہ کردہ وزگار	رحمے بجاں امت بے برگ بے نوا
از پافتادہ ایم دگر دستگیر شو	گم کردہ ایم راہ دگر بارہ رہ نما
ہوسینہ راکشایش ہر دیدہ رہبر	ہر قلب اسکون دہ و ہر درو را دوا
زور بدست بازوے شاہ دکن او	ایں کشتی شکستہ مار امت ناخدا
توفیق جد و جہد کبے جد و جہد مرد	بے سود التماس بود بے اثر دعا
دائم دعاۃ مسلک کارا گہاں بود	بر ترک آں نداء مگر خاطر م رضا

حموی خموش باش دوائے نکر وہ اند

دل او کان قول "ضیف بکما رضا"

مخاطبہ بہ برادر عزیز مولوی محمد رفیع کہ برائے بیت شریعتین علیہ السلام  
ایکے از بہت دل باہمہ فیروزی و ہنگ  
بہر تقبیل در شاہ نمودی آہن

آنکہ بہت بہ الالبہ رخ علم نگار  
 آنکہ در ہم زدہ آشکدہ شرک و نفاق  
 حامی صدق و صفا حامی کفر و الحاد  
 گوہر شمایہ فرخندگی چار گہر  
 چوں رسی بر در پاکش زمین خستہ بچواں  
 ز اں پس پائے دلبس زمین باز نہما  
 سینہ از تیر ستمہائے حوادث مجروح  
 دال سفاہت کہ از او دارا شدہ شل  
 پس دعا کن پے بھلاج و فلاح دارین  
 می شود کار تو اے محوی دختہ خموش  
 آنکہ بزود و بہ لازم آئینہ عالم رنگ  
 آنکہ بر ہم زدہ تجنہ زور و نیزنگ  
 خاتم ارث رسل مصدر فرد فرہنگ  
 جوہر شمس باعث خشنودگی ہفت رنگ  
 صد تہیات ابا خاطر رشوق و چنگ  
 حالت دیدہ خوننا بہ فشاں دول تنگ  
 جگر از شتر غمہائے علایق خوں رنگ  
 دال اساءت کہ از او پائے عباد شدہ رنگ  
 بادایکہ اجابت بودش پیش آننگ  
 خواجات لبکہ کریم است و سیرت ہر رنگ

دور از بندگی بندہ دریں امر شتاب

دور از خواجگی خواجہ دریں کار درنگ

مخاطبہ دل پر از زوئے زیارت مقام مقدسہ

در ہواش چو کوثر پر پر واز کشائے  
 اے بیک بالِ دُن پائے تو گیتی پیائے  
 کہ سوئے خاک شہید اں گرامی بگوائے  
 گاہ در کہ چو انوار گراں پایہ پیائے  
 رہبر و ہادی ما بندہ مقبول خدائے  
 سپس از سبب اشتغاف نواح عرض نمائے  
 بہد شوق کجائی بجرم باز گرائے  
 چند باشی قفس آرائے دل صد چاکم  
 گاہ رکن بسوئے شام و گہے سوی حراق  
 گاہ قنیل خود از شمع دینہ بفروز  
 چوں بیابانی شرف بار بہ در بار کریم  
 بہ ادب ناصیہ بر خاک ارادت نشین

کائے گل تازہ گلزار قدیم تو حید  
ایک قہر تیشلہ اے حقہ خس من سوز  
ہفت اجرام فلک بود نہاں رگہرت  
لب تو حید بدید ارجالت خنداں  
چنداں ہر عرب باہ عجم زیر نقاب  
محمی خستہ کہ از تست کش یا بنوا از

یا براں یا بطلب ہر چہ کہ خواہی فرمائے

اے رخت چہرہ کشاں چغتال رم  
میدہ قامت بالاے تو یاد طوینی  
میکشد زلف دل ز بر جوران جہاں  
اے بروئے تو خط بندگی صبح ازل  
دیدہ طاق بنظارگی روئے تو و ا  
جلوہ روئے تو یا جلوہ کوہ سینا  
جج مارون کشیدن زہمہ عمرہ وفا  
کارماطوف بگوہر تو از سر جاں  
من فدائے رخ تو چند کنی لیت وصل  
وقت شد کنز پے تسخیر دل اہل عفا  
وے لببت روکش عجز مسیح مریم  
حی برد چاہ رخنداں تو آب زفرم  
میکند چشم تو جاں صید بھڑائے حرم  
وے زموئے تو بخت تیرگی شام قدم  
سہر حجاب بہ پایوسی بروئے تو خم  
موقف کوی تو یا قبلہ اہل عالم  
صوم مالب ز کشودن نشان زورہ غم  
سعی ماسیر بکوی تو ز سر کردہ قدم  
جاں نثار تو چند کنی لا و نعم  
رایت حسن جہانگیر کشاید پرچم

سارباں باز حدی خواں ازاں ناقہ شوق

در طرب آید و در وجد زند تیر قدم

## ترکیب بند بکر برشکال ہندو شاہ تیغ مرہو سعدن

دھربا برگ و بانو است کنوں	قیر گوں اہر برخواست کنوں
نغمہ زن مرغ خوشواست کنوں	دگلستان بجائے زارغ و بختن
دشت و کھسار پر صداست کنوں	از نوائے ہزار دختہ کبک
عشرت انگیز و جانفزاست کنوں	آبشار چمن چوسا غرے
دلفریباست و لرباست کنوں	سبزہ نوچو خط سبز خاں
منظر صنعت خداست کنوں	صحن گلزار و دامن صحرا
ہم کلاہ است و ہم قباست کنوں	از گل و برگ شاخ حرمیں را
برزین لالہ و گیاہ است کنوں	بر فلک ابرائے سرخ و سپید
ابر آزاوہ پادشاہ است کنوں	بر جہانے کہ وقت گرما بود

### مرحبا برشکال راحت جاں

### جنڈاے بہار ہندوستان

۲	ہند درار کوش جہاں کردی	حسم بر حال ہندیاں کردی
وز تب و تاب و اماں کردی	دور کردی ز ماسوم و تموز	دور کردی ز ماسوم و تموز
دشت را صحن گلستان کردی	کوه را مایہ دار نشو و منا	کوه را مایہ دار نشو و منا
بر سر از ابرسا بیاں کردی	زیر پا رنجی ز سبزہ بساط	زیر پا رنجی ز سبزہ بساط
چار سو چشمہ ہارواں کردی	از بے تشنگال عالم خاک	از بے تشنگال عالم خاک
جا بجاقش پر نیاں کردی	بہر آسایش بنات نبات	بہر آسایش بنات نبات

قہر را برکہ برکہسار آورد  
رود را بحسد بیکراں کردی

از دل خاک گنج بامے نہاں  
بدر آوردی و عیاں کردی

برکہ و دشت و برزن و بازار  
گل و نسری و ارغواں کردی

چشم بختا کہ نقش بند بہار

کرد اندر جہاں نقش و نگار

ابر را باز بر چمن آورد  
۳ باز گل را بہ آبخسمن آورد

ذوق دیدار حسن شاہ گل  
در دل شیخ و برہن آورد

شورشادی پیش جہت افگند  
خیل مرغاں نغمہ زن آورد

مشک و عنبر جہاں جہاں پرشید  
گل و ریحاں چمن چمن آورد

گر عروسک زنگ نہ رنگ گرفت  
از کجا سرخ پیرن آورد

چادر بہت رنگ و س قزح  
چرخ بردوش خوشتن آورد

شکر انبساط و فوج طرب  
بر عجم و غصہ تاختن آورد

بزم رنگین شاہدان چمن  
یاد یاراں آبخسمن آورد

اندریں نو بہار تو بہ شکن

گر توانی بساط عیش فلن

قصیدہ

نصف سال فزونی کہ مہر سلخام شاد  
بہ بندہ پیشی ارباب حل و عقد

مہر بہ قصیدہ مہر مہاراجن بر شاد مارالمہار مہر کار عالی گنج مت میرا وقتہ پیش کیا گیا تھا جب جناب روح کو کہو  
خطاب ملا تھا۔ اور بھی نہیں اس کے تعلق یاد دہی کی گئی تھی جو ایک مدت دراز سے ان کے پیشی میں تھی

بچہ بیست سال بے زباں اشارت کرو  
 بچہ بیازوے آل بندر سیاں انگند  
 ز نصف سال فزوں می و دل آن بد  
 گئے اسیر باہائے محبس چو ہیں  
 ز حبس خویش جدا مانده میکشد ناله  
 دلش تباہ ز اقرار ہائے بے معنی  
 بدرد آل کہ رسد جزا میر نیک سیر  
 جہاں فضل و کرم آسمان مہر و وفا  
 جمال حلم و مروت کمال لطف و کرم  
 ز آب جو دنیا کان او ہنر سر سبز  
 خود او بچہ وزارت چہ کار رہا کہ نکرو  
 چو دیدہ قیصر بند و ستاں ارادت اد  
 مثال داد کہ در تمیش کنند فزوں  
 خطاب مرتبہ حکمران اعظم ہند  
 بہ صدر اعظم شہ حکمران اعظم ہند  
 مقرر است کہ آزاد گن فی مہمت  
 ز لطف خواجہ امیدم کہ حکم فرماید  
 بہ بیت سالہ خدمت گزاریم گیتی  
 چہ مرد مال عطا پاش را نکرو حیاں

دگر کشتن آل سگینا ہ فتوی داد  
 دگر بہ گردن آل تیغ آبدار نہاد  
 بہ گونہ گونہ عذابست گونہ گونہ سیداد  
 گئے حریف جفا ہائے قلعہ فولاد  
 ز خانماں شدہ آوارہ میکشد فریاد  
 رخس سیاہ ز الزا ہائے بے بنیاد  
 بداد آل کہ رسد جزو زینیک نہاد  
 محیط علم و نہر راجہ کمرشن پر شاد  
 وجوہ فیض و قوت، رواں مہر و داد  
 ز حسن سعی بزرگان او سخن آ باد  
 خود او بچہ نیابت چہ داد ہا کہ مذا  
 بہ آستانہ شاہ کن کہ قائم باد  
 قرار داد کہ درق در او کند زیاد  
 عطا نمود بہ تمغا و خلعت و ارشاد  
 خطاب تازہ و اخر از نو مبارکباد  
 بجشن ہائے شہیں بندیاں کنند آزاد  
 پے خلاص اسیرے کہ رقتہ است زیاد  
 چہ سرد راں کہ نہ کشت چہ خواجگان نہ  
 چہ منتماں کرم پیشہ را نداد بہاد



بے شیب بدیدم بے فراز جہاں  
بے امیدم بے فراز جہاں  
ولیک باہمہ ترغیب نفس نطق مرا  
ولیک باہمہ ترغیب نفس نطق مرا  
مدار مدح تو بروستی و ہم فنی ست  
مدار مدح تو بروستی و ہم فنی ست  
بداد گزندہ سی خواجہ ایفندہ چہ کم است  
بداد گزندہ سی خواجہ ایفندہ چہ کم است  
خدا نگاہ بداد و ترا ز کید زماں  
خدا نگاہ بداد و ترا ز کید زماں  
ہمیشہ دہر بماند ترا مطاب و ع. امر  
ہمیشہ دہر بماند ترا مطاب و ع. امر

خدا و بد تو ہر آنچہ از خدا خواہی  
چہ از امور معاش چہ از امور معا و

قصیدہ کہ فرمایند جناب شاہناجہ مختار اللہ تعالیٰ الملک مہم و معذور  
بتقریب لکروہ العتہ بنید کاغذ نوشتہ شد

لشہ احمد و گر کارب ماں ارم  
دست بر شاخ و گل از شاخ بدلا دادم  
از پس حضرت محبوب علیہ الرحمۃ  
می تو اں گفت کہ شب بدلا دادم  
زانکہ بتخت شہی جلوہ گرت می بینم  
باسر و ساز کہ من یاد ز شاہاں دارم  
رخ پر نور تو می بینم و میگویم باز  
چشم بد و در نظر برتہ ما باں ارم  
چشم و ابرو تو می بینم و دادم کہ نظر  
برقراں مہم بکوزہ کیوں ارم

مع سرمداراجہ بکینہ باشی اس جلسہ میں شرکت تھے۔ فرماتے تھے کہ جب یہ نظم و ابصار مجھ نے پڑھ کر سنانی تو بڑی توفیق ہوئی۔  
ایک صاحب جو میرے پاس بیٹھے تھے انھوں نے جب کہ میرے کان میں کہا کہ ذوالصاحب کی نسبت تو بھی یہ نہ سنا تھا  
کہ وہ شعر بھی کہتے ہیں میں نے کہا کہ ان کیلئے شعر نہ لکھا ہے کیونکہ ان کی پیشی کے نظم اچھے شاعر ہیں ذوالصاحب مجھ سے بڑے ہیں لیکن میں جانتے  
ہوں کہ ہندوؤں کے جو کچھ اپنی خوشنودی کی غنایت سے لکھتے ہیں وہ ان کے اندر سے نکلتا ہے نہ کہ وہ کسی اور کی توفیق سے لکھتے ہیں۔  
انکے برعکس ہے۔

گروہد پاس ادب رخصت دیدار جمال  
 روز و شب دیدہ دیدار تو حیران ارم  
 لطف بر حامن بند فراوان کوی  
 بیش کن پیش کہ امید فراوان ارم  
 بر عطائے گہر لعل شہانست عجب  
 گریزیاں را بدیعت گہر افشان ارم  
 سگر نہ اکرام تو اے شہد گرم کرد جوان  
 چوں بد پیرانہ سرئی و جوانان ارم  
 از چهل سال نفوس اکہ من بند بجا  
 عزت خدمت این و دودیشان ارم  
 خدمت جد و پدر کردم و این باقی عمر  
 از پے خدمت عثمان عیسیان ارم  
 نقش ثانی بر دھرتی ز نقش اول  
 از وجود تو بریں سئلہ برہان ارم  
 افتخارم نہ ہیں بس کہ من موزعیف  
 اقتسابے بدر چوں تو سیلیمان ارم  
 میکشم پیش تو این تہنیت ساگرہ

ہم پے عرض عادت بہ نروان ارم  
 قصیدہ تہنیت عطائے اختیارات سبحان اہم  
 حساب یاکے محبی میر فرزان حسین صام جو دم ندیم و معتمد  
 جناب صاحب صبح الصدد

سحر این تہنیت آویزہ شد گوش غریباں را  
 کرشد ہر سلیمانی و گردست سلیمان را  
 شمیم یوسفی چشم جہاں را میکند روشن  
 نوید سر فرازی میدہد راحت دل جاں را  
 مشو شرمندہ گزنامہ بزرگان شرف بخشہ  
 بہمت گوش تابخی شرف نام بزرگان را  
 گہر ہر چند بازار از کانت نام آور  
 تو باش آن گوہر نامی نام آور کن کل را  
 چو دم ہنگر دست اعزاز نیاکانی  
 تقدیم بر ہمت اہم نام و ستگردان را

عروج کار خود اینجا بگذر دست و پا  
 خدا داد است این عقل و شعور و دانش  
 وے با این همه دانش و تکلیف مشو حاصل  
 پے نظم جہاں حکم است از دارندہ گردو  
 فرو شویند جبر و جہل را از صفو ہستی  
 حکیمان را نگہ دارند بر تخت جہانگیری  
 برقت عہد جہالت بر جہاں شد حکمت  
 تحصیل کما لائق است از تہذیب نفسانی  
 از خواہی کہ گیر نام تو اقصائے عالم را  
 بہ داد جو اندوخت بد او دل خویشاں  
 عاے عمر و دکن ہیں شاید ترا حوصی

درین فعل است گزینہ نہ ہر فردا کیوں را  
 ہر اداں شکواید کہ بخشش ہائے زوال را  
 خصوصاً ایدل کہ تشریف نوی دادند و ادا  
 بگردانند برائیں نو گردوں گرداں را  
 بآریند از علم و ہنر قصائے گہاں را  
 ز تسلیم جہان بینی برورانند ناداں را  
 گرفت از چار علوم و عمل میداں امکاں را  
 شرف کنوں اگر حاصل بر ناست انساں را  
 بدل جادہ مسافرا، سبحاں پرور بخندان را  
 بزن طبل جہانگیری مسخر کن غریباں را  
 نصیحت عرض کردن دادن سپند القباں را

بایں تدبیر و دانائی بایں خوبی و زیبائی

ز چشم بد نگہ دار و خدا یوسف علیہ السلام را

قصیدہ تنہیت صحت یابی سر ہمارا جہش پر شا و کعبیہ ہاشمی بق مدد الہام  
 سرکار عالی ۱۳۱۵

اے شمع بزم لطف رخ پر ضیاء تو  
 غرور و قار علم ز غرور و قار است  
 و صحت تو صحت ملک است تنہا  
 توشاہ را طبع و زمانہ ترا طبع  
 پیدا نشاں ہر و وفا از تقائے تو  
 تدبیر و راس ملک ز تدبیر و رائے تو  
 مضمر شغائے مملکت اندر شغائے تو  
 تو در دعائے شاہ جہاں دعائے تو

دارائے عدل آصفیائیں نظام ملک  
 یاغ مراد تازہ ز باران فیض او  
 بالہ زمیں بگو بہر نسر و خدا ایک  
 رخشاں لوائے غر و شرف بر کلاہ او  
 اسلام مہر بلند ز نوک سنان او  
 او پاسبان ملک خدا پاسبان او  
 سہوارہ فضل ایزد او پاسدار او  
 اں را کہ خود تو ملیح کنی وصفش  
 بسیار سال طبل شیر از پیش تر  
 "اے درقبائے عمر تو خیر جانیاں  
 "خاص از برائے مصلحت عام ریال  
 آنکس کہ نطق دارد و طبع سخن سرائے  
 لطف و کرم ز تست دعا و ثنا زما  
 ذوق سپاس بر ذرہ بستم عنان طبع  
 تا در چین و بگل و نسیم رخسار  
 تا بعد شام صبح شود بعد صبح شام

فرمان پذیر اور و فرمانروائے تو  
 کشت امید سبز زار سخائے تو  
 تازہ زمانہ برگہر بہ بہائے تو  
 تاباں طراز علم و ہنر برقبائے تو  
 ایام آرمیدہ بطل لوائے تو  
 تو تھے خلق خدا رہنمائے تو  
 دایم نگاہ دار تو لطف خدائے تو  
 بیرون ز حد و معیت تحت سرائے تو  
 گویا کہ این و شعر سرود از برائے تو  
 باقی مباد ہر کہ سخا و اہلبقائے تو  
 نبشیں کہ مثل تو نہ نشیند بجائے تو  
 در حیرت چگونہ نہ گوید شنائے تو  
 تحسین ز روزگار زیزداں خزانے تو  
 مستانہ میروم بہ ہوائے دعا تو  
 یارب شکفتہ باد گل مدعائے تو  
 مقبول بخیر باد صبح و مسائے تو

از حجوی ندرہ چہیں مدح و پسندیر

نشدید مسیح خواجہ را اینجا سوائے تو

## ترکیب بند

اگر از قدیم چه جوئی سخن از بقا چہ اتنی ہمہ عالم است حادث ہر حادث آفانی  
 ز جہاں فائدہ نبی ز فنا اماں نہ یابی اگر کش جدید کوئی و گرش قدیم خوانی  
 اگر ایں جہاں ماند و گرایں جہاں نہاں ترست ہر دو کیساں کہ تو جادواں نہانی  
 بکشاے چشم عبرت بسوئے رفتگان نظر کن کہ و گرش بس نہ بازی بدوام زندگانی  
 چہ تارہا کہ بینی ز مدار خود فتادہ جھنیز تار خاک ز فضاے آسمانی  
 چہ شکوہ ہاکہ یابی نشتافتہ و فسرود رخ نامیدہ آہ شدہ خاک و عفرانی  
 چہ قبیلہ ہاکہ بینی بسلاسل غلامی پس زور ملک گیری پس شور حکمرانی  
 چہ دیار ہاکہ یابی سپا ز انتہائے شہرت شدہ و شناس عالم بے نشان بے نشانی  
 پس ویدایں تماشا چہ عجب نہ راہ عبرت بجاں و کار بارش اگر استیس فشارنی

چو ترا براہ حکمت دل و دیدہ رہبر آید

ز فضاے خویش عالم تہو استاں آید

چہ دیار مصر و لویاں چہ بلاد ہند و روم چو نقوش پائے رہرو ہمہ خاش اند و گویا  
 خبر یکہ ہیج و قمر ز سیہ دلی نہ گوید رخ قصہ گوئے خستے بدے کند ہویدا

مع ۱۲۲۱ میں یہ نظم اس خیال سے شہر مع کی گئی تھی کہ دنیا کے ان تمام مشہور شہروں کا تذکرہ کیا جائے گا جو ایک زمانہ میں نہایت آباد اور بڑے عروج پر تھے مگر اب بے ہوش و حشر و نیکو ویرانے میں۔ یہ زمانہ ایسا تھا کہ سرکاری کاموں سے سڑک خانے کی خدمت نہ ملتی تھی۔ یہ وہ بند ہو کر رہ گئے تھے۔ اتفاق سے ایک پرانی کاپی میں نظر پڑی اور مجھے نقل کر دی گئی اس سے وہی لوگ خطا ٹھاکے ہیں جو بال کی تاریخ سے واقف ہیں۔

چہ خرنیہ ہائے عبرت کشادہ ست بابل  
 ز عروج شہر زریں ز فروع بخت جاہش  
 ز چہار دانگ عالم بر بندہ مدام  
 ہمہ آسپادش ہمہ توریا بنامش  
 مگر از غرور و نخوت نمر از وفور نعمت  
 روش زمانہ بگر کہ بہ قوم حملہ آور  
 ز بقاع سیم راحی ز قلاع بخت نصری  
 چہ در وہب دیوبندش چہ برون سر ملندش  
 چہ عراب ہائے چوبیں چہ ذخیرہ ٹے ژوین  
 چہ منارہ منظم ز منطحات عالم  
 ہمہ خستہ شکستہ ہمہ رفتہ و گزشتہ  
 ز معاشرین دیرین ز معاصرین پیشین

چہ نمونہ بے حیرت کہ نمودہ است ننوا  
 بدتن زمیں تزلزل بجاہاں سپاست غوغا  
 ز کتا و ملک دشمن ز فرار فوج اعدا  
 ہمہ ایلیا غلامش ہمہ کلد یاش موئے  
 بزوال ملک مجرول دانیال دانا  
 گہے حملہ بر سکنہ رگہے فتح یاب دارا  
 چہ اطاقہائے رنگیں چہ وثاقہائے زیبا  
 چہ قصور اجمندش چہ مناسطہ دل آرا  
 چہ حصار ہائے سنگیں چہ جدار ہائے پہنا  
 چہ حدیقہ معنی ز عجایب دنیا  
 ہمہ تو وہ ہائے خاکی ہمہ پشتہ ٹے خا  
 بحر ایں فرات غمگین و گرے نمائندہ برجا

بفراق بزم الہم غم بے شمار دارد

تن عیشہ دارد، دل تبیر از دارد

### قصیدہ

نقاش بہار آمد نقش دگر انداخت  
 جال و ترن آں نقش نسیم سحر انداخت  
 بلبل بچین برد مگر نام "نسریر"  
 ایں زمرہ صد غلغلہ سال و فرزنداخت  
 یارب چہ فنوں بود درین نام کہ جانم  
 در جوش نشاط آمد و دو و دو دگر انداخت

مع گوشتن شئی بابل کے دارالسلطنت کا لقب تھا۔  
 مع سروریم وزیر انہماقی سے مدعا کے غدار سے پہلے دہلی کے کشن و گینا گورنر جنرل تھے۔ انہوں نے مولف کے مدح

سانی زخمی یاد حریفان گزشتہ  
اندیشہ برابر و بدہلی و فسادی  
گفتہ کہ نہ این شاخ ہاں نخل بلند است  
گفتند کہ این دودہ ہانت کہ بر خلق  
این دودہ ہانت کہ در حضرت دہلی  
بر رسم نیاکان خود ہم دخت فریزر  
آں پنج ہر براں کہ بدہ روز باند  
ہر زخم کہ زو جھفت زخم قضا زو  
جراح زماں دخت نہ خیاط طبیعت  
ز دلوں پد رگاہ براں ساعد سین

یک جام مین داد و مرا بخیرا ندخت  
یادش بدہاتم ہمہ شیر و شکر اندخت  
کال در بر جد و پدر من ثمر انداخت  
بجشاد و عیش و بدا مال گہرا ندخت  
در بزم گل افشاں چو در بزم ہر انداخت  
در دشت ہر براں شد و شیراں انداخت  
گویند کیے راز دگر خوبہ انداخت  
ہر تیر کہ انداخت بطرہ قدر انداخت  
چاکے کہ تغلش بدل جانور انداخت  
گچشم براں عارض شک قمر انداخت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - اور دلداجہ کے ساتھ سید احسان کے کتھے اور یہ دو حضرات ان کے متوالیہ اور  
دقت کشی کے سرشتہ دار تھے۔ ۱۹۱۴ء تک سرٹوٹ فریزر حید آباد کے ریڈیٹ اور مٹوکیہ فیلڈ سیکرٹری کے متوالیہ  
تھے۔ سر فریزر ضلع عادل آباد میں شکار کے لئے گئے، عادل آباد میں اس زمانہ میں غریزی قطب الدین احمد (قطب یا جنگل) میرے  
چچا زاد بھائی تھے دار تھے شکار کا تمام انتظام نہیں کے تعلق تھا شکار نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا بھلا در خاطر داریوں کے  
مٹوکیہ فیلڈ میں چاہتے تھے کہ اس فریزر نے تین دن میں جو پنج شیر مارے ہیں۔ اس کے تعلق کوئی نظم لکھی جانی چاہئے۔ غریزی  
قطب الدین احمد مرحوم نے مجھے لکھا کہ ریڈیٹ صاحب سے کئی مرتبہ گفتگو ہوئی معلوم ہوا کہ ہلی کے مٹوکیہ فریزر نہیں کے خاندانی  
بزرگوں میں تھے میں نے مٹوکیہ فیلڈ سے وعدہ کر لیا ہے کہ نظم کا انتظام بھی میں کر دوں گا اسلئے بھائی صاحب براہ ہرانی چند اشعار  
خوش خط لکھوائے اور آئینہ میں لگا کر مٹوکیہ فیلڈ کے پاس بھیج دیجے جسے غریزی قطب الدین احمد کی خاطر سے یہ نظم

بہاؤ شاہ کے خاندان و عرق راز جمیں چید  
 آہستہ گئے گفت و کلمہ راز سرانہ خست  
 گر شاہ باو داد و گر خصمت پنخیر  
 نسل ہمہ شیران و کن و در خطر انداخت  
 واللہ کہ اس دخترک چاروہ سالہ  
 صد و قمر مردان و حکماء نظر انداخت  
 تو جسے کہ جنیں دختر مردانہ بڑاید  
 آں را کہ بہم برز و آں اکہ برانداخت

محوی کہ نمی داشت سرو س از شاہ  
 زین نظم گرانمایہ بفرش گہراخت

نظم کہ فرماں نواب حمید الدین خاں صاف زہد و خفاکیم جو والی پائیکان خورشید  
 گفتہ شد و رعنائیہ نواب حمید الدین خاں صاف زہد و خفاکیم جو والی پائیکان خورشید  
 دادہ بودند خواندہ شد -

برچمن ابر بہاری میرسد  
 گلستان را آبیاری میرسد  
 بلبل شوریدہ را فہرمانبری  
 شاہ گل را تاجداری میرسد  
 ساقی آبکش در میخانہ را  
 باز دور میگیری میرسد  
 "بادہ در جوش است و زندان تہتر"  
 خیر وقت ہو شکاری میرسد  
 مدتے مخدوم بودی حالیہا  
 نوبت خدمت گزاری میرسد

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - بکھی گئی - اور انکی خواہش کے مطابق مسٹر ویک فیلڈ کے پاس بھیجی گئی۔ مسٹر ویک فیلڈ نے  
 شکریہ کا خط بھیجا اور ایک ہفتہ کے بعد خود مس فریز کا ایک لمبے چوڑا شکریہ کا خط آیا جس سے منجملہ اداواروں  
 کے یہ بھی پتہ چلا کہ میری قیاسم اردو زبان میں ہے -

عہ یہ نظم اس وقت لکھی گئی تھی جبکہ ۱۳۹۱ء کی مالگیری جنگ میں انگریزوں کی حالت کچھ اچھی تھی -



خدمت مخلوق کن تا دست تو  
 از هجوم مستمندان رو منیج  
 بر خواب راحت خلق خدا  
 تا وقتصود مرد ناجو - ۵

بر خشم این فیض جاری میرسد  
 ورنه کارشان بترائی میرسد  
 حاجت شب زنده داری میرسد  
 از کمال بر دباری میرسد

میرسد هر شهر یاری ازاد  
 شوکت شاهانه در ویشانه خلق  
 سرفرازی سربندی سوری  
 یکه تازے را که گیرد ملک دل  
 شاه میداند که در نظم ملک  
 میزند مردان کاری را حلا  
 بارگاه اصغی را زین صد  
 بر عنبریاں سایه پروردگار

شاه مارا شهر یاری میرسد  
 این بهم از بختیاری میرسد  
 این همه از خاکبازی میرسد  
 ادعای شهنواری میرسد  
 قوت از مردان کاری میرسد  
 بانگ لبیک از چتاری میرسد  
 مژده صد کامکاری میرسد  
 به غریبان فضل باری میرسد

شاه ماعشماں علی خاں زنده باد

دین نظام سلطنت پائنده باد

نعت سرور کائنات

گرچه قطره در پے اصلاح از آغاز بود  
 کرد یک امی حیاں فشاں تخلیق جہاں  
 بود براونکشف آغاز و انجام جہاں

بے نوائے وحی یکن ساز بے آواز بود  
 اسچہ از حکمت نہاں پر پودہ ہار از بود  
 زانکہ روح خواجه باروح الائمین ساز بود

ہر تصدیق رسالت حاجت معجز داشت  
 و اہل استند صیادان بر آتش بار  
 از پس تعلیم حق ہر فرد قوم سرنگوں  
 کرد ترک بت پرستی توبہ از شر بیام  
 از رفیقانش چہ میپرسی کہ ہر یک زین گروہ  
 ہر جبیں از سجدہ مانے بندگی با آب تاب  
 یا و ایامیکہ ہر قوم در ہر بزم و رزم  
 سطوت شان عالم سداہ مانند

خود وجود او کرامت کار او اعجاز بود  
 لیک بالاتر از ان پرواز این شہباز بود  
 در ہمہ بزم جہاں مست از و لرزہ از بود  
 ہر کہ مست سے باغوش بت ہنار بود  
 عاید شب زندہ او و غار جانبار بود  
 ہر سر از سوداے عشق مصطفیٰ متبار بود  
 نعرہ اللہ اکبر خوشتر آواز بود  
 تا در حرم حمیت بر رخ ما باز بود

کے شود خاموش محوی از مدیح ناطقے

آنکہ بزم نطق را سرمایہ صد تاز بود

## حضرت فاروق عظیم

(بحکم مجرم ۱۳۶۵ھ)

نامت نتواند کند اسلام فراموش  
 در حق تو گفتند کہ امروز عیاں گشت  
 تا قوت عزم تو نشد معرکہ آرا  
 گردید بیک سمت کف ظلم و ضلالت  
 ہر کار تو بر رسم و رہ کھنیز و پا  
 اسے فاتح اسلام صفائش و فاکوش  
 تا تیرہ حایک کعبہ بود بی ووش  
 بانعرہ تبکیر نشد کعبہ ہم آغوش  
 ہر گاہ کہ حشر چنہ عدالت زد جوش  
 ہر رائے تو با جی خداوند زد ووش

سہ اں ترنبہوں کی طوں اشارہ ہے جو رسول کریم کو اس غرض سے دی گئی تھیں کہ آپ شاحت اسلام سے باز رہیں۔

عہدہ دوش زدن چنن و بوخشان۔

از جرات تو بود که یک مشت ضعیفان

از ہمت تو بود کہ مرداں پیادہ

از دبدبہ قیصر و ز صولت کسریٰ

بود از نفس سرد و دل گرم کہ روی

قالین بہاریں سرا پرودہ و یسا

در عہد تو بستند در بادہ پرستی

حقا کہ بایں ضبط گرانبار خلافت

تکلفت کہ زین قصہ پارینہ چہ حاصل

در صحبت امروزہ گرایں ذکر خطا بود

یکجہتی این قوم و جہانگیری اسلام

بر تو نشود عظمت فاروق ہویدا

تا بر سخن محوی حق گو نہ نہی گوش

## عزل

طرح " این بزم یادگار ز شاہنواز است "

سواد عشق تست کہ آشفتم ہر سرت

سوز و گداز و درد و محبت نیاز و عجز

ہر جانت مبتلائے تو ہر قلب مضطرب است

العام تست ہر چہ ب عاشق میسر است

از تست فیضیاب لب خشک چشم تر  
 باران سحاب فیض تو بر خشک لب تراست  
 بدل مشو ز عشق که این رسم و لفظ  
 منظور و برگزیده هر قوم و کشور است  
 دیده است شان در محبت نشان عشق  
 هر آنکه شیر خورده ز پستان مادر است  
 بشنیده است شیون دل از عروس مہند  
 کال نوحہ گر نبش جو انرگ شوہر است  
 در شورش و کشاکش گیتی طفیل عشق  
 بر نظام چار گہر مفتخت است  
 در مشکلات بہت مشکل کشا طلب  
 موجود حیدر است بہ ہر جا کہ خیر است  
 مردان حق پرست نہانت قد مہند  
 در گردن ہنریر دلال طوق زیور است

خلوت سرائے عشق بدو جلوہ گاہ حسن  
 این دل کہ یک خراب بے بام و بے در است  
 ہر آنچہ پیش یاسینما گزاشتند  
 این خاطر خزینہ دل در و پرور است  
 یابم چہ سال نشان رفیقان فتکال  
 از گرد کاروان و اہل رہ مکر راست  
 مروند و نام زندہ بعالم گزاشتند  
 باز ندگی نہ مرگ کریاں برابر است ؟  
 شیرازہ بند جمع اہل سخن ماند  
 صحبت شکستہ افتد اشعار تبر است  
 افسردہ گشت خاطر و بے نغمہ گشت سا  
 بے ساقی است محفل بے بادہ ساغر است  
 گویند اہل دل کہ ترا در براست یار  
 این درد و آرز کجاست اگر یار در براست  
 گنتار سرد محوی محروم نخود گرم  
 بزمیکہ یادگار ز شاد بخور است

# شکریہ سر جہاڑ این سلطانہ کے محبوبہ کلام نعتیہ غیر رینہ فرستادہ

دی خواجہ بن بندہ کتاب بفرستاد  
آل تحفہ کہ از لطف کہ یازہ عطا کرد  
توقیر من بندہ بغایت برسد  
جاتم بہ شاہ آمد و صد شکر ادا کرد  
بر جان ثنا خواں رسولی کہ مرورا  
بر لطف ثنا گوئی فیصحی کہ مینطق  
بشربطاح، حکیمی کہ جہاں  
زین طبع کہ آشپش ختم رسد  
بر منزلت مشرب لائے خود افروزد  
پیغام محبت بطرقت برسد  
آل بادہ کہ جوشید ز سر گرمی فکوش  
آل مے کہ ہدایم ال نشہ بخشید  
در یافت کہ بہارم و دارو بہ کلورخت  
مستم از آل بادہ پر شور کہ ساقی  
ہا، خوردہ نگیرد بر این جامہ کہ محوی

ہم چند جلد ز رعایت بفرستاد  
وال نامہ کہ از راہ مودت بفرستاد  
قدر من مسکین بہ نہایت بفرستاد  
نظم خیر و خوش آمد و رحمت بفرستاد  
بر خلق خدا آیہ رحمت بفرستاد  
جانے بہ تن نطق و فصاحت بفرستاد  
از کنج ضلالت بطرقت بفرستاد  
زین نعت کہ افوز رسالت بفرستاد  
بر پاکبانی این خود حجت بفرستاد  
بر بان صداقت بہ ثمرت بفرستاد  
در ساغر نورخت حکمت بفرستاد  
آل مے کہ کنقطر کفایت بفرستاد  
دانست کہ بنجوم و شربت بفرستاد  
خود خوردہ بہ ارباب محبت بفرستاد  
نبوشت بہ جلت بہ ارادت بفرستاد

قطعہ خیر مقدم و تبریک نشان در بابا تہجوشی (کارنوشن ٹل)  
 بہ ہمارا جہ سرشن پر شاہکینہہ باشی مدامہام عطا شد

لئے احمد ہمارا جہ بہادر ز سفر  
 بارہمین و سعادت بطن برآمد  
 آمد و زبزرگال ہمہ خیر است و فلاح  
 بصد اکرام برفت بصد غرا آمد  
 ہمرہ شاہ بدر پاشہ برفت  
 بہ نشان شرق تازہ سرفراز آمد  
 این نشان با مبارک بدیوان شرف  
 ہست میاچہ کہ تابندہ بہ غار آمد  
 سیر و تفریح و زیارت ہمہ خوش بود و ولے  
 خدمت خلق از رخ شتر و مہتما زاد  
 خاصہ این وقت کہ مخلوق خدا مضطرب است  
 از بلا کال نجد خانہ برآمد آمد  
 خلق را شاہ و کج او بدہ دست بگیر  
 کاں صفت مایہ صندار نش و صندار

راز این ستی ہو ہو ہم ہیں بود کہ گفت

محمی خستہ کہ دانندہ این از آمد

خیر مقدم علیحضرت سر ہمارا جہ از سفر کلکتہ

مسر و دل است و جاں ماشاد از مقدم شاہ و حضرت شاد

عہ یہ پہلے لاہور کا زمانہ تھا جبکہ بعض ایام میں اموات کی روزانہ تعداد سات سات سو تک پہنچ گئی تھی۔  
 عہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ ایک جماعت اپنے ذاتی اغراض سے یہ چاہتی تھی کہ کچھ اراکین صرف ہوتا ہے وہ اس کے  
 حال کو دیکھ جائے اور یہ میرٹھ توڑ دیا جائے۔ اس پوری کامیابی تو نہیں ہوئی کہ ایک بڑی رقم اس میرٹھ کی اس کے ہاتھ  
 سے نکل گئی اور اراکین کی اس وقت (۱۳۲۵ھ) یہ حالت ہے کہ ان میں ترقی و ترقی ہواں پر حیدر اس۔ نظم۔ مذکورہ نظم و نظم۔ اس سے  
 بہرہ ور کیا ان نظام ہو چکا ہے۔

۳۴  
اے خادم بندگانِ عالی دے خواجہ بندگانِ آزاد

از تست جہاں چہل ویراں وز تست دیارِ علم آباد

صد عقدہ پیچ پیچ دولت دست تو بیک کر شمع بکشاو

گزار کہ ناگہاں بہ افتد یک قصرِ علوم ست نبیاو

تو صاحبِ نعمتی او اکن شکرانہ نعمتِ خدا داد

دانی بکیم زویر گاہند بید او گراں بفکر بید او

انیت دعائے ما غریباں  
خیر مقدم جنابِ ہمارا کجشن پر شاو بکینہہ باشی از نظر لکیری غیرہ دور

د زید باد صبا مشرودہ بہار رسید صدائے مرغ غزلخواں ز ہر کنار رسید

کشید ز منر ہما عنذ لب از گلبن نواے فاختہ از سر و جو بہار رسید

بعثش کرد و مبدل نوید مقدم دست ہراں الم کہ ز طغیانِ انتظار رسید

زمین شعر و گداز بارہ سبز و رنگین شد کہ ابر فیضِ ہمارا جہ و جلد بار رسید

سخن دگر سر غرت بر آسمان افراخت کہ قدر و ان سخن شد و نامدار رسید

رسید کو کبہ عزت بایں انداز کہ نجاتِ خادم و اقبالِ پیکار رسید

زبان بستہ محوی دگر رواں گردید

زبان چو گشت رواں شعر آباد رسید

شاوآمد و در کن بہاراں آورد صد مایہ شیش بہاریاں آورد  
از گرمی جسم بود و لہا بگداز خود آمد و در رکاب باراں آورد

نظم

بیابہ بزم رخ و دستاں منور کن دل نسودہ ما گرم ز آتش تر کن  
چو چشم داری و چشم روشنی اری تمیز در خرف و در میان گوہر کن  
نہ آب و خاک بکار آید نہ ترش و با حذر ز صحبت این و ستاں خود سر کن  
گزر ز قصبہ ہار و دل رشید و برکیاں فسانہ ستم اس زمانہ از بر کن  
ز بندہ پرورش بندگاں چہاری چشم نظر بسوے خداوند بندہ پرور کن  
شمار بذل و عطایش اگر ہی نہی بیابہ تیرہ شبان و شمار اختر کن

چونیت چارہ ز تر دامن تراجوی

ز آبدیدہ حذر و نہ آتش تر کن

روشنی دیدہ دانشوری مرد یک چشم کرم گستری

معہ گرمیوں کا زمانہ تھا گرمی شباب تھی جس دن سر مجا را جعفر نے تشریف لائے اس دن اتفاقاً بارش شروع ہوئی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے یہ علامۃ اللہ ہوا واقعہ ہے۔

معہ یہ نظم ایک دوست کو بھیجی گئی تھی۔

معہ مولوی سید عبدالغفر صاحب سابق صدر الہام عدالت نے پہلی مرتبہ ڈاکٹر متھرا داس کو پنجاب سے بلوا کر غزاکے آنکھوں کے من کیانۃ میں لیا تھا جس کے سکڑوں اہل دنیا ہو گئے اسکے بعد سے سرکار عالی میں اس کام کے لئے ایک مستقل ادارہ قائم ہو گیا ہے۔



سید والا گھر عبدالعزیز نامور دودہ پیچہری

چارہ گر کوری جیپارگاں شہرہ عالم بہ نظر پوری

ماحی این رنج ز بخت بلند بانی این خیر بہ نیک اختر

بے بصیرت بصارت از او راہ رواں است از او پیری

شکو حکیم کہ حکمت نہاد روح کرم در جب عفتی

مت خالق کہ ز مخلوق خوش داد بہ انال شرف برتری

خاصہ بہ انال زایشا حبت دولت دین غرت نام آری

در دو جہاں یار معنیش بود فضل خدا و کرم داوری

نظم

رنگ گل آب چمن فیض صبا می بینم بر رخ خوب تو آثار شرف می بینم

لشہ احمد کہ در بزم گمشو نشا باز در صدر ترا جلوہ مناسمی بینم

تا ز چشم بد آیام گزندے نرسد گرد تو دایرہ خط خدا می بینم

گنج در گنج دعائے خلاق بازت روز و شب بہر تو خلقے بدعا می بینم

چند سال است کہ از دست جفل فلک یا تو ایخواہ چہ گویم کہ چہا می بینم

مہر شائق حسین صاحب سفیر مہر جاگیر از درم فضاں کے پٹن کے کمانڈیر بہ خبر باد و ستوں میں انوار میر و عید عید لہر کائنات  
عزرا تبار اول میں تھے۔ نواب صاحب برصوف کے جن صحت میں مجھے بھی لے گئے تھے اسی جلس میں نے یہ پہلے شروع کئے تھے۔

دست خود بستہ صد بن ستم میام پے خود بستہ صد خار بجای بہم

## دریگر

ہمیشہ تاکہ جہانت در جہاں باشی ہزار سالہ شومی پیرو نوجواں باشی  
 بحسن یوسفی و در کمال خورشیدی ترازد کہ تو ہمسر آسماں باشی  
 بہ ترو مرو نہ از روز کارواں بود بکار کوشش کہ سالار کارواں باشی  
 حدیث دودہ تو دہان بل و سنا چناں مکن کہ تو پایاں استاں باشی  
 ز جوش جذبہ یکتائی تو حی ترسم مباد خاتم یک نسل سرواں باشی  
 بر منر گفتہ ام این مکتہ بپاس او اگر سی تو باں نکتہ نکہ اوں باشی

دعائے عمومی دختہ از خدا است

کہ شاد باشی بانام و بانشاں باشی

خیر مقدم نواب میر یوسف علیخان سالار جنگ بہادر دم اقبالہ  
 در عشائریہ تخمین بے قدیم علیگڑہ ۲۵ سنہ ۱۹۴۳ء

دل پر از ہر و وفا داریم ما خوسے انوال الصفا داریم ما

مے اس نظم کے واقعات یہ ہیں کہ ایک دن محمدی میر شاہی حسین رفیع مرحوم اور کرمی آقا محمد علی داہلی الاسلام پرفیض نظام کالج میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ چند احباب طبع و فکر کے نواب سالار جنگ بہادر کی خدمت میں اس غرض سے جا رہے ہیں کہ ان کے ترقی کی تحریک میں اور اس قدیم خاندان کو بٹنے سے بچائیں تم کو بھی چلنا اور اس کے متعلق کچھ کہنا ہو گا۔ صاحبان موصوف کی خواہش کی تعمیل کرنی پڑی محبت پر لطف رہی نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔

سرپرست ماست شاہ دکن	کے سر بال ہمارے داریم ما
کشتی مارا ز طوفان چابک	نا خدا نخل خدا داریم ما
بذل و احسان ہائے سرالاجنگ	یاد از عہد صبا داریم ما
ابر رحمت بود پیر و سرگاہ	نالہ بر فوٹش سجدا داریم ما
خیر خواہ ملک و ملت فخر قوم	دیگرے چوں او کجا داریم ما
یادگار شاندیں قحط الرجال	یک جواں با صفا داریم ما
نامور یوسف عیسا خاں زندہ با	ایں دعا صبح و سدا داریم ما
میرود بر ملک جد و پدر	زاں بے امید ہا داریم ما
ہستگیر ماست در ہر کار قوم	ناز بر ذاتش سجا داریم ما
کار ما جاریت دست ما تولیت	تا چو او حاجت روا داریم ما
از پے مشکل کشائے خویش	زادہ مشکل کشا داریم ما
مرکز اسلام گرد و فتنہ شر	گر سرما و شما داریم ما
خداش فرض است بر جا اگر بد	در و دیں مصطفیٰ داریم ما
گفت المومن بلومن اخوة	آنکہ اورا پیشوا داریم ما
میں ہاں مشبہ ما زندہ باد	از خدا میں التجا داریم ما

---

## تضمین یک مصرعہ ہندی

درخت بیچارہ شد فل چارہ آتش چل کھنم      سہ بجے افسانہ گویم تاب کے افسوں کھنم  
نیست تدبیرش جز این کہ سینہ آتش ہیروں کھنم      یا بدر و این نواے جانگذاشش خوں کھنم

پران پتی من موہن پیارے

دل کی تین سجھا جاے

وصل یار دلشیں دل را بائیں آورد      یک نگاہ لطف اوصد ولت و دیں آورد  
رہرچوں فریاد را بر کوہ غمگین آورد      برزباں بے اختیار ایں حرف شیریں آورد

پران پتی -----

پوش محبوں محبت شو و شر بسیار داشت      نالہا آتش فشان دیدہ ہا خوبار داشت  
بخت نختہ تا سحر بیچارہ را بیدار داشت      اندریں حال زبوں ہم ورد ایں اشعار داشت

پران پتی -----

۴۴ شاہ تہر حسین صاحب مرحوم خاندان راجگان بھٹوانی ملحق بارہ ٹکلی ملک اودہ کے ایک رکن اور ہمارے  
اعز اور دوستوں میں تھے۔ ایک مدت تک حیدرآباد میں میرے ساتھ اور علیحدہ بعض ویران اور سنان جھازوں میں  
ان کی ہندی مصرعہ مندرجہ بالا بہت پسند تھا۔ ان کی فرمائش اور اصرار پر یہ تضمین کی گئی تھی۔ شاہ صاحب موصوف  
حیدرآباد دکن سے جا کر گجرات میں ہے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

دوش آمد در برم بیاک تر زمانہ تر گفت مجوی باز کش این نغمہ استمانہ تر

پران پتی - - - - -

## قطع

گر نبی را شہر مگوئی علی را باب علم	چشم مارو شن دل ماشا و زین لا خطاب
لیک یک باب از پے شہر نبوت بس نہ بود	از ہجوم خاص عام زو فور شیخ و شاب
وسعت شہر نبوت چوں محیط چار سوت	بہر شہرے این جنیں باید اقل چار باب
باب غرم و باب ل باب حلم و باب علم	تا نگو و تنگ خبر خلق خدا راہ صواب
رفت بیرون خاچوں از چار حد و حضری	چار یارش جاشیں گشتند ہر یک لا جواب

میرے ایک دوست مولوی محمد جامع صاحب سابق مدظلہ العالی مدظلہ العالی حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں تھے۔  
ایک دن تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت موصوف نے مجھے بھیجا ہے اور یہ شعر عنایت فرمایا ہے۔

شہر علم مصطفیٰ را بحر علی بابے نہ بود یارب این قصر خلافت را چرا شد نیازنا۔

اور ارشاد ہوا ہے کہ اسکا جواب آپ سے لکھوا کر لاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ شعر کس کلبے اور اس پر بندھی  
لحان سے کیا اقراض عاید ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تو اہیں مذہبی لحاظ سے کوئی امر قابل اعتراض نظر نہیں آتا۔ یہ جھن ایک شاعرانہ  
تخیل ہے ورنہ شہر علم اور قصر خلافت کو ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے اگر یہ کہا جاتا کہ شہر علم کا تو ایک ہی دروازہ تھا اس میں  
چار درازے کیسے ہو گئے تو ایک نکتہ ہوئی بات تھی۔ علم اور خلافت دو مختلف اور جدا گانہ امور ہیں مولوی محمد جامع صاحب اوشاہ  
موصوف کے احوال پر مجھے یہ قطعہ اسی دن لکھ کر دینا پڑا اس واقعہ کے تین چار دن بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ شعر ہمارے مخدوم دکر منوہا

در فضائے مکرمت چار اختر برج شرف  
در علو، مرتبت چار آسمان چار آفتاب  
چوں مشید شد بنائے قصودیں چار کن  
لاجرم قصر خلافت را عیال شد چاباب  
باش اندر چار سوے دین حق ثابت قدم  
تار فضل خدا از چار سو و ز چار باب  
از تو لائے و گر مردان حق گردن پیچ  
بے تیرا ہم تو اں شد خاک کپائے بو تراب

قطع

اے کہ داری تحقیق رہت ابگیر  
راہ انصاف گر راہ حمایت گر است  
قوم آزاد عرب است یقیناً  
کہ قرابت گر و شرط قیادت گر است  
بجز بیعت نزد حق خلافت کجے  
از بیعتی گر و حق خلافت گر است  
تطمع اسلام پریشان از ابن عبدہا  
بہر ابداع مکان مگر و سادگر است  
کم چند از شرف تو بازوے  
چند سال امتیکن بخلافت گر است

بقیہ حاشیہ گزشتہ - ضیا یا جنگ بہادر کا ہے۔ چونکہ اس کی متحد و نقیض اسی وقت لوگوں نے لیں  
اور ان کے پاس موجود ہیں اس لئے اس کی یہاں درج کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی گئی، ورنہ یہ زمانہ اس مقتضی  
نہیں ہے کہ خلافت کے پُرانے جھگڑے جس سے ملتِ اسلام کو بہت کچھ نقصان پہنچ چکا ہے از سر نو زندہ کئے جائیں  
آئے کا قطع بھی اسی اطمینان سے کیا گیا ہے۔

قطع

بجہ مقدمہ سرکنہ در حیا خاں سوم (علیگ) وزیر اعظم  
حکومت پنجاب منجانب انجمن طلبائے قیام علیگڑہ

۱۳۴۲ھ

شاید ہم از لقائے عزیزیکہ و زو	د فکر قوم و ملت میں ہمیر است
رکن رکینِ پنجسہ در گھا	چشم چراغِ دوہ خود فخر ما در است
پنجاب راست مایہ صند زو اتینا	اسلام را خادم و ما را برادر است
تار یک بود مسلک اسلامیا بہ بند	از شمع رائے اوست کج این ہ منور است
شاید رسد بآلقا قوم تر شہ کام	اکنون کج کار خضر بہت سکندر است
خاک دکن ہا ہا مالِ نظام است	شیرازہ تمام جہاں گرچہ تیر است
آئودہ بندگانِ خیر سالیہ اش	اوسایہ خدا و خدا بندہ پُر است

قطع

ما کہ پروردہ یک مادر و یک آغوشیم	لازم آمد کہ ہم ہمچو برادر باشیم
خوش ہیں است کہ در کار گہ حسن عمل	در ہمہ کار ہم ناصر و یاور باشیم

علی در گاہ علیگڑہ علیہ علیحضرت نظام دکن

نشود جمع دل بزم پریشاں ترکیب  
 تا بدلداری آں بزم نہ مضطر باشیم  
 ایں ہمہ جلوہ کہ بینی ز سعید الملک ست  
 پس نہ چوں شکر گزایم و شن اگر باشیم  
 داد توفیق عطایش پے ترئین مکاں  
 چوں خدا خواست نہ بے خانہ بے در باشیم  
 شکر انعام بگویند فزاید انعام  
 برسدشیں بایں شیوہ چو خوگر باشیم  
 در حق اد و شہ خویش دعا بکنیم  
 منتظر بہر قبول از درد اور باشیم  
 قطعہ تاریخ تنصیب رخت "بڑ" کہ در ملک بیان عظمت عظیم دار و  
 بمقام جللہ فرمایند مجمع جمعی لوی از انوار وانی صاناعہ عالم  
 بزیر سایہ آں آریب خلق خدا  
 "درخت علم" کہ حیدر نواز جنگ بگشت  
 وزیر صف منقہم یکا نہ دورا  
 کہ در کیا ست و دشوری نظیر نہا  
 مخیر کیہ بتائید راے خیر اندیش  
 پے رفاه خلائق و قیہ نگشت  
 مدبریکہ بر راے زین غم دست  
 لوائے نظم و نعت بلند تر فرشت  
 نشاند خواجه دختے کہ زیر آگ و تم  
 بدید نور حقیقت تجلش پیدشت

سے ۱۲۵۱ میں نواب سرسید الملک نواب صاحب چٹاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے بادہ ہزار روپے  
 ادلہ بواہر علیکذاہ مقیم حیدر آباد کے کلب کو خرید فرج کر کے دیئے تھے اس کے شکر یا اور امتحان کلب کا جو جملہ ہوا تھا اس میں قطعہ بڑا لکھا



رواں روشن بہار خامہ محوی      دُرخت جلوہ حق سال این عمل نہکاشت  
 قطعہ کہ بجلبہ عشائیہ لائے این بے قدیم معہ جا علیگڑہ کفہ تباہیخ <sup>۱۳۵۶</sup> اکثر بستر شد

یاد ایامی کہ در طفلی بسر	سایہ دامان مادر دایم
مادرے کز سینہ و بازوئے او	مدتے بایں و بستر دایم
مادرے در جنت آغوش او	صد نعیم روح پرور دایم
از سر یک چشمہ میخوردیم شیر	ہر با ہم چوں برادر دایم
از تعلق و زریا نا آشنا	مفلس و معصم برابر دایم
مایہ ما بود وقت یکدگر	دست کوتاہ دل تو انگر دایم
شاید باز بچہ و معشوق علم	ما بیک دل ایں دو دلبر دایم
ہم پے تکریم دین شام و سحر	نعرہ اللہ اکبر دایم
ما علیگڑہ ز او کماں در صلح جنگ	طرز نو آئین و مکر دایم
جنگ میکردیم لیکن جنگ	دل نہ از یاراں مکر دایم
بے خبر از گردش لیل و نہا	شکوہ کم از چرخ و اختر دایم
بہرہ ماچوں از ایں نعمت نماند	رخت زین عشرت سرابر دایم
در جبال زندگی از یاد رفت	در س ہمدردی کہ از بوی دایم

زود تراں عہد آزادی گزشت

عمر باقی در غم و شادی گزشت

قطعہ در توصیف مادہ تانج و قاسم لوی احمد محی الدین ریخباں مہرب و کن  
از خامہ فیض شامہ علامت حضرت نواب عثمان علیخان والی ریاست واکم قباۃ

پے خبت ہیں دال است عثمان  
”خوشامرگے بہ ایام حسرت بود“  
۳۵ ۱۳۶۱ = ۲۵ + ۱۳۲۶

منکر شرط است ہر سخنور را  
گرچہ لطف سخن خدا داد است

فکرت شہ کہ آسماں پیاست  
قابل قدر و درخور داد است

”دال“ راز نگ تدخلہ دادن  
دال برانکہ موجد استاد است

از حرفیاں بزم گاہ سخن  
ایں چنین تدخلہ کرا یاد است

از بلند می و رفعت فکرش  
دل و جاں سخنوراں شاد است

از سخنہائے لغزو و مجلس  
دوست شاد اعدا بفریاد است

گلشن نظم پارسی بدکن  
ز آبیارش بنرو آباد است

درفن نظم باقیں محوی

شاہ ما پادشاہ ایجاد است

۳۱۹  
سلطنت  
قطعہ بہریت تولد فرزند بجانہ سر مہاراجہ بین امدار المہارام رعا

دانی کہ نسیم صبح گاہی	دو شمع چہ نوید جانفزا داد
گفتہ کہ رومی خلق نیراں	صد شکر در مراد بکشا د
صناع بہار باز آراست	گلزار اہل بہ سرو شمشاد
نقاش ازل بطف افزود	نقشے بہ نگار ہائے ایجاد
یعنی بحرم سرائے خواجہ	فرزند لب بد مرتب ترا د
فرماندہ ملک عقل و تدبیر	فرخندہ وزیر حیدر آباد
فرزانہ و فرخ و فرہ مند	فیاض و طین و فاضل و راد
اے مردم دیدہ فوت	ایں نور نظر مبارکت با د
تا اگر می و روشنی فنراید	خورشید باہ تیر و خور داد
کاخ تو بود مدام روشن	از چہرہ دفسر و ز اولاد

عمرت بہ دراز بخت یا ور

دولت بہ تزا د و خانہ آباد

## قطعہ

نہیں زیر کین سال عقل پر سیدم	پس از فراغ ز خدمت چہ کار باید کرد
وے لب کفر و رفت پس ازال فرمود	از ایں دو کار یکے اختیار باید کرد
اگر وظیفہ کفایت کند، بقیہ عمر	اداء فریضہ پروردگار باید کرد
دریں زمانہ رفیقے بہ از کتاب کجاست	بایں رفیق ز دنیا کنار باید کرد
اگر مہارت شعراست شعر باید گفت	وگرنہ کار و گریادگار باید کرد
اگر وظیفہ کفایت نمی کند، انگہ	براہ جہد قدم استوار باید کرد
اگر چہ رزق مقدر بود و لے طلبش	بجہد و جد زمین و یار باید کرد
بفکر رزق برخو اجگاں بباہش	نثار فرق طلب ننگ عار باید کرد
اگر نہ خواہ بر آید برون ز ایوانش	تمام روز بدر انتظار باید کرد

سہ ۱۹۱۴ء کی عالمگیر جنگ کے زمانے میں سرکار انگریزی نے گرانی کی وجہ سے وظیفہ یا باسن حد تک زمینوں میں بھی اضافہ کا حکم دیا تھا۔ اسی بنا پر سرکار مالی کے بعض مندرجہ ذیل وظیفہ داروں کی ایک جماعت درخواست لیکر دیوٹی پر حاضر ہوئی مگر بار بار یہی نہ ہو سکی اور نہ ان کی ضرورت

تفریقوں حاصل ہوئی۔ انہی مانس میں یہ قلم لکھا گیا تھا اور سرکار نے بکنڈی ہاشی کے طور پر لکھنا یا کیا قطعہ یا تھان کا آخری حصہ فکریا گیا۔

اگر براہ غلط پرستے رود از حال      شکایت ستم روزگار باید کرد  
اگر چہ نیت بطاہر امید خیر و صلاح      مراد خویش مگر آشکار باید کرد  
اگر جواب رسد نیت کار در خورتو      بقبول خواجہ ترا اعتبار باید کرد  
اگر ز نصرت این خواجگان شہمی محروم      ز بہت شہ دیں انتصار باید کرد

---

## قطع

### واعظ و شاعر

واعظ و شاعر انداز یک جنس      ہر دو خوش فکر ہر دو خوش گفتار  
ہر دو فنِ خوشین چابک      ہر دو در کارِ خوشین طراز  
ہر دو را ادعائے حق گوئی      ہر دو را اگرچہ باطل شعار  
یک بہ پندار خوشین زاہد      یک بہ قرار خوشین میخوار  
ہر دو عاری ازین صفت کنند      حسب گفتار خوشین رفقا  
ہر دو را ادعا کہ آہو زند      دیں و دلش بمر و ناہموار

ہر دو از بہر یکد گرناصح ہر دو از بہر یکد گر غمخواہ

غافل از این سخن کہ بعدی گفت "خفتہ را خفت کہ کذبیدار"

قطع

خانمی تربت نجیب الدین راستی جمع کمالات است

در کتابت و ردایت شعر مثل و ہمتاش از محالات است

حسن خط و روانی قلمش نیست گر معجزہ کرامات است

ہر چہ او میکند دم تحریر بقیں وال ز فخر عادت است

آنکہ قرآن نوشت سہی و دو با در جہاں آیتہ ز آیات است

خامہ اش زندہ کرد خاجو را در حقش خواجہ در مناجات

---

معہ خاجو کہ اہل فارسی کے ان تلامذہ ہیں جس کے طرز پر کہنا حافظ شیرازی سا استاد فرما رہے ہیں۔ بحث فخر مکتبہ ہے ایک ارشاد فرمایا۔

استاد غزل سہی پیش کہیں آتا دار و سخن حافظ طرہ رز سخن خاجو

ان کا کلیات کیاب ہے مجھے اب ان دست کے پاس سے مل گیا تھا۔ میں نے نواب اکرم الدین مرحوم کو دکھایا اور بیل تذکرہ

عرض کیا کہ اگر اس کی نقل یہاں تو بڑی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میدان کے بڑے مدیر یہ جھوٹی بجائی نجیب الدین خاں میں گروہ دل پر کہیں تو ان کے نزدیک آٹھ نو صفحات کا ایک جینے نیکل کر دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ وہ ۳۲ قرآن

او نہ تنہا کہ ہر برابر او درخورد عظمت و مباہات است

اکرم الدنیاء الاشال ہمد لطف و کرم مدار است

خان نادر سخن وحید اللہ اہل فن صاحب مقامات است

غرض این دو مال ز عہد قدیم مصدر فیض باب حسنات است

شد و گر رنگ میکدہ و نماز حے و یریں کہ روح راحت است

لیکن آں بادہ شبینہ ہنوز جا بجا یثیش کاسات است

ہر چہ ایسا قیال و ہند نخلت از ہماں کاس فیض رشحات است

نیت بوجے ریا گشتہ او محوی خستہ از خرابات است

قطعہ کہ بہر مہاراجہ شن پر شا و سکنیہ باشی <sup>۱۳۱۴</sup>اللہام فرستادہ شد

الا اسے وزیر خجستہ خیال کہ روشن ضمیری روشن روانی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - نقل کر چکے ہیں۔ چنانچہ کلیات اکی خدمت میں پیش ہوا اور انہوں نے صرف ایک ہفتہ میں غزلیات

کے دو سو صفحے نقل کر دیے۔ جسے میں نے کرامات سے تعبیر کیا ہے۔ شعر بھی اسی محبت اور روانی سے کہتے ہیں۔ یہ خاندان

ہمیشہ سے قدر و ان ظم و فضل رہا ہے اور اسی کی طرف قطعہ کے اخیر حصے میں اشارہ ہے۔ افسوس ہے کہ نواب کو لم لنگھا

کا جو اس خاندان میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے تھے حاملِ تہا ہو گیا۔ میرے دلی و مت اور عزت کے ساتھیوں میں ان کا شمار

رخ زرد و دم چشم خوننا یافت	بگویند عالم بترکیں بیانی
پریشاں خیالی و شفت حالی	گواہ اند برد و لمئے نہانی
پریشاں دماغم ز فکر سلسل	شکستہ دلم از غم و دانی
پہنچا صلی محنتم رفت آخر	پشیمانم از محنت رایگانی
ز فکر عیالم ز خوف مالم	دلم بہرمانی زخم زعفرانی
ہمہ بچکان غم زد از دست رفتہ	سرشتہ عمر عینی جوانی
چوبے ساز و سامانی آل بہ بینم	بچشم نماید جہاں قیروانی
ز فرط طالت ز جوش نہ مت	شود تنگ بر من فضا ئی جہانی
امیرا کرم گستر دست گیر	کرم کن کہ تو یاور سبکیانی
نہ زبید تاہل بہ نصاب دان	نہ شاید تاہل بہ نصفت رسانی
بہ یک گردش خامہ کہیں فوارم	بجی کہیں بجی جوانی
زداور بخوام ترا سخت و دو	زایزد بجوم ترا زندگانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - چونکہ وہ اردو میں ہے اسلئے یہاں نقل نہ کیا جاسکا۔



# مراثے

تغزیت نامہ کہ بہر مہاراجہ شن پرشادین سلطنتہ بیکینہ ہاشمی فرساؤشد

اے مرگِ گرفتار کہ تو قدری قضاۓ	بے ہر گم سنگدلی حادثہ زائے
ناکردہ یکے جو رہنکر دگری گرم	ناکردہ مستعد تازہ جفاۓ
برہمچر دو یارانِ نوافقِ نخوری غم	برنالہ دگر غریباں نہ گرائے
خوف تو پر آگندہ شہاں رازِ بخت	زور تو بر افگندہ کیاں از کیاں
از دمِ توحبت نہ خزالاں غرلخواں	وز خام تو رستہ نہ ہیراں و غاۓ
پیش تو بر افگندہ حکیمانِ رسولاں	بااں ہمہ انشوری اوجِ رسانی
ایں جملہ مسلم، مگر امروز زورت	ہر کس بہ بغالت و ہمہ شہر بکائی
دانی کہ چہ کردی بدل شاد کآں دل	آئینہ و مومست بہ زخمی و صفائی

---

عہد مہاراجہ شن پرشاد کی ایک بیٹی کا تغزیت نامہ ہے جس کی شادی کا تمام سالانہ ہیشا ہو چکا تھا۔  
شادی کی تیاری بھی تمام ہو چکی تھی کہ غصہ وہ جاری ہو کر انتقال ہو گئی۔

در شوق تماشائے جمال تو جگر خوں	وز در غم ہجر تو رخ کاہ ربائی
اے طائر قدسی کہ ترا گفت کہ تنہا	در شوق تماشائے جہاں بال کشائی
اے پردہ نشیں ہیچ ندانم کہ دریا	آل کیت کہ کردہ است ترازہ نمائی
مینخواست پدر تا کہ بہ تقریب عروسی	رخسار تو گلگوں کند و دست خنائی
از لعل کند یارہ ز فیروزہ گلوبند	سرخ مرصع کند و طوق طلائی
با گوہر غلطان بدست لعل بخشی	یا لحم چینی دہدست مشک خنائی
تو سوئے عدم رفتی دیں برگ عروسی	چوں برگ خزان دید گشت بہائی
آیا بود از شرم عروسی کہ تو یکسر	در گوشہ نشینی دو گر رونمائی
بر خیر از این بازے طفلانہ کہ تا چند	رنج پذیرد کاوش مادر بزنائی
در ہجر تو پیدا ہمہ آثار قیامت	وقت کہ بر خیزندی در سخن آئی
تا اشک غم از دیدہ بابا بچنی پاک	تا زنگ غم از سینہ مادر بردائی
در بادیر اے مرغ خوش الحان چہ نشینی	بر خیز کہ تو در خور باغی و سرائی

ایام نشاط است جہاں پر تماشا است ۵۷ اے چشم جہاں بین و دل زندہ کجائی  
 نے فوق نشاط است لذت بہ تماشا اے خاطر اقمہ مذاہم چہ بلائی

ہر چند تو اے خواجہ تسلیم نر سبھی	ہر چند تو اے میر بہ اندر زندہ شائی
یک نکتہ کہم عرض کہ آن نکتہ بہ تاثیر	شاید کہ کند منع غم از در و فزائی
بچ از پے مرد آمد و راحت پے نامرد	رو باہ رہا، شیر بہ زنجیر گزائی
بر پائے ہر مند زمانہ بہ ہند بند	آزاد زغن، باز پے سلسلہ پائی
شد او پے راحت ہا ماں پے عشرت	ایوب و نوحی و یعقوب و جدائی
بار غم مرد است بہ اندازہ ہمت	بنگر بہ حسین و بنیم لاقتناہی
راضی برضا باش کہ مردان طلیقت	جز خیر نہ بنند در احکام الہی
شیراں نہ ہر اسند ز مایوسی حرماں	مرداں نہ خرد شد ز ناکامروائی
دشوار بود کار چو خواہی ہمہ بخواہ	آساں ہمہ کار است چو راضی بضائی
خوش باش کہ از درد نہاوند کسے را	پروانہ آزاد می و تمنائے رہائی
اندر صف خاصان خدا جائے نیابی	تا از دل مسکین نکنی درد گدائی
تو بادہ کش در می و صف تو ہمیں بس	ہر چند تو شایستہ ہر مدح و ثنائی

زود است کہ از مطلع اقبال برآید یک اختر رخشاں امیرالامرائی

زال بعد بتائید خدا را ام تو باشد

عیش و طرب و ناز و نعم کامروائی

نوحہ بیاد فرزند جمیل احمد کہ بتاریخ ۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ مطابق

۷ اپریل ۱۹۱۰ء بجا رتپہ قہر دل غرقیت بجا ماورید نہاد

فصل گل در چمن سید برفت تازہ و تر گلے دید و برفت

غنچہ یک نفس شکفت و شید گلنے یزماں چمید و برفت

طوطے قصہ با سخاوند و پرید بلبلے نغمہ ہاکشید و برفت

نئے سواری لصحن ماچندے تاخت و باخت و دوید برفت

میہمانے دو سال و چندین ماہ نمک از خواں ماچید و برفت

پسر جمیل احمد نام ہزار دو دواں برید برفت

طفل ناداں لگو کہ دانا بود کلفت ایں جہاں بدید و برفت

بجہانے دگر کہ بے رنج است

فارغ از زحمت شش و پنج است

حال زیر سانحه دگر گون شد  
 چشم شد تو فلش چو لاله شد  
 تپان تن برفت و صبر از دل  
 اعتدال از مزاج بیرون شد  
 شید آب شکست عهد شب  
 پشت خم گشت بخت از دل شد  
 اے فلک مرونی نبود جمیل  
 بیگماں مرو، آه ای چو شد  
 بر رخ او زدند غازه خاک  
 چو رخشان بک و گلگون شد  
 برق داد بد و خستند کفن  
 چو قدش و لفری و هوز و دل شد  
 بر دهاش زدند هر سکوت  
 چو دهاں گنج لفظ و مضمون شد

اوش را گفت گو کردند

بعد از آن سر در گلو کردند

قاتلش راست چهره رنگین بود  
 چشم قاتل و موئے مشکین بود  
 هر چه میگفت با مزه میگفت  
 سخنش همچو شه شیرین بود  
 پیش زان سوز تپ کعبه کند  
 لعل لبش کین نوشین بود  
 قره عین راحت دل و جا  
 مایه صد هزار تسکین بود  
 بعد مردن عمر زیر تر گردید  
 مهر او بیشتر ز چندین بود

بہر دید بہار گلشن و بہر چشم گل افشاد کتشرین لہر

اے گل نو بہار نا دیدہ

بلبل شاخسار نا دیدہ

ذکر مرگ تو جا بجاست ہنوز<sup>(۴)</sup> دہرا ز نامت کثاست ہنوز

شیوں مام و گریہ بابا بر غم ہجر تو گواست ہنوز

تاب بھی تو میکند دل خوں یاد وصل تو جانگزاست ہنوز

چشم در راہ تست تا ایندم دل بہر تو مبتلاست ہنوز

از پے اختلاج قلب خوں بوے پیر ہمت و است ہنوز

تو بصدش خفتہ در صحرا شیون و شور در سرائست ہنوز

خواہراں منتظر کہ می آئی کار گر عشوہ و است ہنوز

مشکلش گر چہ مرگ آساں کرد

خاطر جمع ما پریشاں کرد

عہ یہ میری آخری اولاد تھی۔ عہہ کی بہنیں جو اوقت کم تھیں چوتھی تھیں کہ جیل لگائی تو انکو گھر کی عورتیں کہہ دیتی تھیں کہ وہ کیلئے باہر بھیجا گیا ہے۔ یہ بیچارے یاں مدتوں اسکا انتظار کرتی رہیں۔

مرقد او را چو در کن گرفت <sup>(۵۱)</sup> جانش آسود و دل قرار گرفت  
 سرفه کال سینه شکست برفت تکیه میوخت تن کنار گرفت  
 تشنگی در گشت و رنج تمام طول آزار اختصار گرفت  
 الغرض طفل را بدامن امن دایه فضل کرد و کار گرفت  
 خود عطا کرد و خود بیخوار بود به بنای او و آشکار گرفت  
 چه شکایت ز صاحب مال است باز گر مال مستعار گرفت  
 شکوه نخلبند نازیباست ثمرے گردش خاگر گرفت

شکوه او اگر حجاب نہ بود

نالہ از دور و ناز و آنہ بود

بردلم زخم بے نشان زده اند <sup>(۶۱)</sup> مگر از تیر بے کمال زده اند  
 کشته آمد از و فور و د و محن نے ز تیغیم نہ از سناں زده اند  
 تمانہ نالم ز درد زخم جگر پیہ ضبط برد ہاں زده اند  
 تانہ بینند حالت زارم پردہ بر چشم مرد ماں زده اند  
 نرسد تا بچرخ فریاد دم قفل بر باب آسمان زده اند

نقشبندان سالم بالان : گونه گون نقش درجہاں زدہ اند

نقش ناقص اگر نہ بجزارند

نقش بہتر چرا نہ بنگارند

نہ دریں قال و قیل باید کرد (۱) شکر رب حلیل باید کرد

شکر او واجب است بر جاں بر کثیر و قلیل باید کرد

سوئے صحرا از خانہ باید شد نوحہ چوں جمہیل باید کرد

التمنا از خدائے عزوجل بہر صبر جمیل باید کرد

گریہ بر حال خویش اولیٰ تر دیدہ رار و نیل باید کرد

راہ دور و دراز در پیش است فکر ز اسبیل باید کرد

دوستان! وداع بایست از عزیزان حیل باید کرد

کار دال مستعد پئے سفر است

ہرچہ اندر جہانت در گزرت



مرثیہ سمر مہاراجہ شن پر شاہ کی نیہ ہشتی باقی صلہ عظم باب اول  
بند اول

بیک گردش تہ و بالا جہانت	زمیں گردندہ تر از آسمانت
بہر خانہ است برپا شور ماتم۔	بہر جازور مرگ ناگہانت
نہ در امن ست زو دروشن سکین	نہ از وسعے بے خطر شاہ شہانت
برابر میکند شاہ و گدا را	یکے پیش قوی و ناتوانست
چہ جوئی راز مرگ و زندگانی	کہ آں بالاتر از وہم و گمانست
ز آزارش دل ناداں چہ نالی	کہ آں حکم خدائے انس و جانست
بحکم او سراطحت نہادن	و جوب عام و فرض خاص گمانست
ز این دنیا ست منزل کا مقصود	نہ این جائے قیام جاودانست
چو از خاکست باید خاک گشتن	ہر انساں را کہ در این خاکدانست
گو این مرد کافر آں مسلمان	کہ این علم خدائے غیب دانست
در دیر و کلیا و حرم را	چو نیکو بن گری یک آستانست
چہ جائے سرنش گز آشنائے	بہر آشنائے نوہ خوانست

چہ گویم با تو دل آزاری مجھ پر <sup>۶۲</sup> کہ شب کو تہ دراز این اتانست

مشوہت کر کہ قول لہذا و قانت

کہ بعد این جہاں ہم یک جہاںست

### بند دوم

ہمارا چہ چو عزم سہجائی کرد  
جہانے غمیش آہ و فغاں کرد

بے رخسارہ گلگوں و شاداب  
غم و زرد تر از زعفران کرد

مژہ در چشم نوک فیشترشد  
نفس اندر گلو کار سنال کرد

دام اندر سفرای کاواں شد  
چگونہ این نفس بے کاواں کرد

ہمیشہ در حضر باد و ستاں بود  
ندانم چوں کنار از دو ستاں کرد

ز فطرۃ میل بذل و سخا بود  
یوسع خویش بذل بجزاں کرد

چو سرست تصوف بود شبہا  
بخلوت میکشی بامیکشاں کرد

بہارے بود بزم اہل فن را  
نخاں از فتنش آن گلستاں کرد

ہزاراں نوہنہ لان و کن را  
دیر و شاعر شیریں باں کرد

یہ ہر ملک است شو رنوح او  
نہ تنہا تہمش ہندستاں کرد

موصد بود از نیزہاں عجبیت  
اگر آتش برا و باغ جہاں کرد

چو درول دہشت و زجہ داشت دعاے بخشش او می توان کرد

دعاے ستمندال مستجاب است

نزول رحمت حق بحیاب است

### بند سوم

نشاں مجدد آثار عطا داشت	چہ می پرسی ہمارا جہا داشت
چو در پہلو دل درد آشناداشت	بجاں ہمدرد ہر یک آشنا بود
پے ہر یک خطا چندین عطا داشت	عطائش پردہ پوش ہر خطا بود
ز دست کوتہ خود ناہا داشت	بایں دریادلی بذل و سخاوت
ز روئے سایل مسکین جیاداشت	نمی داد اربقدر بہت خود
نگاہ نکتہ بین فکر ساداشت	سخن را سر پرست و قدرداں بود
مذاق شعر از عہد صبا داشت	فداے علم و شیدائے ہنر بود
چہ سال الفت بردان خدا داشت	اگر از دل نہ در بند خدا بود
زبان وقف دعاے پادشاداشت	بشکر نعمت الطاف شاہی
ہوا خواہ و محب بے ریاداشت	بے چوں محو می آشفتم خاطر

سپر بے دعاے مستمنداں      بہ ہر مشکل پئے رد بلا داشت  
 ولے در جنگ مرگ و زندگانی      نہ حرز امن از تیر قضا داشت  
 زینچی در جہاں نام نشان یافت  
 پس از مردن حیات جاودا یافت

### بند چہارم

بہ ہر بزمیکہ ممتاز و متین بود      ہمارا جہ در اں کرسی نشین بود  
 شنائے مصطفیٰ، عمدہ خدا کرد      گمانم اینکہ از اہل لقیں بود  
 بہ آئیں قدیم شہ پرستی -      بے زرم راسخ و راسخ زریں بود  
 مروت بود اگر شخص محبم      بین اسلطنہ دست میں بود  
 دل بیمار ز دمی یافت تسکین      بگفتارش شفاے انگبین بود  
 بہاندامی و سبکیں نوازی      امیر بے مثال و مقبیریں بود  
 قبول و خوش از ہر کہ دمہ      سزاوار ہزاراں آفریں بود  
 خموشی، سرگرانی، کج ادائی -      چو خواباں ہر ادائیں و نشین بود  
 بد و نیکیش چو بر خلق است روشن      چہ گویم اں چناں و ایں چنیں بود

بقول شباط اولیں را یکے از ہرہ ہائے آخری بود  
 ز ہندیہ کہ در جاں کند نہاست دم آخر، نگاہ واپس بود  
 زمیں میخواست گیرد در کنارش فلک در فکر غلّہ آتشیں بود  
 زمیں مغلوب گشت و چرخ غالب چو برتر از زمیں پسرخ بریں بود  
 ز بخششہائے شاہ بندہ پرو امارت بود خاتم او نگیں بود  
 پے ہر بادہ کش تا بود ساقی شراب خوشدلی در سائیں بود

نہ آں بادہ است در ساغر نہایت

اگر باقیست ذکر خیر باقیست

مرثیہ عزیزہ نسیم فاطمہ خاتون غزنی محبہ لونی ناظم علی صاحب  
 وکیل ہائی کورٹ

گلے ز گلشن مارفت و گلشن ابر شد بہار گلبن ما باختر ازاں برابر شد  
 گل شکفتہ بصد رنگ بوز جور فلک باں برگ نزاں دیدہ خشک و اصغر شد  
 بیک ہوا چمن و دماں دگر گوں شد نسیم ماز میاں رفت و رفت صرصر شد  
 شنید طرفہ صغیرے ز عالم بالا بسوسے سدرہ رواں مرغ دست پوشید

کسے کہ مایہ صبر و سکون مادر بو  
برقت و داغ دل بقیار مادر شد

وف آنکرو با و عمر بیوقا اینجا  
برائے داد سوئے بارگاہ داور شد

بخویش بر چنین عطر اشک اہل غرا  
کہ خاک زیر زمیں مہر سیر شد

برائے عفو گناہاں ماسیہ کاراں  
کفیل اجر و شفاعت بروز محشر شد

نشت نقش جواں گیش چنار دل  
کہ سال آلؔ رہ حنیت گرفت از بر شد

۱۳۵۸ھ

زمینوائی محوی کنوں چہ محی پرسی  
کہ مینواید وزیں در دینوا تر شد

نوحہ بیا و محبؔ لی میرزا نذیر بیگ (علیگ) المحاطب

بہ نذیر جنگ مرحوم

غلط نکروم اگر اے نذیر جنگ ترا  
جہاں مہر و وفا جان و ساں گفتم

ز کار ہائے فتوت کہ کردہ سبجاں  
شکست نیست گرت حاتم زماں گفتم

بیاد وسعت خوان کرم کہ گستر دی  
بسے حکایت جہاں و مینر ہاں گفتم

معہ جن لوگوں نے مرحوم کا بچپن اور جوانی دیکھی تھی وہی ان کی حسن صورت اور حسن سیرت کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ مرحوم علاوہ

ان خداداد اوصاف کے یہی فیاض اور شاد دل واقع تھے جیسے علی گڑھ کے طلباء کے ساتھ انکو غیر معمولی محبت تھی۔ اکثر ان میں سے  
یہ توں تک پہنچا رہے۔ تمام موانہ کھیلوں میں ان کو کمال دستگاہ تھی اور غیر معمولی طور سے قوی تھیں اور قوی دل تھے۔

بنذر حسن دل آویز خلق و کش تو      چه قصہ ہانہ بیاراں نہ کہہ وال گفتم  
 غبار خاک چو پوشید روئے روشن تو      کجاست ہر درختاں با سماں گفتم  
 چو مردوار گزشتی ز رزمگاہ جہاں      گراں رکاب و سوار سبک خاں گفتم  
 قومی عزائم و بالا بلند و شیر شکا      چہ ساں شکار تو شد مرگ ایں جواں گفتم  
 چو کارواں جنوں خیمہ زد بمصر و دم      بیار یوسف مارا بہ کارواں گفتم  
 شکفتہ بود بصد رنگ بو گلے بچمن      کجاست اں گل رخسار بگلستان گفتم  
 ز سال ہجر چو یاراں بزم پر رسیدند      ”نذیر جنگ ہما یوں جہاں مرکاں گفتم“  
 ۱۳۶۰

نوحہ بر مرگ محمد یعقوب (علیگ) مرحوم کہ کرن کہن رن نخبین  
 طلبائے قدیم علیگڑہ و یکے از رعایت مایا مخلص بود  
 ”اشک غم“  
 ۱۳۶۱

کد ام چشم کہ از مرگ او پر آب نشد      کد ام دل کہ ز ہجرش بی بیچ و تاب نشد

کدام جلای که یعقوب با چو یوسف مصر  
 به بزم آمد و منظور شیخ و شاب نشد  
 ز کار وانی این مرد حق گزار میرس  
 کدام کار که او کرد و کامیاب نشد  
 ره فریضه دنیا و دین و ملت و ملک  
 چنان برفت که دور از ره صواب نشد  
 و میوه بود گل نو درین چمن لیکن  
 ز تند باد حوادث بآب و تاب نشد  
 هزار جوهر تاباں نهال بذاتش بود  
 ہزار حیف کہ این اختر آفتاب نشد  
 ہمنوز چہرہ زیبائے اوست پیش نظر  
 حجاب حبت نیازاں و در حجاب نشد  
 دعائے مغفرت او چہ سال کنم باور  
 کہ خاست از تہ دلہا و مستجاب نشد  
 کدام قطرہ باراں ز فیض ابر کرم  
 رسید در صدف و گوہر خوش آب نشد  
 کدام کس کہ در آمد درین جہان ز رفت  
 کہام خانہ کہ معمور شد خواب نشد  
 نہ یافت دست دریا نہ منزل مقصود  
 روانہ تا سوئے یم کشتی جباب نشد  
 کدام کالبد آب و خاک در عالم  
 کہ زد شمر و نفس باز خاک آب نشد  
 تمام فلسفہ مرگ و زلیت صبر و سکون  
 بکار بردم و کیں اضطراب نشد

دل شکستہ و این چشم غنمشاں حموی

بضاعتیست کہ حاصل ز آفتاب نشد



## تواریخ وغیرہ

تاریخ وفات عزیزی قطب الدین احمد (قطب جنگ)  
 قطب نامہ دنیا ناول از مالہ ہونہ ”کاروانِ فتنہ ہنگامی آید“  
 ۱۳۵۱ء

خدا رحمت کند این خانماں بر ہم زن مارا  
 کہ بے تاب توں گزاشت ہم جام تن مارا  
 بایں آسانی وزودی نہ باورد اشم حموی  
 کہ از پا آفت شیر قضا شیر آفتن مارا

تاریخ وفات الدہ رشید حبیب (محمدی کیم صفا) بوزیکا پیٹم  
 (۲ جنوری ۱۹۳۳ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۵۱ء بمطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

بساطِ گلشنِ فگندی بیک گاہاں  
 شہی پہل و بہ مشکل گزشتی مارا

”تو لے سا فرول شاد ماں چہ میدانی“  
 پتیدن دل عزت نشیں شیدا مارا  
 ۱۳۵۱ء  
 ۶۱۹۳۳

## تاریخ وفات

عزیزی حاجی محمد رفیع صاحب مقامہ قاضی میٹ

۲۴۔ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ بمطابق

زمرگ جان برادر رفیع پاک گھر زخون دیدہ کد ام آتیس نہ ترگر دید  
برائے سال وفاتش بآہ محمی گفت "غریب بود ز مردن عزیز ترگر دید"

۱۳۵۱ - ۹ + ۴۵ ۱۳

تاریخ وفات محمی ڈاکٹر خواجہ معین الدین بانی کارخانہ

پارچہ بانی درمیانہ منورہ

حیف مردے درختیں بمرڈ یادگار صحبت پیشیں بمرڈ

در مدینہ نوحہ خواں ہر مرد ووز خادم ولسوز شاہ دیں بمرڈ

ماحی رسوائی رسم سوا حامی صنایع و تکلیں بمرڈ

موجب آسائش و راحت فیت باعث بہبودی و تکلیں بمرڈ

شاطر حق باز رامت او فواد قایم خیرات را فرزیں بمرڈ

از سر حکمت بخواں سال وفات ڈاکٹر خواجہ معین الدین بمرڈ

۱۳۶۰ - ۹ + ۵۱ ۱۳

(۹)

قطعہ تاریخ وفات جواد جاہ یکے از فرزندان حضرت نوبت عثمان علی خاں داماد ام قیام  
کہ در عہد طفلی فوت شد

ز بحر جگر پارہ جواد جاہ      دل یک جہاں گشت از غم تباہ  
بگنجم بدل اے دل ناتواں      مشوراں مرا تانہ شور و جہاں  
”ز دیندار طہنے کو در خاک رفت“  
۱۹۳۶ = ۱۹۳۵ + ۱  
چہ شورم کہ پاک آمد و پاک رفت  
۱۳۵۵ = ۱۳۵۶ - ۱  
پے سال ز مصر حمایہ اخیر      یک افسر اباول ز آخر بگیہ

قطعہ تاریخ وفات امجدہ حضرت بندگان علی نواب میر عثمان علی خاں داماد ام قیام

ز ترک نعمت دنیا چہ غم بادشاہ      کہ ہر ادب بجاں راج و روح و بیجاں  
”در نجف ز باطی بچیں کفایت برآں“  
۳۳۶  
”کنیز فاطمہ و ام شہ عثمانست“  
۱۳۹۰ = ۱۳۹۱ - ۱۳۹۰

تاریخ وفات سر شاہ سلیمان سوم امیر جامعہ علی گڑھ و جج فڈرل کورٹ

مضطرب قلب ہر سلیمانست      ماتم مرگ ہر سلیمانست

عہد حضرت بندگان علی داماد ام قیام نے سلیمان سوم کی وفات کی نہایت عمدہ تاریخ ”بر بودہ بہ زیر تخت سلیمانی“ فرمائی تھی جو  
۶۱۹۴۱  
مولانا جہاں نظامی نے اپنے پڑ پڑ سادی میں بیان کر کے استعارہ کی تھی کہ لوگ اس پر صدمہ لگا کر روانہ کریں تو وہ مشک لگا کر بھیجتے

بود یک درو مند قوم نہ ماند      یارب این درو چہ رمانست  
 خادم علم بود و محسن ملک      فرض بر هر دو شکر احسانست  
 شرع قانون ہند نہ ہستیت      ہر یک از فوت او بقصانست  
 آیتہ بود در ہمہ دانی      گریہ بر خواجہ ہمہ دانست  
 لشور عدل را سلیمان بود      تخت این ملک بے سلیمانست  
 بیت بالا ز مصرعہ ثانی      خیر فوت شاہ دیشانست  
 یافت نام نکو کہ در عالم      حاصل زندگی انسانست  
 یافت مدفن بسیریں کہ براں      ابر رحمت مدام بارانست  
 غم مخور ہر جامعہ محوی      ہاں خود را خدا نگہبانست

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - سادہ میں درج کئے جائیں گے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہیں سے مصرعے نہیں آئے ہیں بجا آئے  
 ہم پہنچائے تھے۔

حیف برفوت سلیمان ہڈانی او      بود و علم نہ کس ہر شے مانی او  
 باد کاں بود بغیر نیش چو برگشتہ از او      بر بودہ بزم تخت سلیمانی او  
 سال فوت است از انکار جہانیا و کن      باو یارب بچاں و در جہانیاں او

## تاریخ اشغال محبی سراج یا جنگ مہم

سراج مابرفت از بزم اجابہ رو اش در جہاں آباد بادا

بگفتم سال فیت از رُکِ اخلاص ز نعمتہائے جنت شاد بادا  
(۱) ۱۳۵۹ + ۱ = ۱۳۶۰

## تاریخ وفات محبی خستہ یا جنگ مینائی مہم

رفت از دنیا لطیف احمد کہ بود مصدر لطف و کرم نے ریو در رنگ

ہست این کتابہ ہم سال مسیح "مرقد عالی خستہ یا جنگ"  
۶۱۹ م.

## تاریخ وفات لیلہ حیدری

بود بر خلق حیدری بیگم جہراں تر زمام بر اولاد

بہر سال وفات محوی گفت "مادر خلق مردنیک نہاد"  
۱۳۵۹ م.

## تاریخ بنائے مسجد جو دی در کوٹھی رمبولہ

شد ز جو حضرت عثمان علی شاہ کن مسجد جو دی بنا و قبر مصوحے دل

ہست تاریخ بنائے این مقام و کشا خوابگاہ شاہراہہ سجدہ گاہ مرزاں  
۱۳۵۹ م.

تاریخ افتتاح آرٹ کارلج جامعہ عثمانیہ از دست المحترم

شاہ آگاہ از حقایق علم      بگلغایب صد شقایق علم

گشت تاریخ این مبارک جشن      افتتاح در حدایق علم

۱۳۵۸

تاریخ وفات مطہر حیدری (حیدر نواز جنگ) مرحوم سابق صد اعظم باب حکومت

طفیل خدیو دکن حیدری      بے یافت عربی بے برتری

بے دید اینجاشیب فراز      بے کہتری بے ہمتی

بانشوری و بفرز انگی      مسلم شد آخر برا و مٹری

ب عالم ہمہ عہد ہار آفت      چہ عہد جہانگیری و اکبری

چو دور عروش سپا یارید      طلب کرد و اور پے اوری

بفرمود ہاتف پے سال تو      بگو شمع ز راہ کرم گتری

بیک خیش مسلک آسماں

نہیدر بجا ماند و نہ حیدری

۱۳۶۰

“  
تاریخ وفات محبی میر عاشق علی صاحب سابق مہتمم کو تو الیٰ اصحاب  
سرکار عالی

افسوس میر عاشق علی فخر دودمان      از دودمان برید و بسوئے جہاں برفت  
روز چہار شبہ ز شہباں چہار ونہ      ہنگام عصر بود کہ اں پاک جاں برفت  
ہفتاد و شش منازل اس تیرہ خاکدان      مردانہ طے نمودہ بصد غروش اں برفت  
پسند گزیناں فاش جہانیاں      محوی بگو کہ عاشق علی از جہاں برفت  
تاریخ انتقال ظہیر الدین احمد زینش قاضی و نق علی صاحب مہتمم  
شد ظہیر الدین احمد چوں ازین عالم رول      سست خمشت پدرا زمرگ پور نوجواں  
محوی خاطر ہیں نبشت سال صوبی      بے تامل از ظہیر الدین فردوس آشیان  
۱۹۲۲ء

تاریخ وفات شاہ حامد علی محمد محی المتہوی

برو حامد علی چو تنگہ جاں      بر در بارگاہ لم یزلی  
گفت روح الامیں روزی باد      ”تاج حنبت بشاہ حامد علی“  
۱۳۳۶ء

تاریخ وفات تاج النساء بیگم زوجہ محمد عبد السلام صاحب قانی کہ بعد از چند ہا روز  
انتقال کرو

یارے صبح آمد و ہنگام شام فوت لیکن نہ بولے پیرش از شام فوت  
محوی شید سال سیحی ہاتھ تاج النساء بگوشتہ از اسلام فوت  
تاریخ وفات ہمیشہ رحم زاد بندہ رقیہ بیگم اہلیہ دوم مولوی حکیم محمد علی صاحب  
(مرقد رقیہ بیگم امیر و ارجمت از درگاہ الہی)  
۱۹۲۵ ع

فضل از خدا شفاعت فضل از حبیبان وز فاطمہ مقام رقیہ قریب باد  
محوی بالتماس دعا سال فوت او ”گفتہ کہ صل راحت جنت نصیب باد“  
تاریخ وفات برادر مولوی حکیم علی محمد صاحب حرم  
”مزار مولوی حکیم علی محمد فوج“  
۱۳۴۶

بقا کجاست کہ را دریں مقام فنا بقاقت بہر خدا و خداست بہر بقا  
حکیم حاذق و دانا علی محمد بود جہا فضل و کرم آماں ہر دو وفا  
چو او برفت تو کوئی برفت عیش و نشاط چو او ببرد تو کوئی ببرد و علا



بہ پیشبہ ز شباں ہم بوقت غروب ز چشم گشتہ نہاں آفتاب و دہ ما

بگویش من غفر اللہ گفت روح اللہ بحسن خاتمہ او ز عالم بالا

برائے سال مسیحی الف یکش محوی ز قول خویش کہ گل شد چراغ صدق صفایا<sup>۱۳۲۶</sup>

تاریخ وفات محبی میر شایق حسین خالصا سیر فربہ ما بین اور شا<sup>(۱)</sup>  
۱۹۲۹-۱۶۱۴-۱۹۲۸

نواب کاظم حسین خاں صاحب حرم

میر شایق حسین خاں سیر سفر آخرت گزید و برفت

گفت کاظم برادرش تاریخ بلبلم یک نفس کشید و رفت

تاریخ وفات مولانا مولوی احمد علی صاحب حرم سابق پیشوا کشمیری و وزیر دہلی نسبی<sup>۱۳۲۶</sup>

والد بزرگوار منج لاف

ز عمرم دو منزل نہ طے شد کہ ناگہ پدر زہیرم را زمانہ سر آمد

چنان رفت فارغ ز افکار عالم کہ تا رخس از لفظ "فارغ" برآمد

دل سادہ من ز درویشی بشد خوں و بیرون ز چشم ترا آمد<sup>۱۲۸۱</sup>

تاریخ وفات لطف النبا یگم اہلیہ سیداب (نظیر الدین نذیر جنگم)

”لطف النبا برو و سابر ہم اوقاد“  
۱۳۵۶

یعنی کہ دل منورہ برنج و ہم اوقاد

زین بیست سال ہجری فصلی بنوازد چشم

ہر چند آل ز غصہ و غم پر خم اوقاد

کتابہ تاریخ وفات فاطمہ یگم دختر کتیاں احمد محمد و اہلیہ محمدی اکڑ حاد علی  
(نواب حامد یار جنگ بہادر)

خست احمد زن حامد علی خفتہ دریں جائے بصدرا است

سال فائز ہم الہام غیب فاطمہ در بزرگہ جنت است  
۱۳۲۷

ہاوم لذات محو اگ را مرگ پے غم و کائنات است

دار جہاں با نقشب و رنگا منزل غم جائیکہ رحمت است

تاریخ وفات حبیبہ یگم دختر قطب جنگ بہادر

”آرام کہ حبیبہ خاتون باوا“  
۱۳۵۶

## تاریخ وفات فرزند امجد سعید

سعید رفت جہاں شد چشم تاریک ” چراغ دودہ دل سو گوار ما گل شد “  
 بودم لب کراں فاش کو ناگہاں دیگر ہاتھ گھٹ ” داغ سعید جہاں مکان “  
 ۱۹۲۵ء

تاریخ وفات نسیم فاطمہ دختر محمد مجیب لوی میر نظام علی صاحب کمال ہائیکوٹ

بخت جواں سالانہ طعم چوں بچہاں منزلت آگرفت

محمی غمگین پے سال وفات یافت ز ہاتھ ” رہ جنت گرفت “

تاریخ طبع دیوان جناب بین الدولہ مرحوم والی پائیکہاہ آسمان جاہی

مسمی بہ بین سخن

امیر دکن و لنوا از سخن عیاں کرد خبر خلق از سخن

نشید سخن تا بگرو و رسید چو روز خمد کلکش باز سخن

بصید ہر براں معنی وید بدشت بیاں یکہ تاز سخن

ہٹائے مضامین بد اشفت چو بکشاہ پر شاہباز سخن

سخن را ز پستی ببالا کشید باد ہست ناز و نیاز سخن

بلطف بیانش فرونی و ہاد زباں آنہیں کار ساز سخن

نگرود ز دست بلندش رہا گئے تار زلف دراز سخن

پے سال چاش میچا سرود "معین سخن نر ز سخن"

۶۱۹۳۸

"بارخ و فات تجھی شاہ

"قاضی سلیمان تھاقی باب"

۱۲۶۱ء  
"نیک خصلت پاکیز پاکیزہ ہو"

۶۱۹۴۶

"دارائی درویش زیبائے زمان"

۱۳۶۴ء

# متفرقات

## غزل

وصال یا طلب کرم از ادب و دست  
بریں گواہ کلیم و تجلی طور است  
کیش قاعدہ انا عشق بستہ زبا  
سوال و عرض تمنا خلاف دستور است  
کشادہ لب جہانت در کف اشاد  
وجود آدم خاکی بساں مزدور است  
کشادہ اندر بیت خزینہ دو جہاں  
طلب زنت عطایش بد بخور است  
بغیر سوز دل انسان نمی شود انس  
شراب تا زنده جوش آب انگور است  
فدائے طرفہ نگارے شوم کہ در جہاں  
نگشت دور ز دل گرچہ از نظر دور است  
بدر و خویش بافسر کہ بشود رنجور  
عطائے حل گراں تر دوائے خمور است  
چرانہ آب حیات آید از نم لب یا  
شفائے ناس اگر در لعاب زنبور است

نواے پند حرفیاں مبر و محراب      اگر ز دل نہ برآید صدائے طنز و است  
 پیام مرگ سب اند بخلق و اور سن      نوید زندگی نو بخت منصور است  
 جہانت زندہ ز آب حیات محنتیاں      زمانہ شکر گزار است و سب مشکور است  
 بزور علم زمین نرم شد فلک نزدیک      کنوں گو کہ زمین سخت آسمان و دست  
 بنگشت گرم دل ہر دم از محشر      دریں شراب مگر اتنزان کا فور است  
 فغاں بغیرت و ویرانی وطن چہ کنی      ز سیل حادثہ عالم تمام مہمور است

بنظم سہل و محوی نگر کہ پنداری  
 کہ فختیور بلطف سخن نشاپور است

در گلشن بخت تو طرب سازی باد      صدیش و نشاط و سر فرازی باد  
 ہر کس کہ ترا خیر سخا بہ یار      ہموارہ پریشاں چو گل بازی باد

عہ یہ نزل مولوی جہدی علی سہل کی غزل کے نتیجے میں ایسے زمانہ میں لکھی گئی جبکہ دیوان جس پر ہاتھ مولوی جہدی علی سہل نے

ہمارے اجداد تھے اور فارسی زبان کے بڑے ماہر اور مسلم استاد مانے جاتے تھے۔

آنانکہ بڑسوق تو گامے نہادہ اند      بہر شکار حلالے دایہ نہادہ اند

اے رہرو طرقت شایہ شاد باش      برہر سبیل بہر تو جامے نہادہ اند

کتاب چہ سہایش کرمی نو اب دست محمد خاں صابراے محراب کہ  
بیادگار مقدس در چاکیرش تعمیر کردہ اند

براں کسے کہ بخواں زمانہ جہانت      رہین منت و پابست بند احانت

رسید خواجہ بجاگیر خوش و خلق سرود      بیابا کہ ترا جامے در دول جانت

اگر بیت و م را بایں طہر نویہ نہ تیارخ تعمیر محراب ہم طاہر می شود

بہم کشید رعایا نو اچو خواجہ رسید      بیابا کہ ترا جامے در دول جانت

چار اوصاف بود لازم خدمت شاہ <sup>۱۲۵۳ھ = ۱۷۷۰ء</sup>      سخت و بر تائی، کار اگہی و دانائی

بندہ پیر خرا خدایں دار و دہرے      و حقش شاہ جواں سخت چہ میفرمائی

ہدایہ کار و دوعالم بکبایں نظام کند      سبب حوصلہ حکمے بہ ہر کدام کند

بشدت است کجیہ از بہت خدیو کن      مہم محنت من سر علی امام کند

قطعه برایش محبی نذیر جنگ مرحوم برے رسالہ القرآن

ہست قرآن موجبِ وفلاں گریہ اندازیکہ گویم خویش

پوست را بگذر یعنی لفظ محض مندر ابرو یعنی معینش

ساقی شراب در درازم کش در جام کن  
این کیمیای خاص را بخیز و وقف عام کن

رباعی

عالم ہمہ جسم است تو جانی ایجاں  
جموعہ حسن و وہانی ایجاں  
آں خوبی خود کہ بروئے عالم محو است  
از محوئی خود پیرس گردانی ایجاں

رباعی

بے آتش عشق کیمیائے نشومی  
تا خود نشومی در دوائے نشومی

جایت بمیان سرفرویانہند  
تا کشتہ دشت کربائے نشومی

اے مرد زنی چہ رنج است ترا  
چوں پنج خواں پنج گنج است ترا

ہر گشت کہ رنجت کلاک محوئی گہرا  
گر طبع رسا و کتہ منج است ترا



## رباعی

دریا جو شید و قطرہ پیدا کر دید    بیچارہ بسے بدشت و صحر اگر دید  
 یادش ز وطن آمد و گم شد ز میا    پیوست بہ اصل باز دریا کر دید  
 تضمین یک مقطع حافظ حسب رماش    سر جہازا بکینہ با  
 کسے ز چنبر عشق تو رستگار مباد    مباد از تو رہائی وزینہار مباد  
 رہا ز حلقہ قراک ایں شکار مباد    خلاص حافظ از ازل ف تا بد مباد  
 کہ بستگان کند تو رستگار اند

تغافل از دو غریبا دل فگار مباد    قرار در دل ایں ہر دو بقیر مباد  
 رہا ز دام نظر حموی نزار مباد    خلاص حافظ از ازل ف تا بد مباد

## مثنوی ۱۳۲۱

ہر کہ بجائ فوق نہر پرورد    داغ الم کے جب گر پرورد  
 کے پرند خیاں شود    کے زپے جمع پریشاں شود

کے سر اور زحمت درد آور و      کے دل گرش دم سر دور و

بہر شمع جمع کماش بست      جائے خدم خلیا ش بست

بہر دل آرائی و رفع طال      شغل ہزار است بہر لکال

### شعر و سخن

گر کند اندیشہ شعر و سخن      لالہ و ماند چمن اندر چمن

چشم تامل چو بہ دیواں کند      خانہ نشین سیر گلستاں کند

بقیمہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جن میں ان کو ایک رجوعیتا ہمارت حاصل تھی۔ منجملہ ان کے تصوف شاعری کو سستی مصوری

خطاطی تیر اندازی چو گال بازی، تفنگ اندازی، ہریت، نجوم، رمل، طب اور طباطعی قابل ذکر ہیں۔ حب

سرمہاراجہ موصوف دارالہمسامی کی خدمت سے علیحدہ ہو گئے تو یہاں کے علم قاعدہ کے مطابق لوگوں نے

ان کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔ سرمہاراجہ صحبت کے شدید انی تھے۔ تنہائی ان کے لئے عذاب تھی۔ بید پریشان خاطر

اور رنجیدہ رہتے تھے۔ مولوی فطیر حسن سخا نے جو سرمہاراجہ کے بچوں کو پڑھاتے تھے اور میرے قدیم دوست تھے مجھ سے

کہا کہ اگلے ہمارا جہ تنہائی وغیرہ سے نہایت رنجیدہ اور حسودہ رہتے ہیں۔ میں نے کہا ان جیسے شخص کا جو بہت سے

علوم و فنون کے ساتھ دلچسپی اور ان میں تھوڑا بہت دخل بھی ہو بیکاری اور تنہائی سے گھبرا نا تعجب ان کے لئے ہے وہ اپنا تمام

## خطاطی

گاہ ز نوک قلم زنگار      حرف برآرد چو گہر آبدار  
دایرہ و مرکز و دایاں      بر خط خواباں خط بطلان کشد

## مصوری

گاہ بہ جادوگری موقلم      لوح کند رکش باغ ارم  
طرفہ جہانے بجہاں آورد      خالق خلق است چو جا آورد

## فلکیات

گاہ بہ تار نظر دور ہیں      صید کند طایر گرد و نشیں  
خوار گزار و کرہ خاک را      سیر کن رگبند افلاک را

بقیہ حاشیہ گزشتہ - وقت ان علوم اور فنون کی تکمیل میں صرف کر کے نہایت خوشی اور آرام کی زندگی کر سکتے ہیں

تھانے کہا کہ آپ کا خیال تو بالکل صحیح ہے مگر یہ خیال آپ ہی انکو دلا سکتے ہیں۔ سنا کے کہنے اور اصرار سے بہرہ نفع لکھی گئی تھی۔ برہما

اپنی عملی عادت کے مطابق بلایا چڑا کر لکھ کر دل فرمائی فرمائی۔

## بنجوم

پروہ براندازد و آرد حیاں      راز سر پرده محنت آسماں  
 راز سر افکندگی و برتری      خاصیت مهر و مہم و مشتری

## رمل

فکر کند گریہ اصول رمل      نیک بداند شر و خیر رمل  
 ہر کردیں کار ریاضت کند      از ہر سو کسب سعادت کند

## طیاسیت

میل کند گرسوی علم بدن      رنج بگیس طرف کاستن  
 سوویسے زان بہ مرضیارسد      صاحب ہر درد بہ درماں رسد

## موسیقی

گوش نو اگیر و لب لغتہ سنج      ہر دو بروں حبستہ ز آلام و رنج  
 کلفت جسم این بہ سماع برد      در دو روں آں بہ نواستے ہے پرد

## چوگان بازی

گاہ دم از مردی و مینداں زند    اسپ بر آگیزد و چوگان زند

گوئے ویسی ز دلیراں برد    صید ز سر پنجہ بشیراں برد

## تیر و تفنگ اندازی

ایں بہند تیر و کماں آورد    جوہر پوشیدہ عیاں آورد

عرصہ کند تنگ بشیر و پلنگ    از قدر اندازی تیر و تفنگ

## طباحتی

گاہ پئے اہل نہر خواں ہند    بر سر خواں نعمت اہواں ہند

ہست کرمی نہ شکم پروری    بست کمر گر پئے خولیکری

## تصوف

گام چو در راہ طریقت زند    باہمہ ناموس شریعت زند

راہ دراز است و پراز پیچ و خم    خطرہ پالغز بہ ہر یک قدم

قافلہ ہارفتہ پس یکدگر    یک دگر بخود و شوریدہ تر

کس نہ نشاں داد کجائی و د      کس نہ بیاں کرد چراغی و د  
 شعلہ شوقیت کہ سر میکش      قوت جذبت کہ در میکش  
 ذوق دریں مرطبا ہر سہم سفر      شوق دریں مہر کہا رہبر  
 کلفت این آہ زحمت افزا      راحت تسکین زجر راحت افزا  
 نشاء این خلکہ پابندہ تر      تلخی این جام خوش آیند تر  
 راہ نور وال ہر تشنہ لبان      عقل و خرد و سوختگان بے زباں  
 بے زخون ناب جگر می ہند      نالہ چو بے ساحہ سرمی دہند  
 قافلہ ہا گرچہ رواں کردہ اند      منزل مقصود نہاں کردہ اند  
 کس گزرے زین ہ شکل نکرد      تا مددش صاحب منزل نکرد

## خطاب

غم مخور اے خواجہ عالی گہر      غم خور دیکش کہ ندارد ہنر  
 تو کہ نہ علم و نہ ہر آمو دہ      از تب و تاب الم آسو دہ

بزم بآرا سخن آواز کن	صحبت ارباب هنر ساز کن
دور فلک غصه و اندیشه را	خاص کن اصحاب هنر پیشه را
هر طرازاں و عقیدت اسباب	نکته نوازاں معانی شناس
آنکه زهر علم سخن آورند	حرف زهر نو کهن آورند
شهره آفاق بجاں پروری	نام بر آورده بتام آوری
هر چو از کام و دهاں افکنند	قلعه در بزم جہاں افکنند
ہم این صحبت آزاد باش	شاد بخور شاد بزمی شاد باش

جان تو از بند غم آزاد باد

خان تو چوں جاں تو آباد باد





# غلط نامہ دیوان محومی

صفحہ	مسطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	پری	بری (بہرہ ثانی)
۴	۳	گداز	گداز
=	۱۱	سوہم	سوہم
۱۸	۱۰	چول	چول
۴۶	۷	بیا	بیار
=	۱۶	لعل شکرفا	لعل شکرفا
۵۴	۲	زاید	خیزد
۵۵	۱۳	سوت	صوت
=	۱۷	اد	داد
۵۷	۸	بار	بازار
۶۱	۱۸	خزمرہء اول میں ہونا چاہیے عربی کا مصروف ہے۔	
۶۷	۱	زور	زور
۷۵	۰	-	شواہد شواہد ہے۔
۸۱	۲	کہ	کہ کہ
۸۴	۱۴	گر	گر
۸۶	۱	خانماز	خانماز
۹۲	۱۶	سجد گال	سجدہ گاہ
۹۳	۴	آسمانت	آسمانت
۹۶	۱۰	دارلت یار	دولت یار
۱۰۲	۱۰	نگار	نگاہ
۱۰۴	۱۱	دست	دوست
۱۱۰	۱۲	چ	چول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۹	مرد و مال	مرد و حال
۱۱۸	۱۵	قٹ نوٹ چھوڑ دیا ہے جو حسب ذیل ہے۔	قٹ نوٹ چھوڑ دیا ہے جو حسب ذیل ہے۔
		عہ ہمارے قدیم دوست مولوی میرزا غلام مصطفیٰ بیگ صاحب	عہ ہمارے قدیم دوست مولوی میرزا غلام مصطفیٰ بیگ صاحب
		نے مندرجہ بالا حضرت غائب میں منا تھا۔ اسی پر بیہ نظری لکھی گئی تھی۔	نے مندرجہ بالا حضرت غائب میں منا تھا۔ اسی پر بیہ نظری لکھی گئی تھی۔
۱۲۳	۱۱	بجریے پائیاں شکستیم	بجریے پائیاں شکستیم
۱۲۷	۱۱	وزد واری	وزد واری
۱۲۸	۱۱	از	در
"	"	لش	مبش
۱۳۰	۵	رگزور	راہ گزار
۱۳۱	۱	ظہور	ظہور
۱۳۳	۷	بیار	بیار
۱۳۴	۱۰	بیار	بیاء
۱۶۸	۱۲	دومی	دومی
۱۶۹	۲	ارند	آرزو مقصود
۱۷۱	۱	خرمند	خرمند
۱۷۴	۱۷	اند	اند
۱۷۵	۷	حدای	حدای
"	۵	ندادہ	ندادہ اند
"	۸	جاویدال	جاویدال
۱۷۹	۷۱ نوٹ	خط	چند
۱۸۲	۱	گر	گر
۱۸۳	۴	بے توا	بے توا
"	۵	چر	چرا
"	۶	وہ	در
"	"	دست	دست و

صفحہ	سطر	قلم	فیشنی
۱۸۳	۱۰	تشمینی	فیشنی
"	۱۵	چا	چ
"	۱۷	چر	چرا

مجموعہ غریات مولوی عبدالکریم صاحب مالک محمد سوریہ پریس چارمینار کے بھروسہ پر ان کے مطبع میں  
طبع کے لیے دیا گیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف جس قدر اچھے آدمی ہیں اسی قدر ان کے مطبع کا انتظام  
خراب ہے اس مجموعہ کی اکثر کاپیاں اور پروف بغیر میرے پاس تھے اور بغیر میرے معائنہ کے چھاپی گئی ہیں اسوجہ  
سے بہت سی غلطیاں رکھی ہیں۔ برخلاف اس کے متفرقات کا جزد سجاد پریس کوٹلہ عالیجاہ میں طبع ہوا ہے۔  
مالک مطبع مولوی برہان الدین صاحب کی توجہ اور سہی کی بدولت اس میں بہت کم غلطیاں ہوئی ہیں  
اور انکی طباعت محمد سوریہ پریس کی بے انتہا خراب اور تباہ طباعت سے بدرجہا بہتر ہے۔

### ویب

۳	۱۰	پیار لیا	پیار لیا
۶	۳	متروک	دای - حاجی فتح احمد
		ن	مفتون نیرودی -

### متفرقات ضمیمہ دیوا

۲۴	۳	زیاں	زبان
"	۷	صرف	صرف
۲۸	۱۸	دود	دود
۳۲	۱۴	تاثر	تاثر
۳۳	۱	جود	بود
۳۵	۸	بہ	رہ
۴۲	۵	جاء	جاء

صحیح	غلط	سطر	تصحیح
راه مکان "گفتم" با سطر بی	اه مکان "گفتم" از سطر بیست	دوم ۸ ۷ ۵ ۱۲	۵۶ ۶۹ ۷۲ ۷۳ ۷۸
۱۵۵ - ۱۹۱ = ۱۳۶	۱۵۵ - ۱۹۱		
حاذق و دانا	حاذق دانا		
زین بیت	زین مب	۴	۸۰





